عِلمِ غیب

از

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی

مُناظرہ

وجادلھم بالتی ھی احسن

روئیداد مناظرہ سلانوالی پنجاب

مسمّٰی بہ اسم تاریخی

ھو الظفر المبین ۱۳۵۵

ملقب بہ

مناظرہ علم غیب

مرتبہ

جناب مولانا مولوی محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی زید مجدہم

ناشر :

کتبخانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حمداً و سلاماً

تمہید

یوں تو ہندوستان کے مسلمانوں میں عام طور پر قبر پرستی اور پیر پرستی بہت زیادہ رواج پا چکی ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ صوبۂ پنجاب اس معاملہ میں دوسرے صوبوں سے بہت زیادہ متأثر ہے اس میں شک نہیں کہ اس سرزمین میں پہلے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ تھے جو آج اس کے تحتانی طبقہ میں آرام فرما رہے ہیں لیکن فی زمانہ ان کے سجادوں پر جو لوگ قابض ہیں ان میں اکثر نااہل اور محض دنیادار ہیں، اور یہی لوگ عوام میں شرک و بدعت پھیلنے کے ذمہ دار ہیں، اور چونکہ ان کی عیش پرستانہ زندگی کا مدار مریدوں کے نذرانوں اور چڑھاووں پر ہے۔ اس لئے یہ ان تمام گمراہیوں کے حامی اور مبلغ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں حامیان توحید و سنت کے لئے نسبتاً زمین زیادہ سخت ہے

لیکن حق تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق وہیں چند ہستیاں ایسی بھی پیدا کر دی ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہیں بزرگوں میں سے حامی توحید و سنت ماحی شرک و بدعت عارف باللہ حضرت مولانا سوارتی حسین علی شاہ صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کی ذات بابرکات بھی ہے۔ آپ کو توحید و سنت سے جس قدر گہرا عشق ہے شرک و بدعت سے اتنی ہی شدید عداوت بھی ہے اور آپ کی برکت سے آپ کے متوسلین و متبعین کا حلقہ بھی اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ آپ کے خلفاء میں ایک پُرجوش اور مجاہد عالم مولانا منور الدین صاحب بھی ہیں۔ آپ نے اپنے آپ کو تبلیغ توحید اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے بالکل ہی وقف کر رکھا ہے۔ آپ کا وطن ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں چک منگلیا نوالہ نمبر ۹۸ ا میں ہے آپ ہر ہفتہ خاص اہتمام کے ساتھ تبلیغی دورہ فرماتے ہیں اس دورہ میں آپ کے متوسلین کی کافی جماعت ساتھ ہوتی ہے، جن کی تعداد بعض اوقات

تیس ۳۰، چالیس ۴۰ تک پہنچ جاتی ہے، کھانے پینے وغیرہ ضروریات کا کل سامان آپ کیساتھ اونٹوں پر لدا ہوتا ہے۔ یہ قافلہ کسی بستی میں جا کر قیام کرتا اور محض خالصاً لوجہ اللہ تبلیغ حق کا فریضہ انجام دیتا ہے سوا مہینا کا زیادہ تر حصہ دعوت توحید وسنت پر مشتمل ہوتا ہے کیونکہ وہاں کے حالات کا تقاضا یہی ہے اس نیک کام کے آغاز کو قریباً دو سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اللہ کے سینکڑوں بندوں کو اس کے ذریعے بحمد اللہ ہدایت ہوئی، اور وہ شرک و بدعت سے تائب ہو کر توحید وسنت پر قائم ہو گئے۔

جن لوگوں کی طبائع کو شرک بدعت سے کچھ اُنس تھا۔ وہ توحید وسنت کی اس تبلیغ کو ٹھنڈی نظروں سے نہ دیکھ سکے اور انہوں نے ان داعیان توحید وسنت کے خلاف ہابیت اور اہانت رسول وغیرہ اتہامات کے اوچھے ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیئے اور بڑے زور شور کے ساتھ پرستاران توحید کی اس جماعت کے خلاف یہ ناپاک پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا کہ یہ بددین ہیں، دشمن رسول ہیں، ائمہ اور اولیاء کی عظمت کے منکر ہیں (والعیاذ باللہ)

یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں سیال شریف کے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ قمر الدین صاحب اپنے چند آدمیوں کے ساتھ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ کو مولنا منور الدین صاحب کے پاس چک ۱۵۱ شمالی تشریف لائے اور مسئلہ علم غیب پر گفتگو شروع کر دی۔ مقامی لوگ بھی کافی تعداد میں جمع ہو گئے۔ مولنا منور الدین صاحب نے اپنے عقیدہ کے ثبوت میں سورۂ انعام کی یہ آیت پیش کی۔

"قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب" الخ

اور ترجمہ یہ کیا کہ "اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں"۔ اس پر صاحبزادہ موصوف نے فرمایا کہ آیت کا ترجمہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے کہ۔ "اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے اللہ کے ہیں اور میں تم کو نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں۔

مولنا منور الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور کسی معتبر مفسر نے ایسا نہیں لکھا ہے مگر صاحبزادہ صاحب اپنی بات پر قائم رہے پھر جناب مولنا منور الدین صاحب نے قراء صحابہ کا واقعہ پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر جلیل القدر صحابیوں کو تبلیغ و تعلیم کے لیے

ایک دفعہ تبلیغ اور بعض قبائل کے لوگوں نے دھوکہ دے کر ان کو نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالا
جس پر حضرت کو سخت رنج ہوا۔

پس حضرت کو یہ انجام پہلے سے معلوم ہوتا تو کبھی آپ نہ بھیجتے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حضور کو پہلے سے علم تھا کہ یہ سب شہید کر دیئے جائیں گے لیکن اس کے باوجود آپ نے ان کو بھیج دیا تھا۔ غرض کچھ دیر اسی طرح گفتگو ہوئی۔ آخر میں صاحبزادہ صاحب نے باقاعدہ مناظرہ و مباحثہ کے لیے زور دیا اور فرمایا کہ میں اور مولانا کو بھی اپنے ساتھ لاؤں گا۔ مولانا منور الدین صاحب نے ابتداً اس تجویز سے انکار کیا اور فرمایا کہ مناظرہ کے بارے میں ہمارا تجربہ اچھا نہیں ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جاہل مخالفین مناظرہ طے کر لیتے ہیں اور پھر وقت پر نہیں پہنچتے اور کبھی حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیتے ہیں اور کبھی اپنی کمزوری محسوس کر کے فساد کرا دیتے ہیں جس سے علماء کو ناحق تکلیف ہوتی ہے اور بالخصوص طریق کی زیر باری بھی ہوتی ہے (جیسا کہ لاہور و گجرات وغیرہ میں ہو چکا ہے) مگر صاحبزادہ صاحب نے مناظرہ پر بہت زیادہ اصرار کیا اور فرمایا کہ [illegible] اپنی جماعت کے ہمراہ علماء کو ساتھ یہاں ضرور پہنچونگا۔ مولانا منور الدین صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر یہ اچھا ہو کہ کوئی تاریخ مقرر نہ کیجئے جونہی میرا وطن پہنچوں آپ کو بلا بھیجوں گا اس کے لیے ضلع سرگودھا کا مشہور مقام "سلانوالی" مقرر ہوا
بنیاد مناظرہ کے طور پر فریقین نے اپنا اپنا عقیدہ بھی قلم بند کر دیا۔ پہلے مولانا منور الدین صاحب نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا:۔

"ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو ہے اگر کوئی کہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر وقت ہر چیز کو جانتے تھے تو وہ مسلمان نہیں ہے وہ کافر ہے" (منور الدین)

اس کے بعد صاحبزادہ صاحب نے اپنا عقیدہ لکھا جس میں حضور کے لیے آغاز آفرینش عالم سے قیامت تک کا علم محیط ثابت کیا۔ مولوی منور الدین صاحب نے فرمایا کہ آپ کی تحریر علم لدنی کی اور جو آپ نے لکھا ہے وہ کافی نہیں بلکہ محدود ہے لہذا جو آپ کا اصل عقیدہ ہے صاف صاف لکھئے
اس پر صاحبزادہ صاحب نے اپنا عقیدہ ذیل کے الفاظ میں لکھا۔

"اللہ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مغیبات کا علم دیا ہے اور حضور [illegible] جانتے ہیں جو شخص اس عقیدہ والے کو کافر کہے وہ خود کافر ہے" (محمد قمر الدین)

ان تمام چیزوں کے طے ہو جانے کے بعد مولانا منور الدین صاحب نے مناظرہ کے لیے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بریلی کو مفصل حالات لکھ کر دعوت دی نیز حضرت مولانا حسین علی شاہ صاحب اور حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور نے بھی مولانا موصوف کو تحریر فرمایا کہ اس مناظرہ نے غیر معمولی اہمیت اختیار کر لی ہے لہذا آپکی شرکت لابدی اور نہایت ضروری ہے۔

اگرچہ الفرقان کے اختتام سال کی وجہ سے یہ وقت مولانا کے لئے بہت زیادہ مصروفیت کا تھا مگر حضرات مذکورین کے اصرار نے مجبور کر دیا اور آپ نے شرکت منظور فرمائی اور ۲۰ ذی الحجہ کو بریلی سے روانہ ہو کر ۲۱ ذی الحجہ کی شام کو آپ مسلانوالی پہنچ گئے۔

مجدد العصر حضرت مولانا حسین علی شاہ صاحب حضرت مولانا فضل کریم صاحب بندیالوی مولانا منور الدین صاحب مولانا قاضی شمس الدین صاحب کیملپوری پہلے ہی سے وہاں پہنچ چکے تھے ۲۲ کی صبح کو حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور و حضرت مولانا شہاب الدین صاحب خطیب جامع چوبرجی کوارٹر لاہور و حضرت مولانا عبد الحنان صاحب خطیب جامع اشرفیہ لاہور و حضرت مولانا کریم بخش صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، نیز بعض دیگر علمائے کرام بھی پہنچ گئے مناظرہ کے لیے صبح کا وقت مقرر تھا لیکن فریق ثانی کے مناظرین وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکے اس لئے بارہ بجے کے بعد کارروائی شروع ہو سکی۔ پہلے فریقین کی طرف سے صدر کا انتخاب ہوا۔ اہلسنت نے اپنی جانب سے حضرت مولانا عبد الحنان صاحب خطیب جامع اشرفیہ لاہور کو صدر منتخب کیا اور فریق ثانی نے مولوی کریم الدین صاحب ساکن جہلم کو اپنا صدر مقرر کیا۔ سب سے پہلے شرائط کے متعلق گفتگو ہوئی، اور خدا کا شکر ہے کہ خلاف توقع بہت تھوڑی دیر میں ضروری شرائط طے ہو گئے طے شدہ شرائط یہ تھے۔

(۱) مناظرہ مولوی منور الدین صاحب اور صاحبزادہ قمر الدین صاحب کے ان تحریری عقیدوں پر ہوگا جو انہوں نے لکھے ہیں۔ پہلے مولوی منور الدین صاحب کی تحریر پر بحث ہوگی جس میں ان کے فریق کی حیثیت مدعی کی ہوگی۔ اس کے بعد صاحبزادہ کی تحریر پر بحث ہوگی اور اس میں ان کے فریق کی حیثیت مدعی کی ہوگی۔

(۲) ہر بحث میں مدعی کی تقریر اوّل اور آخر ہوگی۔

(۳) ہر بحث کے لیے چار چار گھنٹہ وقت ہوگا۔

(۴) ہر بحث میں ہر فریق کی پہلی پہلی تقریر ۱۵-۱۵ منٹ ہوگی۔ اس کے بعد دس دس منٹ کی۔ اس کے بعد مناظرین کی تعیین ہوئی۔ مولوی عبدالحنان صاحب نے بحیثیت صدر جانب اہلسنت اعلان کیا کہ ہماری طرف سے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان مناظر ہوں گے۔ اور فریق ثانی کی طرف سے مولوی کرم الدین صاحب نے اعلان کیا کہ ہماری طرف سے مولوی حشمت علی صاحب مناظر ہوں گے۔

ان تمام شرائط کے بسہولت طے ہو جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس ساری گفتگو میں مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے خاص رفقاء کو دخل اندازی کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ یہ حضرات اسی وقت ریل سے آئے تھے اور کوئی مشورہ اس بارے میں پہلے سے نہ ہو سکا تھا اور شرائط کی گفتگو مولوی کرم الدین صاحب نے خود کی۔ یہ تمام چیزیں طے ہو جانے کے بعد نماز ظہر کے لیے وقفہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اہلسنت نے وہیں میدان مناظرہ میں نماز باجماعت ادا کی اور اتنی ہی دیر میں مولوی حشمت علی صاحب نے مولوی کرم الدین صاحب وغیرہ کو کوئی خاص پٹی پڑھائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعد فراغت نماز کارروائی شروع ہوتے ہی فریق ثانی کی طرف سے طے شدہ شرائط میں ترمیم بازی شروع ہو گئی اور بہت زیادہ وقت اسی کی نذر ہو گیا لیکن اہلسنت کی طرف سے ان کی ترمیمات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ بالآخر مندرجہ بالا شرائط ہی پر مناظرہ شروع ہو گیا جس کی کیفیت صفحات مابعد میں درج کی جاتی ہے۔ اس کیفیت کی ترتیب میں ہم نے اس کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ کسی فریق کی کوئی دلیل بلکہ کوئی بات بھی ذکر سے نہ رہ جائے نیز جہاں تک ممکن ہو سکا الفاظ اور طرز ادا کی بھی رعایت کی ہے اور اس لحاظ سے یہ روئداد اتنی مکمل ہے کہ شاید کسی مناظرہ کی روئداد اب تک اتنی مکمل شائع نہ ہوئی ہو۔ اس بارے میں ہم کو جو غیر معمولی کامیابی ہوئی اس کے لیے ہم اپنے عنایت فرما دوست جناب عنایت الٰہی صاحب بی اے گوجرانوالہ کے شکر گزار ہیں کہ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے زود نویس ہیں اور تقریروں کے قلمبند کرنے میں آپ کو خاص مہارت ہے۔ آپ اس مناظرہ میں شریک تھے اور آپ نے فریقین کی پوری پوری تقریریں قلمبند کی تھیں۔ ان کی اس یادداشت سے ہم کو بڑی مدد ملی جو حضرات اس روئداد سے فائدہ اٹھائیں وہ راقم الحروف

آپ تو موصوف کے لیے بھی دعا خیر فرمائیں:

روئیداد ہذا کے متعلق دو ضروری نوٹ

(۱) کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ فریقین کی بعض تقریروں میں کوئی نئی بات نہیں ہوتی تھی اور صرف پہلی ہی باتوں کی تکرار یا توضیح و تشریح ہوتی تھی۔ ہم نے ہر فریق کی ایسی تقریروں کو نظر انداز کر دیا ہے ——— اس کے علاوہ اور تقریروں سے بھی ہم نے بے فائدہ تکرار کو حذف کر دیا ہے۔ یہاں یہ بتلا دینا ہمارا فرض ہے کہ غیر ضروری تکرار زیادہ تر مولوی حشمت علی صاحب کی تقریروں میں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے ان کی تقریریں بہ نسبت حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کی تقریروں کے مقابلہ میں زیادہ مختصر نظر آئیں گی۔

(۲) نیز مولوی حشمت علی صاحب کی تقریروں میں بعض اوقات اس قدر سوقیت و بازاری پن ہوتا تھا اور اتنی غلیظ اور متعفن گالیاں ہوتی تھیں کہ جن کو انسانی شرافت کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی ——— ہم نے ان کو بھی بالقصد اس روئیداد سے حذف کر دیا ہے اور جو بعض سخت اور دل آزار کلمات ان کی تقریروں میں ہم نے نقل کیے ہیں وہ صرف اس لیے کہ جانبے ناظرین کو ان کی ذہنیت اور تہذیب و شرافت کا کچھ اندازہ ہو سکے ——— محترم ناظرین کرام یقین فرمائیں کہ ان کی جو گالیاں ہم نے نقل کرنے سے چھوڑ دی ہیں، وہ منقولہ سے بدرجہا زیادہ سخت اور غلیظ و متعفن ہیں جن کو ہمارا قلم نقل کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہوا ———

جن حضرات نے مولوی حشمت علی صاحب کا کوئی مناظرہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور خود راقم الحروف بھی انہیں میں سے ہے وہ حیران تھے کہ ایک شخص "مولوی" "عالم" اور ایک جماعت کا مذہبی نمائندہ بلکہ وکیل اور نقیب ہو کر تہذیب و متانت اور علم و وقار سے کس طرح عاری ہے۔ در حقیقت یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کردار سے "علمائے کرام" کو بدنام کیا ہے اور حاملین مذہب کے خلاف قوم کے نوجوانوں میں ایک عام بغاوت پھیلا دی ہے۔

خدا ان کو ہدایت دے، اور قوم کو وہ بصیرت عطا فرمائے جس سے وہ "علماء" اور "علماء نما" "رہزنان دین" میں تمیز کر سکیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد ملاحظہ فرمائیے اصل مناظرہ!!

ناچیز محمد عطاء اللہ قاسمی کان اللہ لہ

ربیع الاول سنہ ۵۶ھ

مناظرہ کا پہلا دن

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (بعد خطبہ مسنونہ) فاضل مخاطب اور محترم حضرات! اس وقت علم غیب کی بحث ہے اور مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ تمام اشیاء کا علم کلی تفصیلی محیط ہر وقت حاصل ہونا یہ حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو قرآن کریم نے بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ بیان کیا ہے، علیٰ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اس کی شہادت دے رہی ہیں اور امت کا اس پر اجماع بھی ہے اور آج تک امت کے کسی ایک عالم نے بھی اس چیز سے اختلاف نہیں کیا، حتیٰ کہ ہمارے فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب کے پیر و مرشد فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب جن کو اس قسم کے مسائل میں بہت زیادہ غلو تھا وہ بھی اس کے قائل نہیں، چنانچہ وہ اپنی مشہور کتاب "الدولۃ المکیہ" صفحہ ۲۳۲ پر ارقام فرماتے ہیں۔

"ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضا الا البعض"

"یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ کا عطا کیا ہوا بعض ہی علم مانتے ہیں نہ کہ جمیع" بہرحال میرے دعوے کے اس جز سے فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب کو بھی اتفاق ہے اور سب سے پہلے مولوی حشمت علی صاحب سے اس ناچیز کے جس قدر مناظرے ہوئے ان سب میں انہوں نے بھی اپنا عقیدہ یہی بیان فرمایا تھا جس کا میرے پاس تحریری ثبوت بھی موجود ہے مگر معلوم نہیں کہ یہاں مولوی حشمت علی صاحب اپنے عقیدہ کے ماتحت گفتگو کریں گے یا یہاں کے مجمع اور اپنے جاننے والوں کی رعایت کرتے ہوئے علم کلی کی حمایت کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت مولوی حشمت علی صاحب کے لیے بڑی آزمائش کا ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کی مشکل کو آسان کرے۔ اس کے بعد میں اصل مسئلہ پر کلام شروع کرتا ہوں، حاضرین کرام توجہ سے سنیں

حق تعالیٰ شانہٗ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى"

قرآن مجید کے پہلے مترجم حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ اس کے ترجمہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بدرستیکہ قیامت آئندہ است میخواہم کہ پنہاں دارم آں وقت را تا جزا دادہ شود ہر تنے را بانچہ میکند"

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے ترجمہ قرآن فتح الرحمان میں فرماتے ہیں:۔

"ہر آئینہ قیامت آمدنی است میخواہم پنہاں دارم وقت آں را تا جزا دادہ شود ہر شخصے بمقابلہ آنچہ میکند"

ان دونوں ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ قانونِ جزا و سزا کے بر روئے کار آنے کے لیے قیامت ایک وقت ضرور آنی ہے اور ہم اس کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔

سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنہوں نے علم قرآن براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا اور جن کے لئے حضورؐ نے خاص طور پر فہم قرآن کی دعا فرمائی تھی وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"ان الساعة اٰتية اكاد اخفيها يقول لا اظهر عليها احدا غيري"

(تفسیر ابن جریر صفحہ ۹۹ ج ۱۶، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۳ ج ۳)

یعنی آیت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی کو اس (وقت قیامت) کی اطلاع نہ دوں گا۔

اور حضرت قتادہ جو طبقہ تابعین میں امام تفسیر ہیں اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں

"لعمري لقد اخفاها الله من الملائكة المقربين و الانبياء المرسلين"

(ابن جریر و ابن کثیر)

یعنی میری جان کے مالک کی قسم اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کو ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے مخفی ہی رکھا ہے۔

اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی ائمہ تابعین مفسرین میں سے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"ليس من اهل السمٰوات والارض احد الا وقد اخفى الله عنه علم الساعة" (ابن کثیر صفحہ ۱۴۳ ج ۳)

یعنی زمین و آسمان میں جس قدر بھی مخلوق ہے (یعنی جن و انس اور فرشتے) ان سب سے
اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم مخفی رکھا ہے۔

یہاں تک آیت کریمہ کے متعلق میں نے صرف بعض صحابہ و تابعین کے ارشادات پیش کئے
ہیں ان کے علاوہ بعد کے ائمہ تفسیر مثلاً امام ابن جریر طبری و حافظ ابن کثیر دمشقی و علامہ بغوی و خازن
و خطیب شربینی و علامہ معین بن صفی، اور دیگر حضرات نے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی مضمون کو ادا
کیا ہے جس کی تفصیل آپ میری کتاب "البارق الغیب" میں جو دو سال سے قسط وار الفرقان میں شائع
ہو رہی ہے[1] ملاحظہ فرماچکے ہوں گے۔ یہ تمام حضرات اس آیت کی تفسیر میں اس بات پر متفق ہیں کہ
اس میں حق تعالیٰ نے اپنے اس ارادے کو ظاہر فرمایا ہے کہ میں قیامت کی خاص گھڑی کو اپنے ماسوا
سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں یعنی کسی کو بتلانا نہیں چاہتا۔ اور اللہ تعالیٰ فعال لما یرید ہے، وہ جو
ارادہ کرتا ہے وہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ ارادہ بھی پورا ہوا اور اس نے کسی مقرب سے مقرب
مخلوق کو بھی اس کا علم عطا نہیں فرمایا۔ قرآن مجید میں قریباً بیس جگہ اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ قیامت
کا علم صرف خدا ہی کو ہے اس کے سوا کسی کو نہیں۔ ان میں سے ایک آیت میں اس وقت اور پیش کرتا ہوں۔

سورۂ اعراف میں ارشاد ہے۔ یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها۔ قل انما علمها عند ربی
لا یجلیها لوقتها الا هو ثقلت فی السمٰوٰت والارض لا تأتیکم الا بغتة یسئلونک
کانک حفی عنها قل انما علمها عند الله ولکن اکثر الناس لا یعلمون ○

اس آیت کا ترجمہ بجائے اس کے کہ میں اپنی طرف سے کروں، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب
کا ترجمہ پیش کرتا ہوں جو اردو کا مستند ترین ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے، تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے رب ہی کے پاس
وہی کھول دکھائے گا اس کو اپنے وقت۔ بھاری بات ہے آسمان و زمین میں، تم پر آئے
گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ تو اس کا متلاشی ہے۔ تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ کے
پاس۔ لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں سکتے۔"

بظاہر تو یہ ایک آیت ہے لیکن اس کا ہر ٹکڑا مستقل طور پر یہ اعلان کر رہا ہے کہ قیامت کا علم

---

[1] اس کی پہلی جلد اب کتابی شکل میں شائع ہو چکی

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، اگرچہ یہ آیت اپنے مضمون کے لحاظ سے بہت واضح ہے مگر تاہم مزید توضیح کے لیے میں اس کی تفسیر میں چند اکابر مفسرین کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ انما علمها عند ربی کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"انما علمها عنده استأثر بعلمها فلم يطلع عليها ملكا ولا رسولا" (تفسیر ابن جریر [illegible])

یعنی وقتِ قیامت کا علم بس خدا ہی کو ہے اس نے اپنے ہی لئے اس کو خاص کر لیا ہے پس اس نے نہ کسی فرشتہ کو اس کی اطلاع دی ہے، نہ کسی رسول کو۔ اور حضرت قتادہ تابعی انما علمها عند ربی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"يقول علمها عند الله هو يجليها لوقتها لا يعلم ذلك الا الله" (تفسیر ابن جریر [illegible])

اور حضرت سدی تابعی ثقلت فی السموات والارض کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"يقول خفيت في السموات والارض فلم يعلم قيامها متى تقوم ملك مقرب ولا نبي مرسل" (تفسیر ابن جریر [illegible])

یعنی وقتِ قیامت کو نہ کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی فرستادہ پیغمبر، وہ تمام زمین و آسمان کی مخلوق سے مخفی ہے۔

اور امام ابن جریر طبری قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا ھو کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"انه امر من الله تعالى نبيه محمدا بان يجيب سائليه عن الساعة بانه لا يعلم وقت قيامها الا الله الذي يعلم الغيب وانه لا يظهرها لوقتها ولا يعلمها غيره جل ذكره" (تفسیر ابن جریر صفحہ [illegible] جلد ۹)

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جو لوگ آپ سے قیامت کے وقت کا سوال کرنے والے ہیں ان کو آپ یہ جواب دیں کہ اس کے وقت خاص کا علم اللہ عالم الغیب کے سوا کسی کو نہیں اور وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا دوسروں کو اس کی کچھ خبر نہیں۔

پھر آیت ہٰذا کے آخری حصے (قل انما علمها عند الله) کی تفسیر میں بھی امام موصوف فرماتے ہیں۔

معناه قل یا محمد لسائلیک عن وقت الساعة وحین مجیئها لا علم لی بذالک ولا یعلم به الا الله الذی یعلم غیب السموات والارض ولکن اکثر الناس لا یعلمون ان ذالک لا یعلم الا الله بل یحسبون ان علم ذالک یوجد عند بعض خلقه (ابن جریر ص ۹۴)

یعنی حق تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ وقت قیامت کے متعلق سوال کرنے والی اس جماعت سے فرما دیجئے کہ مجھ کو اس کا علم نہیں اور اس کو خدائے علیم و خبیر کے سوا کوئی نہیں جانتا جو آسمان و زمین کے تمام غیوب کا جاننے والا ہے لیکن بہت لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ اس کا علم صرف خدا ہی کو ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کی بعض مخلوق کو بھی قیامت کے وقت خاص کی خبر ہے۔

اس سلسلہ میں بعض مفسرین کی تصریحات مجھے اور بھی پیش کرنی تھیں لیکن اب وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے آئندہ کے لئے چھوڑتا ہوں بعض چیزیں میں نے اب تک پیش کی ہیں ان سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ قیامت کے وقت خاص کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو ہے اور اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب (ایک طویل خطبہ کے بعد جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں رازقنا . ومالکنا . ومالک السموات والارض . ومالک الجنة والنار . ومالک اللوح والقلم ومالک رقاب الامم اور ان جیسے بہت کہا تھے نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بھی قریب اسی قسم کے توحید سوز الفاظ تھے۔)

پیارے سنی بھائیو! اسلام زندہ دین ہے اسی طرح ہمارا خدا بھی زندہ ہے ہمارا پیغمبر بھی زندہ ہے اور اس کے معجزات بھی زندہ ہیں۔ آپ نے دیکھا اس مجمع میں ہمارے رسول خدا کے محبوب علام الغیوب کا کیسا روشن معجزہ ظاہر ہوا۔ مولوی منظور صاحب مولوی منور الدین کی طرف سے یہ ثابت کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے کہ سیال شریف کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ قمر الدین صاحب مدظلہ العالی اور ان کے تمام مریدین بلکہ سیال شریف کی گدی کے تمام وابستگان سب کے سب کافر ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور حضرت صاحبزادے صاحب کی

کرامت دیکھو کہ منظور الدین کے وکیل مولوی منظور صاحب نے کفر کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا اور کسی کو بھی کافر ثابت نہیں کیا۔ مثل مشہور ہے "مدعی سست گواہ چست" مگر یہاں اس کا الٹا ہوا مدعی چست گواہ سست۔

ارے مولوی صاحب! آپ سجادہ صاحب کو اور دوسرے مسلمانوں کو کافر ثابت کرنے کے لئے اتنی دور کا سفر کر کے آئے۔ مگر آپ نے بے نمازیوں سے نہیں کہا کہ نماز پڑھو، سود خوروں سے نہیں کہا کہ سود مت لو۔ آپ آریوں کو مسلمان کرنے کے لئے نہیں گئے۔ بتائیے آپ نے کتنے کافروں کو مسلمان بنایا ہے۔ آپ یہاں مسلمانوں کو کافر بنانے آگئے؟ لیجئے آپ تو کسی کو کافر نہیں کہہ سکے میں کہتا ہوں کہ آپ کافر ہیں۔ آپ کے ماننے والے منظور دین کافر ہیں۔ جو آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اگر ہمت ہو تو مجھ سے اس کا ثبوت مانگئے میں ابھی اس کا ثبوت دینے کو تیار ہوں مگر چونکہ میں آپ کا پرانا خصم ہوں اور آپ مجھے خوب جانتے ہیں، اس لئے آپ کبھی بھی اس بحث کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ آپ کہتے ہیں حضور کو قیامت کا علم نہیں تھا اور معاذ اللہ حضور جاہل تھے۔ اور پھر آپ مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

سنی بھائیو! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور یہ ثابت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ حضور آقائے دوجہاں جاہل تھے کیا اس کے بعد بھی مسلمانی کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ آپ نے علم قیامت کے متعلق جو آیتیں پڑھی ہیں یہی سنبھل اور اوری کے مناظروں میں ان سب کے جواب آپ کو دے چکا ہوں۔ میں نے سنبھل ہی کے مناظرہ میں آپ سے پوچھا تھا کہ "اکاد اخفیہا" میں اخفا مطلق ہے یا مطلق اخفا۔ آپ وہاں اس کا کوئی جواب نہ دے سکے تھے پھر یہی میں نے آپ سے اوری میں پوچھا وہاں بھی آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے تھے اب بھی میں آپ سے یہی پوچھتا ہوں آپ پہلے میرے اس سوال کا جواب دے دیجئے اس کے بعد آیت سے استدلال کیجئے۔ دوسری بات یہ بتائیے کہ اس آیت میں حضور کا ذکر کہاں ہے؟

ارے مولوی صاحب! آپ کو کچھ خبر بھی ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ وقت قیامت کے اخفا میں یہ حکمت ہے کہ لوگ معاصی پر دلیر نہ ہو جائیں اور انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان کے متعلق یہ خطرہ نہیں ہو سکتا لہٰذا ان سے اخفا کی کوئی وجہ نہیں دوسری

دوسری آیت جو آپ نے سورۂ اعراف کی پیش کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس علم کو خاص بتایا گیا ہے وہ صرف علم ذاتی ہے کیونکہ علم عطائی تو اس کی جناب میں محال ہے لہٰذا وہ آیت آپ کے دعوی سے بالکل غیر متعلق ہے علاوہ ازیں اس میں یہ کہاں ہے کہ بعد میں بھی حضور کو یہ علم نہیں دیا جائیگا اور ہمارا دعوی یہ ہے کہ دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے پہلے حضور کو تمام علوم عطا فرما دیئے گئے تھے۔ پس اگر پہلے کسی وقت میں کسی خاص علم کی حضور سے نفی بھی کی گئی ہو تو وہ ہمارے لئے مضر نہیں۔

مولوی صاحب! میں آپ کی ان تمام باتوں کا جواب پہلے مناظروں میں دے چکا ہوں مگر ہر دفعہ آپ یہی پرانی باتیں پیش کر دیتے ہیں اگر ہمت ہو تو نئے دلائل پیش کیجئے اور ہمت ہو تو اپنا اسلام ثابت کیجئے یا مجھ سے کفر کا ثبوت لیجئے، گیا کے بعد ابھی تو مرتبہ ملا ہے آپ چاہتے ہیں کہ یہ وقت یونہی بیکار باتوں میں ضائع ہو جائے۔ میں اس مرتبہ آپ کو نہیں چھوڑوں گا اور آپ سے کفر کا اقرار کرا کے چھوڑوں گا ؎

یہ آفلاک کر کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) حاضرین کرام! آپ حضرات نے میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب کی جوابی تقریر سنی۔ انہوں نے اس وقت میرے متعلق جو سخت سے سخت کلمات کہے ہیں اعتراف کرتا ہوں کہ ان کا ترکی بہ ترکی جواب دینے سے بالکل عاجز ہوں، یہ فن مولوی صاحب کو آتا ہے اور انہی کے لئے زیبا ہے۔ میرا جواب حافظ شیرازی کی زبان میں صرف یہ ہے ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

بہر حال میں نے آپ کی وہ ساری گالیاں معاف کیں۔ البتہ آپ نے یہ جو سخت ترین بلکہ ناپاک ترین حملہ مجھ پر کیا ہے کہ معاذ اللہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہتا یا جاہل جانتا ہوں تو میں اس کو معاف نہیں کر سکتا اور آپ کو صاف صاف بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس کے بعد یہ خبیث کلمہ آپ نے اپنے منہ سے نکالا تو انجام وہ ہوگا جس کو آپ دیکھیں گے، اور اس کی تمام تر ذمہ داری صرف آپ پر ہوگی۔ آپ کو اگر گالیاں دینے کا شوق ہے تو آپ مجھ کو گالیاں

دے لیجئے اس پر بھی پیاس نہ بجھے تو میرے اساتذہ و مشائخ کو لے لیجئے اس پر بھی پیاس نہ بجھے تو میرے آباؤ اجداد کو لے لیجئے پھر دوسرے بزرگوں کو لے لیجئے۔ ممکن ہے کہ اس پر میں کسی حد تک صبر کر سکوں لیکن اس قسم کے ناپاک نعرے کہ معاذ اللہ میں حضور کو ایسا ویسا سمجھتا ہوں میں ایک لمحہ کے لیے بھی سننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ہمارے لیے دنیا میں عزیز ترین متاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا ناموس مقدس ہی ہے آپ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ ہم حضور کے متعلق ایسے ناپاک خیالات رکھتے ہیں اور بحمد اللہ ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کوئی بدنصیب ہمارے سامنے ایسے گستاخانہ کلمات زبان سے نکالے تو ہم ایک لمحے کے لئے اس کو دنیا میں نہ رہنے دیں خواہ اس میں خود ہی فنا ہو جائیں۔ ناموس نبوی کے تمام دشمنوں کو ہمارا یہ چیلنج ہے ؎

جو جاں چاہو تو جاں حاضر جو مال چاہو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دیں گے

بہرحال میں ایک دفعہ پھر آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ اب کے بعد یہ ناپاک کلمہ زبان سے نہ نکلے ورنہ انجام خطرناک ہوگا۔

آپ نے مجھے اور مولانا منور الدین صاحب کو کافر کہہ کر اشتعال انگیزی کی بھی پوری پوری کوشش کی ہے جس سے آپ کا مقصد صرف یہ تھا کہ یا تو مناظرہ درہم برہم ہو جائے۔ یا "علم غیب" کی اصولی بحث کو چھوڑ کر دوسری شخصی بحثیں شروع کر دوں اور آپ کی طرح آپ کے سامنے علی الفضل گمراہیاں طشت از بام نہ ہونے پائیں لیکن یقین رکھیے کہ انشاء اللہ آپ کی کوئی آرزو بھی پوری نہ ہوگی۔ البتہ اگر فی الواقع آپ کو میرے یا مولانا منور الدین صاحب کے متعلق کوئی بحث کرنی ہے تو اسی وقت اس کے لیے بھی وقت طے کر لیجئے "علم غیب" کی اس بحث سے فارغ ہونے کے بعد اس پر بھی گفتگو ہو جائے گی اور کافروں کا کفر اور مومنوں کا ایمان سب سامنے آجائے گا لیکن آپ یہ چاہیں کہ غلط بحث ہو جائے اور علم غیب کی طے شدہ اصولی بحث سے آپ کی جان چھوٹ جائے سو انشاء اللہ ایسا نہیں ہو سکتا اور آپ کی یہ کوشش بالکل بیکار ہی رہے گی۔ آپ کے سامنے وہ ہے جس کو بارہا آپ کے اساتذہ بھی آزما چکے ہیں ؎

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں
کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

ہاں آپ نے ایک عجیب و غریب بات یہ بھی کہی ہے کہ منظور صاحبزادہ صاحب لعدالت کی

تمام جماعت کی کافر ثابت کرنے کے لیے آیا تھا مگر اس نے کفر کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا — یہ بھی آپ کا محض افتراء ہے میری بحث کسی خاص شخص یا کسی جماعت سے متعلق نہیں ہے ، اور مولانا منور الدین صاحب نے بھی جو کچھ اپنی تحریر میں لکھا ہے وہ بھی محض ایک اصولی مسئلہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو ہر وقت جانتے تھے وہ مسلمان نہیں ہے۔"

اور صاحبزادہ صاحب کے متعلق بلکہ کسی مسلمان کے متعلق بھی میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کا ایسا عقیدہ ہو۔ صاحبزادے صاحب کی جو تحریر کرکے سنانے ہے میرے نزدیک یقینی طور پر اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور حضور کے لئے حق تعالیٰ کے برابر علم کل اور وہ بھی ہر وقت مانتے ہیں بلکہ میرے نزدیک اس تحریر کے علاوہ دوسرے محمل بھی ہیں پس تاوقتیکہ وہ خود یہ نہ بتلائیں کہ میرا عقیدہ فی الواقع یہی ہے اور اس تحریر سے میرا مطلب یہی ہے جس کو مولوی منور الدین صاحب نے کفر لکھا ہے اس وقت تک میں ان کو مسلمان ہی سمجھوں گا اور سمجھتا ہوں اور مجھے تو آپ کے متعلق بھی ابھی تک یہی حسن ظن ہے کہ آپ بھی اس کے قائل نہیں ہیں اور اگر آپ قائل ہیں تو براہ کرم مجھے تحریر دیجئے مگر میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی مجھے اس عقیدہ کی تحریر نہیں دیں گے کیونکہ آپ کے پیرو مرشد فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی اس کے خلاف ہیں اور انہوں نے اس عقیدہ (علم کلی محیط تفصیلی) کو خلاف نصوص اور عقلاً بھی باطل لکھا ہے۔

بہر حال میں ہرگز گمان نہیں کرتا کہ صاحبزادہ صاحب کا عقیدہ وہی ہو جس کو مولوی منور الدین صاحب نے کفر لکھا ہے اور نہ صرف انہوں نے بلکہ بہت سے فقہاء حنفیہ نے اس کے کفر ہونے کی تصریح کی ہے بلکہ علامہ علی قاری حنفی نے تو اس کے کفر پر اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ میں آئندہ ان کی وہ عبارت پیش بھی کروں گا۔

الغرض یہ آپ کا مجھ پر افتراء ہے کہ میں صاحبزادہ صاحب کو کافر کہتا ہوں اور ان کا کفر ثابت کرنے کے لیے ہی میں یہاں آیا ہوں۔ ہاں اسی کے ساتھ آپ نے عجیب طرز بیان میں اس پر بھی ماتم کیا تھا کہ میں ان مسلمانوں کا کفر ثابت کرنے کے لئے آ گیا مگر کافروں کو مسلمان کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ اللہ اللہ!! آج آپ کی سمجھ میں یہ بات آئی اور ساری دنیا کو کافر بنانے کے بعد آج آپ کو محسوس ہوا کہ یہ بھی کوئی گناہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جس

اب کوفے نے پوچھا تھا کہ محرم اگر مکھی مار دے تو اس کا کیا فدیہ ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:-

ما لاهل العراق يسألوننى عن قتل
الذباب وقد قتلوا ابن رسول الله
صلى الله عليه وسلم ولم يسألوني

عراق والوں کی ذہنیت تو دیکھو آج مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ
پوچھنے آئے ہیں اور کربلا کے میدان میں کل جب انہوں نے نواسہ رسول
حضرت حسینؓ کو شہید کیا تھا تو مجھ سے کوئی بھی پوچھنے نہ آیا۔

مولوی صاحب! پہلے ذرا اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت کے کارناموں پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ انہوں نے کتنے مسلمانوں کو کفر کے گھاٹ اتارے ہیں اور ہاں ذرا خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیے کہ آپ مسلمانوں کو کافر کہنے میں کس قدر بے باک ہیں اور آپ نے اس تحریر میں کیا کمی کی ہے۔

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خیر یہ تو آپ کی خارجی باتوں کا جواب تھا اور مجھے افسوس ہے کہ اس میں میرا بہت کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میں اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو آیتیں پیش کی تھیں اور ان کی تفسیر میں بعض صحابہ کرام و تابعین عظام اور دیگر ائمہ مفسرین کی تصریحات بھی پیش کی تھیں۔ آپ نے ان سب سے اغماض کرتے ہوئے صرف دونوں آیتوں کے متعلق وہی پرانی اور فرسودہ باتیں کہی ہیں جن کا جواب بارہا میں پہلے دے چکا ہوں لہٰذا اب پھر عرض کرتا ہوں کہ شاید حضرت نے اپنی علمیت کا سکہ جمانے کے لیے مجھ سے پوچھا ہے کہ سورہ طٰہ کی آیت میں اخفاء سے مطلق اخفا مراد ہے یا اخفائے مطلق؟ سنیئے میں اس کے متعلق پہلے بھی آپ کو بتلا چکا ہوں کہ یہاں اخفائے مطلق ہے یعنی تمام ماسوی اللہ سے اخفا مقصود ہے لیکن صرف الی یوم القیامہ

دوسری بات آپ نے اس آیت کے متعلق یہ بھی کہی ہے کہ یہ اخفا صرف گنہگاروں اور سیہ کاروں سے ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام سے جو معصوم ہوتے ہیں۔ آپ کا یہ خیال بھی کامل غلط اور سراسر باطل ہے اس کی تفسیر میں حضرت قتادہؓ کا جو ارشاد میں نے پہلی تحریر میں پیش کیا تھا اس میں صاف ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کے لفظ موجود ہیں اور صراحۃً مذکور ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان سے بھی قیامت کا وقت خاص مخفی رکھا ہے۔

علیٰ ہذا دوسری آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد میں نے پہلی

پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں جس میں لم یطلع علیہا ملکا ولا رسولا کے الفاظ موجود ہیں پس یہ کہنا محض غلط باطل ہے کہ قیامت کے وقت کو صرف گنہگاروں اور بدکاروں سے چھپایا گیا ہے۔

دوسری آیت کے متعلق آپ نے ایک بات تو یہ کہی ہے کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے اس کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم آپ سے بہت بہتر سمجھتے تھے اور انہوں نے علم قرآن بطور راست صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا جب انہوں نے اس آیت سے غیر اللہ سے قیامت کے علم عطائی کی بھی نفی نکالی جیسا کہ ان کے اس ارشاد سے ظاہر ہے جو میں بحوالہ تفسیر ابن جریر پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں تو آپ کو یا کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے ـــــ علاوہ ازیں علم ذاتی تو حضور کو بلکہ کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں پھر قیامت ہی کی کیا خصوصیت ہے جو اسی کے علم کو حق تعالیٰ شانہ کے لیے خاص کیا گیا - بہرحال یہ تاویل کہ اس آیت میں صرف علم ذاتی کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے، نہایت مہمل ہے۔

ایک بات آپ نے یہ بھی کہی ہے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی آپ کو یہ علم عطا نہیں فرمایا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد حضور کو قیامت کا وقت خاص بتلا دیا گیا ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سورہ اعراف کی اس آیت و نیز قرآن پاک کی بہت سی دوسری آیات میں علم قیامت کے ساتھ حق تعالیٰ کا تفرد بیان کیا گیا ہے پس اگر یہ مان لیا جائے کہ بعد میں کسی مخلوق کو اس کا علم عطا فرما دیا گیا تو پھر وہ تفرد باطل ہو جاتا ہے لہذا اسی آیت میں غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قیامت کا وقت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کسی مخلوق کو اس آیت کے نزول کے بعد بھی نہیں بتلایا گیا یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب تھا اب میں اپنے بقیہ دلائل پیش کرتا ہوں

سورۃ اعراف والی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس، حضرت سدی کبیر، حضرت امام ابن جریر طبری کے ارشادات میں پہلے پیش کر چکا ہوں۔ سنیے۔

علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت "انما علمها عند ربي" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ لما استاثر اللہ بعلمہ ولم یطلع علیہ احدا (تفسیر خازن ص ۲۹۵ ج ۲)

یعنی اس قیامت کے وقت خاص کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ اس کے علم کو اپنے ہی لئے

خاص کر لیا ہے اسی واسطے کسی کو اس کی اطلاع نہیں دی ہے"۔

اور اسی موقع پر قریب قریب یہی مضمون امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اور خطیب شربینی نے سراج منیر میں اور علامہ نسفی نے "مدارک التنزیل" میں اور قاضی بیضاوی نے انوار التنزیل میں و نیز دیگر مفسرین کرام نے لکھا ہے۔

اس کے بعد میں ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں جس سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے قریبا تمام کتب حدیث میں متعدد سندوں کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل امین حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ایمان، اسلام و احسان کے متعلق کچھ سوالات کئے جن کے آنحضرت نے جوابات ارشاد فرمائے۔ آخر میں انہوں نے سوال کیا کہ "متی الساعۃ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہ حضرت قیامت کب آئے گی؟ حضور نے ارشاد فرمایا، ما المسئول عنها باعلم من السائل یعنی کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے اس بات میں زیادہ علم نہیں رکھتا یعنی اس کا علم جس طرح تم کو نہیں ہے اسی طرح مجھ کو بھی نہیں ہے۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور حضور نے استشہاد میں سورۂ لقمان کی یہ آخری آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الآیۃ

اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ قیامت کے وقت خاص کا علم سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں ہوا تھا اور سید الملائکۃ المقربین حضرت جبرئیل امین کو بھی اور بعض صحیح روایات میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ واقعہ حضور کی عمر شریف کے آخری حصہ کا ہے[۱] پس یہ معلوم ہو گیا کہ حضور کے آخر عمر تک یہی حال رہا۔

مولوی حشمت علی صاحب

گرامی حضرات، آپ نے دیکھا مولوی منظور صاحب نے بڑا جوش دکھایا۔ بہت اچھلے کودے مگر کفر کے ثبوت میں ایک نقطہ بھی نہیں کہا۔ نہ اپنے یا منظور دین کے کفر کا کوئی جواب دیا۔ میں پھر کہتا ہوں مولوی منظور صاحب تم کافر ہو۔ منظور دین بھی کافر ہیں۔ اگر ہمت ہو تو مجھ سے ثبوت مانگو میں ابھی ثبوت دینے کو تیار ہوں جیسے میدان [illegible] کر گئے۔

۱؎ [illegible] مطبوعہ قادری

میں نے کہا تھا کہ مولوی منظور صاحب یہ ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جاہل تھے۔ اس پر مولوی منظور صاحب بہت زیادہ چراغ پا ہوئے — مولوی صاحب! کل میں نے کیا غلط بات کہی ہے۔ سب حاضرین دیکھ رہے ہیں آپ نے اپنی دونوں تقریروں میں یہ ثابت کرنے کی کس قدر کوشش کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم نہیں تھا اس کا مطلب یہی تو ہے کہ حضور معاذ اللہ اس سے جاہل تھے۔ نہ جانتے اور جاہل ہونے میں کیا فرق ہے ناک ادھر سے پکڑی جائے یا ادھر سے ایک ہی بات ہے۔ لیکن اگر آپ کو یہ بات ناگوار ہوئی تو لیجئے میں اب نہیں کہوں گا۔

میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اکاد اخفیہا میں اخفاء مطلق ہے یا مقید اخفاء؟ آپ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اخفاء مطلق ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت قیامت تک مخفی رہے گا تو اخفاء مطلق کہاں ہو گیا اخفاء مطلق کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ کسی کو کبھی بھی نہ بتایا جائے۔ خیر یہ تو آپ کی علمیت ہے کہ آپ اخفاء مطلق بھی کہتے ہیں اور پھر قیامت تک کی قید بھی لگاتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ اخفاء قیامت تک رہے گا۔ آپ اپنی طرف سے قرآن کریم میں پیوند لگاتے ہیں اور اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں حدیث پاک میں ہے

من فسر القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار — جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنائے۔

بہر حال میرا ایک مطالبہ تو آپ پر یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ قیامت تک اخفاء باقی رہنا کہاں سے معلوم ہوا؟ دوسرے یہ کہ جو روایتیں آپ نے اب تک پیش کی ہیں ان میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کہاں ہے؟ آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے جو عبارت پڑھی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں "لم یطلع علیہ ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا" اور یہ ظاہر نہیں کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی داخل ہوں۔ دیکھئے حدیث شریف میں آیا ہے:

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا خاص وقت ہے کہ اس میں کسی مقرب فرشتے اور نبی رسول کی بھی گنجائش نہیں
اب دیکھئے اس میں وہی نبی مرسل کے الفاظ ہیں مگر اس سے حضور کے علاوہ دوسرے پیغمبر ہی

مراد ہیں بس ایسے ہی سمجھ لیجئے کہ جتنی تفسیری عبارتیں آپ نے ایسی پڑھی ہیں جن میں ملک مقرب و نبی مرسل کے الفاظ ہیں ان میں حضورؐ کے علاوہ دوسرے پیغمبر ہی مراد ہیں۔ ایسی آپ کوئی کتاب نہیں دکھلا سکتے جس میں صراحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ مذکور ہو کہ آپ کو قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔

میں نے بتلایا تھا کہ آپ نے سورۂ اعراف کی جو آیت پیش کی ہے اس میں صرف علم ذاتی کا بیان ہے اور اسی کو حق تعالیٰ سے خاص بیان کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ کسی مخلوق کو ذاتی طور پر قیامت کے وقت کا علم نہیں ہے یہ قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے کہ حضور کو خدا کے بتلانے سے بھی قیامت کا علم نہیں تھا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حضرات مفسرین نے ایسا ہی لکھا ہے۔

چنانچہ امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے ذیل میں تفسیر صاوی میں لکھتے ہیں

انها من الامر المكتوم الذی استاثر الله بعلمه فلم يطلع عليه احد الامن ارتضى من الرسل

یعنی وقت قیامت ایسے پوشیدہ امر سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم کے ساتھ مختص ہے تو اللہ تعالیٰ نے وقت قیامت پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا مگر جس کو رسولوں میں سے پسند فرما لیا۔ دیکھئے! امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کس صفائی سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ اور برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کی خبر دے دی تھی الغرض جو آیتیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں تو خاص حضورؐ کا ذکر نہیں اور پھر علم عطائی سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

آپ نے آخر میں جو حدیث جبریل پیش کی ہے اس کے ترجمہ اور مطلب بیان کرنے میں آپ نے مسلمانوں کو سخت دھوکہ دیا ہے اس میں الفاظ یہ ہیں ما المسئول عنها باعلم من السائل اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے جبریل وقت قیامت کے بارے میں میرا علم تم سے زیادہ نہیں یعنی میں اور تم دونوں ہی کو معلوم ہے کہ وہ کس وقت آئے گی تو پھر کیوں پوچھتے ہو۔

اور چونکہ حضرت جبریل کا یہ سوال ایک عام مجلس میں ہوا تھا اس لئے حضورؐ نے صاف صاف جواب نہیں دیا کیونکہ آپ کو یہ حکم تھا کہ قیامت کا وقت خاص اپنے عام امتیوں کو نہ بتلائیں۔ الغرض اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ خود حضورؐ کو وقت قیامت کا

علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا اور اسی حدیث کے آخر میں خود حضور کا ارشاد ہے فی خمس لا یعلمہن الا اللہ کہ
یہ وقت قیامت ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ
بغیر خدا کے بتلائے کوئی نہیں جان سکتا لیکن خدا کے بتلانے سے رسول کو اور پھر رسول کے بتلانے
سے دوسروں کو بھی اطلاع ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت علامہ بدر الدین عینی جو حنفیوں کے امام ہیں اور
جنہوں نے بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری اور دوسری مفید کتابیں لکھ کر حنفی دنیا پر بہت بڑا
احسان کیا ہے وہ اسی حدیث جبریل کی شرح میں فی خمس لا یعلمہن الا اللہ کے معنی
بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فمن ادعی علم شیء منہا غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ
یعنی جو کوئی ان پانچوں چیزوں وقت قیامت اور ما فی الارحام وغیرہ کے علم کا دعوے کرے اور اسے
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف نسبت نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ حضور کے بتلانے سے مجھے یہ علم
حاصل ہوا ہے تو وہ مدعی اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حضور کی طرف
نسبت کر کے ان پانچوں چیزوں کے علم کا دعوے کرے تو وہ جھوٹا نہیں کہا جائے گا۔ اس سے روشن ہو گیا
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں چیزوں کا علم تھا اور آپ جس کو چاہتے بتا سکتے تھے اور
بتلاتے تھے اسی طرح بعینہٖ یہی مضمون امام محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد الساری شرح بخاری
میں بھی لکھا ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) حاضرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا
مولوی حشمت علی صاحب نے اس مرتبہ پھر یہ کوشش کی ہے
کہ بحث مقررہ شدہ اصولی موضوع سے ہٹ کر جزئی چیزوں پر آ جائے میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں اور پھر
کہتا ہوں کہ آپ اس کوشش میں ناکام ہی رہیں گے ہاں اس کی صرف ایک صورت ہے اور وہ
یہ کہ آپ اتنا لکھ دیں کہ میں طے شدہ مبحث (علم غیب) پر گفتگو نہیں کر سکتا بلکہ محمد منظور اور
مولوی منظور الدین صاحب کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں یقین کیجئے کہ میں فوراً اس بحث کو چھوڑ دوں گا
لیکن آپ یہ چاہیں کہ آپ کے اشتعال انگیز کلمات سے متاثر ہو کر میں دوسری بحث شروع کر دوں اور مسئلہ
علم غیب آپ کی جان چھوڑ جائے اور آپ کی گمراہیاں طشت از بام نہ ہوں تو ایسا نہیں ہو سکتا ہے

برو این دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ

اس مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو فلاں خاص چیز کا علم عطا نہیں فرمایا تھا اور یہ کہنا کہ معاذ اللہ آپ جاہل تھے دونوں برابر ہیں۔ فی الحقیقت جب کوئی شخص تعلیمات الٰہیہ اور سنن نبویہ سے بغاوت کرتا ہے تو خدا اس کی عقل بھی سلب کر لیتا ہے ورنہ دنیا کا کوئی معمولی سمجھ والا انسان بھی ایسی لغویات منہ سے نہیں نکال سکتا میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کوئی شخص آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے متعلق یہ کہے کہ ان کو انگریزی اور سنسکرت کا علم نہیں تھا اور دوسرا یہ کہے کہ وہ جاہل تھے تو کیا آپ کے نزدیک یہ دونوں باتیں ہم وزن ہوں گی۔

علامہ قاضی عیاض کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں۔

واذا تکلم عند العلم فانہ ہل یجوز ان لا یعلم اذا علم ...... ولیقی بجمل الفتح اللفظ وبذا عتبہ

یعنی حضور کی شان قدس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو فلاں چیز کا علم عطا نہیں تھا لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ معاذ اللہ آپ فلاں چیز سے جاہل تھے کیونکہ یہ لفظ [illegible]

خیر مولانا! میں نے تو جواب دے دیا لیکن اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب آپ کے نزدیک یہ دونوں باتیں ایک ہی حیثیت رکھتی ہیں اور ادھر آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کا علم آخر زمانہ حیات میں عطا فرمایا گیا تھا اور اس سے پہلے آپ کو یہ علم حاصل نہ تھا تو کیا معاذ اللہ آپ ابتدائے زمانہ نبوت کے لحاظ سے حضرت کی شان اقدس میں جاہل کا لفظ بولا کرتے ہیں اور جب کہ آپ کے خیال میں کسی چیز کا علم نہ ہونا اور جاہل ہونا برابر حیثیت رکھتا ہے تو ضرور بولا کرتے ہوں گے۔ (معاذ اللہ معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) تمہید کے چند لفظ تو آپ کی خانگی چیزوں کے متعلق عرض کر دیئے گئے ہیں اب اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں میں نے آپ کے سوال کے جواب میں عرض کیا تھا کہ سورہ طٰہٰ کی آیت میں جس اخفاء کا ذکر ہے وہ اخفائے مطلق ہے یعنی کہ تمام ہی مخلوق سے اخفاء مقصود ہے اور یہ اخفاء قیامت تک رہے گا۔

آپ نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ اخفائے مطلق کے ساتھ یہ قیامت تک کی قید کیسی ہے۔ اخفائے مطلق کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی وقت اظہار نہ ہو؟ میرا جواب یہ ہے کہ یہاں اطلاق زمانے

لحاظ سے نہیں ہے بلکہ مخفی علم کے لحاظ سے اطلاق ہے وہ مزید تو بالکل ظاہر ہے کہ جب قیامت قائم ہو جائے گی تو تمام مخلوق کو اس کا علم ہو جائے گا۔ ہاں آپ نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ اخفاء کا قیامت تک باقی رہنا کہاں سے معلوم ہوا۔ سنیئے!

سورۃ اعراف کی جو آیت میں نے پیش کی ہے اس میں لا یجلیہا لوقتہا الا ہو کا لفظ اس کو واضح طور پر بتلا رہا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خود حق تعالیٰ قیامت کو اس کے وقت ہی پر ظاہر فرمائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک یہ اخفاء باقی رہے گا چنانچہ قاضی بیضاویؒ اسی جملہ لا یجلیہا لوقتہا الا ہو کی تفسیر میں فرماتے ہیں المعنی ان الخفاء بہا مستمر علی غیرہ الی وقت وقوعہا یعنی ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں پر وقت قیامت کا پوشیدہ رہنا اس کے آنے تک مستمر رہے گا۔ تفسیر بیضاوی ص۲۳۳/ج۲!

اور علامہ معین بن صفی اپنی کتاب قرآن کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای لا یظہر امرہا فی وقتہا الا ہو بل الخفاء بہ مستمر الی وقت الوقوع یعنی قیامت کے وقت خاص کی پوشیدگی اس کے آنے تک مستمر رہے گی۔ جامع البیان ص۱۴۳!

نیز اسی آیت میں لا تأتیکم الا بغتۃ کے الفاظ بھی یہ بتلا رہے ہیں کہ قیامت کے آنے کے وقت تک تمام مخلوق اس سے بے خبر ہوگی۔ بہر حال میں نے جو کچھ کہا بحمد اللہ قرآن کریم ہی کی روشنی میں کہا ہے اس کو تفسیر بالرائے کہنا محض جہالت کا کرشمہ ہے۔ آپ نے ایک عجیب غریب بات یہ فرمائی تھی کہ وقت قیامت کا اخفاء صرف گنہگاروں اور سیہ کاروں سے ہے میں نے اس کا جواب دیا کہ یہ محض بے دلیل اور بلا دلیل بات ہے اور ساتھ ہی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا ارشاد پیش کیا کہ لم یطلع علیہا ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہاں نبی مرسل کے لفظ سے حضورؐ کے علاوہ دوسرے پیغمبر مراد ہیں اور مثال میں لی مع اللہ وقت والی حدیث پیش کی ہے۔ خدا کا شکر ہے آپ نے اتنا تسلیم کر لیا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے وقت قیامت مخفی رکھا گیا ہے ورنہ پہلی تقریر میں تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ اخفاء صرف گنہگاروں اور سیہ کاروں کے لحاظ سے ہے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آ جائے تو غنیمت ہے اب میں امید رکھتا ہوں کہ آپ جلد ہی یہ بھی تسلیم فرما لیں گے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس اور دیگر مفسرین کی عبارات میں نبی

موقعہ پر جیسا رسولا کا جو لفظ آیا ہے اس کے عموم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔
سنیئے! لی مع اللہ وقتٌ والی حدیث میں نبیؐ مرسلؐ کے لفظ سے آنحضرتؐ بقرینہ مقام
خارج ہیں کیونکہ ایسے مواقع پر متکلم مستثنیٰ ہوتا ہے۔

بخلاف حضرت عبداللہ ابن عباس اور دیگر مفسرین کے ارشادات کے کہ وہاں ایسا کوئی قرینہ
موجود نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف قرینہ موجود ہے کیونکہ جب آیت کی تفسیر میں یہ الفاظ فرمائے گئے
ہیں تو اس کے مخاطب اول بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس لئے آپ سب سے پہلے اس کے
مصداق ہوں گے۔ آپ نے مجھ کو چیلنج کیا ہے کہ اس موقع پر کسی تفسیر میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات گرامی کی تصریح نہیں دکھلا سکتا حالانکہ تفسیر ابن جریر کی عبارت میں پہلے پیش کر چکا
ہوں اس میں قل انما علمها عند اللہ کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

ان معناه قل یا محمد لسائلیك عن وقت الساعة وحین مجیئها
لا علم لی بذلك الخ یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان
لوگوں سے فرما دیجئے جو آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ مجھ کو اس کا علم نہیں۔
لیجئے اس عبارت میں تو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح موجود ہے کیا اب آپ اپنی
غلطی تسلیم کر کے اپنی صداقت پسندی کا ثبوت دیں گے؟

آپ نے سورۂ اعراف کی آیت کے متعلق پھر یہ فرمایا ہے کہ اس میں غیر اللہ سے قیامت
کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور اپنی تائید میں اس مرتبہ آپ نے احمد صاوی کی ایک
عبارت بھی پیش کی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی
اور حضرت قتادہ جیسے عظیم المرتبت تابعی کے ارشادات پیش کر رہا ہوں۔ جن میں انہوں نے اسی
آیت سے علم مطلق کی نفی بھی ثابت کی ہے اور آپ ان کے مقابلے میں تیرھویں صدی کے ایک
عالم احمد صاوی کو پیش کر رہے ہیں جن کا شمار علماء معتبرین میں بھی نہیں ہے۔

بہرحال صاوی کا قول مجھ پر حجت نہیں۔

میں نے اپنی اس سے پہلی تقریر میں حدیث جبریلؑ پیش کی تھی آپ فرماتے ہیں کہ تو نے اس کا
مطلب غلط بیان کیا ما المسئول عنها باعلم من السائل کا مطلب یہ ہے کہ اے جبریل

یعنی قیامت کے آنے کا یقین رکھنا اور ساتھ ہی یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے وقت خاص کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے اجزاء دین میں سے ہے اور بعینہٖ یہی مضمون اس موقع پر علامہ قسطلانی نے بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو قسطلانی ج ۱ ص ۲۴۔

رفو چکر: اندر یہ بات ہے حضرت مولانا کی تقریر یہیں تک پہنچی تھی کہ مولوی حشمت علی صاحب نے (فرمایا کہ) عینی کی عبارت آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں۔ مولانا ممدوح نے فرمایا کہ میں اپنی یادداشت سے پڑھ رہا ہوں اگر آپ کو شک ہے تو آپ کے پاس عینی موجود ہے دیکھ لیجئے یا مجھے دے دیجئے میں خود ہی عبارت نکال دوں۔ مولوی حشمت علی صاحب نے کہا کہ آپ کتاب سے پڑھیے۔ مولانا نے فرمایا کہ اس وقت میرے ساتھ عینی نہیں ہے اور نہ سب کتابیں ساتھ رکھی جا سکتی ہیں۔ ہاں جو چیزیں پیش کروں گا اس کے لفظ لفظ کی ذمہ داری لوں گا اور اگر میرا کوئی حوالہ غلط نکلے تو میں اپنی شکست تسلیم کروں گا لیکن مولوی حشمت علی صاحب اسی پر اصرار کرتے رہے کہ صرف کتاب ہی کا حوالہ دیا جائے جو یہاں آپ کے پاس موجود ہو۔ مولانا نے فرمایا یہ کوئی اصول نہیں ہے ہاں البتہ میرے جس حوالہ میں آپ کو شک ہو اس کی صحت ثابت کرنی میری ذمہ ہوگی — پھر مولانا نے فرمایا کہ اس وقت یہ بحث فضول ہے کیونکہ جو عبارت میں نے اپنی یادداشت سے پیش کی ہے عینی کی ہے اور عینی آپ کے پاس موجود ہے ابھی نکال دیجئے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے کہا کہ میرے پاس جو عینی ہے اس سے آپ کو کوئی تعلق نہیں آپ اپنی کتاب پیش کیجئے۔ میں اپنی کتاب آپ کو نہیں دوں گا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اپنی کتاب دکھانے سے زیادہ روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ میرے پیش کردہ حوالہ کو بھی نہیں مانتے اور کتاب سے اس کی تصدیق بھی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور پھر اس حرکت سے شرماتے بھی نہیں۔ اسی گفتگو میں مولانا کا وقت ختم ہو گیا۔

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب اپنا اور اپنے موکل منظور الدین کا کفر اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوتے اب مولوی صاحب آپ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب گھٹانے کے لیے آیتیں، حدیثیں اور بزرگوں کی عبارتیں تو پڑھتے جاتے ہیں مگر اپنا اسلام ثابت کرنے کے لیے ایک لفظ منہ سے نہیں نکالا جب تک آپ اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں آپ کو آیتیں، حدیثیں اور بزرگان دین کے اقوال پیش کرنے کا کیا حق ہے آپ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضرت ابن عباس اور حضرت قتادہ اور دوسرے بزرگان دین کا نام لیتے ہیں

مگر اب تک آپ نے جتنی چیزیں بھی پیش کی ہیں ان میں کسی میں صراحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں ہے آپ نے اس مرتبہ ایک بڑا جھوٹ یہ بولا ہے کہ حضور کو یہ خبر نہ تھی کہ قیامت کس تاریخ کو کس دن اور کس وقت قائم ہو گی میں آپ کو بتلاتا ہوں میرے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ نبی المحبوب الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تمام باتیں معلوم تھیں اور آپ نے اپنے امتیوں کو بھی بتلائیں۔ مشکوٰۃ احادیث میں آتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں آئے گی تاریخ دسویں ہو گی دن جمعہ کا ہو گا۔ کیا اب بھی وہابی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور کو قیامت کے دن اور دن کی تاریخ کا علم نہ تھا حضور کو معلوم و ماں کی علم تھا اور آپ کے مولا تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ بتلا دیا تھا۔

آپ نے سورۂ اعراف کی جو آیت پڑھی ہے جس میں لا یجلیہا لوقتہا الا ہو ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے بتانے سے اس کے محبوب کو بھی اس کا علم ہوتا اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کا وقت ظاہر کر دیا تھا۔

آپ نے اس پر تحریر کیا ہے کہ اکاد اخفیہا میں اخفاء مطلق ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ یہ اخفاء بس قیامت تک رہے گا کیونکہ بعد الی یوم القیامۃ کے ساتھ مقید ہوا تو پھر مطلق کہاں رہا؟ آپ کو ان جاہلانہ باتوں سے شرم نہیں آتی؟ کیا ابھی آپ کو مطلق اور مقید کے معنی بھی معلوم نہیں؟

علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ نے کہا ہے کہ وہ تیرھویں صدی کے عالم ہیں لہٰذا معتبر نہیں آپ نے ابھی شاہ عبدالقادر دہلوی کا ترجمہ پیش کیا تھا حالانکہ وہ بھی تیرھویں صدی کے ہیں تو اس کے کیا معنی کہ شاہ عبدالقادر تو معتبر ہوں اور احمد صاوی معتبر نہ ہوں۔ جب آپ شاہ عبدالقادر صاحب کے قول سے استناد کر سکتے ہیں تو میں بھی احمد صاوی سے استدلال کرنے کا حق رکھتا ہوں اور آپ صرف یہ کہہ کر نہیں چھوٹ سکتے کہ وہ ہمارے نزدیک معتبر نہیں لہٰذا جو عبارت میں نے ان کی پیش کی ہے اس کا جواب دیجئے اور ایک عبارت اور تفسیر کی سنیے۔ زیر آیت الیہ یرد علم الساعۃ فرماتے ہیں:۔

المعنی لا یفید علمہا غیرہ تعالیٰ فلا ینافی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا حتی اطلع علی ما کان وما یکون وما ہو کائن ومن جملتہ وقت الساعۃ۔

یعنی قیامت کے متعلق علم کے ساتھ تعالیٰ کے خاص ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عطا نہیں کر سکتا لہٰذا یہ منافی نہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ پہلا اور پچھلا ہو گا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب پر حضور کو مطلع فرما دیا گیا اور اس میں وقت قیامت بھی ہے۔

دیکھئے! اس میں کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس کو تمام ماکان و ما یکون ما ہو کائن کا علم بشمول وقتِ قیامت اسی حیاتِ دنیا میں عطا فرما دیا گیا ہے پھر حضور نے یہ بھی بتلا دیا کہ یہ عقیدہ ان آیات کے خلاف نہیں جن میں وقتِ قیامت کے علم کو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص بتلایا گیا ہے کیونکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور قیامت کا علم عطا نہیں کر سکتا ...... پس وقتِ قیامت کے متعلق جو جتنی آپ نے ابھی پیش کیں یا آئندہ آپ پیش کریں گے ان سب کے لیے میرا یہی جواب کافی ہے وللہ الحمد

یہاں تک تو میں نے آپ کی تقریر کے جواب دیئے اب میرے دلائل سنئے! قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ یعنی اے محبوب ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر شے کا روشن بیان ہے

دوسری جگہ اسی کتاب عزیز کے متعلق ارشاد ہے:

ما فرطنا فی الکتاب من شئ یعنی ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی ہر چیز کا بیان کر دیا ہے

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان بلکہ روشن بیان ہے اور کوئی چیز بھی نہیں جس کا واضح بیان قرآن پاک میں نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا پورا پورا علم حاصل تھا کیونکہ خود اللہ عزوجل نے آپ کو قرآن کی تعلیم دی تھی جیسا کہ سورہ رحمٰن میں ارشاد ہے الرحمٰن علم القرآن پس جبکہ قرآن میں ہر چیز کا بیان اور حضور اس کے پورے عالم تو نتیجہ یہ نکلا کہ یقیناً حضور کو ہر چیز معلوم۔ مولوی منظور صاحب دیکھا آپ نے قرآن سے کس طرح دعوے ثابت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک حدیث بھی سنئے! مشکوٰۃ شریف باب المساجد صفحہ ۶۹ پر ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض الحدیث

میں نے اپنے رب عزوجل کو نہایت اچھی شکل میں دیکھا اس نے پوچھا کہ کس بات پر عالم بالا کے فرشتے بحث کرتے ہیں میں نے عرض کی تو ہی جانتا ہے فرمایا کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنا دستِ رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا تو میں نے اس کے فیض کی ٹھنڈک اپنے پستانوں کے درمیان پائی تو جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

دیکھئے! اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین آسمان کی تمام چیزوں کا علم کلی محیط حاصل ہے وللہ الحمد

ہیں۔ پھر حضورِ اقدس کا علم غیب ثابت کرنے کے لیے جو بلا شبہ سیکڑوں دلائل موجود ہیں مگر میں
چاہتا تھا کہ آپ کی طرف سے آپ اپنے اور اپنے بزرگوں کے عقائد و اسلام پر بحث کرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب

بعد حمد و صلوٰۃ: اب تک مجھے لائق مخاطب کی حیثیت سے مولوی صاحب نے جو تقریریں کی تھیں ان میں
موضوع سے خارج اور بے کار باتیں زیادہ ہوتی تھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس تقریر میں مناسب دلیل
گیا ہے اور خارجی باتیں نسبتاً کم رہیں۔ ایں ہم غنیمت است۔

تو میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ اب مولوی صاحب کی خارجی بات کا جواب نہ دیا جائے۔ اس آخری
مرتبہ پھر میں پھر کہتا ہوں کہ یہ وقت علم غیب پر بحث کے لیے مقرر ہے اس میں دوسری چیز چھیڑنے کی
کوشش کرنا کمزوری اور عاجزی کی دلیل ہے۔ اگر آپ فی الحقیقت کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں
تو بندہ بعون اللہ اس کے لیے بھی ہر طرح تیار ہے۔ آپ جس بحث کے لیے چاہیں اسی وقت مستقل وقت
طے کر لیں لیکن خلطِ بحث کی پالیسی میں آپ کامیاب نہیں ہو سکتے — یہ آپ کو میرا آخری انتباہ ہے۔ اس کے بعد
میں آپ کی کسی خارجی بات کا جواب دینے کی کوشش نہیں کروں گا۔ ہاں صرف حاضرین کرام سے یہ
عرض کروں گا کہ وہ آپ کے اس خلطِ بحث سے صحیح نتیجہ نکالنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد میں آپ کی تقریر کے
جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ سنیے! اس بار آپ نے پھر یہ کہا ہے کہ علم قیامت کی نفی کے متعلق جتنی
چیزیں آپ نے پیش کی تھیں ان میں بصراحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں" — حالانکہ میں
ابن جریر کی صحیح عبارت پیش کر چکا ہوں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صاف طور پر
"لا علم لی بذلک" کا جملہ مذکور ہے اس سے زیادہ تصریح اور کیا ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں
میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کوئی غالی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود خدا اور معبود کہنے لگے اور کوئی موحد
مسلمان اس کے مقابلہ میں قرآن پاک سے توحید کی وہ آیتیں پیش کرے جن میں بتلایا گیا ہے کہ ایک اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا اس کے جواب میں اس شخص کا یہ کہنا درست ہو گا کہ تم جو آیتیں پیش کرتے ہو
ان میں سے کسی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک مذکور نہیں اور کسی میں بھی یہ صراحت نہیں
بتایا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا اور معبود نہیں ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک بھی اس کا
یہ جواب کسی طرح درست نہ ہو گا۔ اسی طرح سمجھیے کہ جب قرآن پکار پکار کر کہتا ہے "انما علمہا عند اللہ"

نزدیک ان کا ترجمہ بھی قابلِ اعتبار نہ ہو تو آپ اس کا اظہار کر دیں میں ان شاء اللہ دوسرا پیش کر دوں گا۔

آپ نے اس مرتبہ معارضہ کے طور پر دو آیتیں بھی پیش کی ہیں حالانکہ آپ پچھلے مناظروں میں ان کا صحیح مطلب سمجھ چکے ہیں۔ اب پھر سن لیجئے آپ کی پہلی پیش کردہ آیت ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء کی تفسیر جلالین شریف میں اس طرح کی گئی ہے تبیانا لکل شیء یحتاج الیہ من امر الشریعۃ یعنی قرآن پاک میں ان سب چیزوں کا بیان ہے جن کی ضرورت لوگوں کو شریعت کے بارہ میں پڑتی ہے اور تفسیر بیضاوی میں ہے تبیانا لکل شیء من امور الدین اور بعینہٖ یہی عبارت تفسیر مدارک میں ہے اور اسی کے قریب قریب دوسرے مفسرین کرام نے بھی لکھا ہے غرض تمام مفسرین کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ قرآن پاک میں دینی اور شرعی باتوں کا پورا بیان ہے پس اس سے علم غیب کلی پر استدلال کسی طرح درست نہیں اسی طرح جو دوسری آیت آپ نے ما فرطنا فی الکتاب من شیء پیش کی ہے اس کی تفسیر میں بھی حضرات مفسرین نے یہ تصریح فرما دی ہے کہ یہاں "شیء" سے وہی اشیاء مقصود ہیں جن کی معرفت ضروری ہوتی ہے چنانچہ امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ ما فرطنا فی الکتاب من شیء یجب ان یکون مخصوصا ببیان الاشیاء التی یجب معرفتہا یعنی آیت میں جو شیء کا لفظ ہے اس کو عام نہیں رکھا جا سکتا بلکہ ان اشیاء کے ساتھ خاص کرنا واجب ہے جن کی معرفت ضروری اور جن کا علم لابدی ہو۔ اسی طرح تفسیر ابی السعود میں ہے ای ما ترکنا فی القرآن شیئا من الاشیاء المہمۃ یعنی ہم نے قرآن میں کوئی چیز بھی ضروریات دین کی نہیں چھوڑی۔

بہرحال حضرات مفسرین کی ان تصریحات کے مطابق اس آیت کا مطلب بھی صرف یہی ہے کہ قرآن پاک میں تمام وہ چیزیں بیان کر دی گئی ہیں جن کا جاننا لازمی ہے اور ان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔ الغرض ان دونوں آیتوں سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں سب دینی اور ضروری باتیں بیان کر دی گئی ہیں اور بے شک اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ قرآن ان تمام دینی باتوں کا علم تھا بلکہ ہمارے نزدیک آپ کو بہت سے ایسے علوم بھی عطا ہوئے تھے جو قرآن میں نہیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ یعنی مجھ کو قرآن بھی عطا فرمایا گیا اور اس جیسے اور علوم بھی

بہرحال آپ کی پیش کردہ دونوں آیتوں میں سے کوئی بھی مثبتِ مدعا نہیں۔ آپ نے اس مرتبہ

ایک حدیث بھی پیش کی ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ حدیث مضطرب ہے اور امام بیہقی نے اس کے تمام طرق کو ضعیف کہا ہے چنانچہ علامہ علی بن محمد خازن اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

قال البخاری عبد الرحمن بن عایش الحضرمی له حدیث واحد الا انهم یضطربون فیه و هو حدیث الرؤیة قال البیهقی و قد روی من طرق کلها ضعاف و فی ثبوته نظر

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور اس کے تمام طریقے ضعیف ہیں اور وہ ثابت نہیں علاوہ ازیں اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ ایک کشف شہودی ہے جس کے لیے مشہود چیزوں کا بھی تفصیلی علم لازم نہیں اور اس کو علم غیب کلی سے دور کا بھی تعلق نہیں

سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کو ایک واقعہ کے رنگ میں خوب سمجھایا ہے فرماتے ہیں:

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند	کہ اے روشن دل و پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان است	دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیص لیکر آپ کے بھائی مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ مجھے یوسف کی پاکیزہ خوشبو آتی ہے تو بعض لوگوں نے حضرت یعقوب سے دریافت کیا کہ یہ کیا فلسفہ ہے کہ مصر سے چلے ہوئے کرتے کی خوشبو تو آپکو محسوس ہو گئی لیکن جب یوسف کنعان کے کنوئیں میں تھے تو آپکو پتہ نہ چلا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہمارے علم و ادراک کا حال بجلی سا ہے کہ اک دم ظاہر اور اک دم غائب۔

مطلب یہ تھا کہ جب اللہ چاہتا ہے تو ہمیں مصر کی خوشبو یہاں محسوس ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا تو خود اپنی بستی کنعان کے کنوئیں کی چیز بھی نظر نہیں آتی۔

پس زیر بحث حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کی حقیقت یہی ہے کہ کسی خاص عالم میں ایک خاص تجلی ظاہر ہوئی اور اس وقت زمین و آسمان میں جو چیزیں تھیں ان کا علم حضور کو حاصل ہو گیا لیکن اس علم کے لیے تفصیل ضروری نہیں مثلاً اس طرح کہ ایک شخص ہر وقت اپنے ہاتھ کو دیکھتا ہے مگر اس کی لکیروں کے متعلق تفصیلی معلومات نہیں رکھتا یا رات کے وقت آسمان کے ستارے دیکھے جاتے ہیں لیکن ان کی پیم

شمار اور ان کے طول و عرض وغیرہ کے متعلق صحیح معلومات نہیں ہوتیں۔ بہر حال یہ حدیث اوّل تو ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استناد نہیں علاوہ ازیں علم غیب کی تفصیل بحفیہ پر اس کی دلالت بھی نہیں یہاں تک آپ کی تقریر کا جواب ہوا اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف رجوع کرتا ہوں اور چونکہ اب میرا وقت قریب الختم اس لئے ایک آیت اور پیش کر کے تقریر ختم کرتا ہوں سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:

یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمها عند الله ۔	اے نبی لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔

اس آیت کا مضمون بھی بالکل وہی ہے جو اس سے پہلی اعراف والی آیت کا تھا تاہم اس کی مزید تشریح اور اپنے استدلال کی توضیح کے لیے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے جو ان شاء اللہ آئندہ عرض کروں گا۔

مولوی حشمت علی صاحب

گرامی حضرات! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب اپنا اور اپنے وکیل منور الدین کا اسلام ثابت کرنے سے کیسے عاجز ہیں کہ میں بار بار مطالبہ کر رہا ہوں اور ابتک اس کے لیے تیار نہیں ہوئے اور اس مرتبہ تو انہوں نے صاف اعلان بھی کر دیا کہ اس وقت ہم کوئی اور بحث کرنا ہی نہیں چاہتے بس علم غیب ہی پر بحث کریں گے بہت اچھا لیجئے ہم بھی علم غیب ہی پر بحث کر لیتے ہیں۔

آپ نے ابتک علم قیامت کے متعلق کئی آیتیں اور حدیثیں پڑھی ہیں جن کے میں جوابات دے چکا ہوں اب ایک آخری اور فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ آپ دس بیس بلکہ دو چار بھی نہیں صرف ایک ہی ایسی آیت یا حدیث پیش کر دیجئے جس میں صراحتہً یہ مذکور ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے وقت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا ابتک جو آیتیں یا حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں کسی میں بھی نہ تخصیص کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور نہ صاف طور پر علم عطائی کی نفی ہے آپ نے میرے مطالبہ کے جواب میں امام ابن جریر طبری کی عبارت "لا علم لی بذلک" پیش کی ہے اس میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ مجھ کو اس کا ذاتی علم نہیں۔ اور جو آیات و احادیث بھی علم قیامت کے متعلق آپ نے پیش کی ہیں یا آئندہ پیش کریں گے ان سب میں بھی علم ذاتی ہی کی نفی ہے میں چیلنج کرتا ہوں آپ بلکہ دنیا بھر کے وہابی مل کر بھی ایسی ایک آیت یا حدیث نہیں پیش کر سکتے جس میں صاف مذکور ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم عطا بھی نہیں فرمایا گیا تھا۔

آپ نے علامہ امام صاوی کے متعلق تحریر کیا ہے کہ وہ قابل اعتبار نہیں یہ آپ کی عاجزی کی نہایت روشن دلیل ہے
جب جواب نہیں بنا تو کہہ دیا کہ یہ قابل اعتبار نہیں آپ جن مفسرین کی عبارتیں پیش کرتے ہیں میں بھی کہہ سکتا
ہوں کہ وہ قابل اعتبار نہیں۔ پھر آیت کریمہ تبیانا لکل شیء اور ما فرطنا فی الکتب من شیء پیش کی تھیں
آپ کہتے ہیں کہ ان آیتوں میں شیء سے صرف دینی اور ضروری باتیں مراد ہیں اور آپ نے بعض
تفسیروں کی عبارتیں بھی پیش کی ہیں جن میں کل شیء کی تفسیر میں یتعلق بامور الدین ہے اور اس معنی یا
دوسرے الفاظ میں میں کہتا ہوں کہ دنیا کی اور آخرت کی کون سی ایسی چیز ہے جس کا تعلق دین سے نہیں
کم سے کم یہ کہ کائنات کی ہر چیز اپنے خالق جل وعلا کا پتہ دیتی ہے اور اس کے وجود و وحدانیت پر دلالت
کرتی ہے ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

وفی کل شیء لہ شاهد   یدل علی انه واحد

دوسرا فارسی شاعر کہتا ہے ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید   وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

تو دنیا کی ہر چیز زمین کے تمام ذرے، درختوں کے پتے، آسمان کے تارے سمندر کے قطرے غرض
ساری چیزیں خدا کی معرفت کا سبق دیتی ہیں تو اس لیے تمام ہی چیزوں کا تعلق دین سے ہوا اور آپ تسلیم
کرتے ہیں کہ جن چیزوں کا تعلق دین سے ہو ان سب کا روشن بیان قرآن پاک میں موجود ہے نتیجہ نکلا کہ ہر چیز کا
مفصل بیان قرآن میں موجود ہے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن پاک کے عالم بلکہ معلم ہیں تو
آپ کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہونا بھی آپ کے اقرار سے ثابت ہو گیا۔ والحمد للہ
میں نے مشکوٰۃ شریف کی جو حدیث پیش کی تھی اس کے متعلق آپ نے کہا ہے کہ تفسیر خازن میں اس کی
بابت لکھا ہے روی بطرق عدیدۃ کلہا ضعاف مگر آپ کو یہ بھی خبر نہیں یا جان بوجھ کر آپ اس
بات سے غافل بن رہے ہیں کہ باب فضائل میں ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں اور یہ بحث علم غیب
فضائل ہی کا تو ایک مسئلہ ہے اور ہم اس کے ذریعے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ایک
فضیلت ہی تو ثابت کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اس کے لیے ضعیف حدیث بھی کافی ہے ـــــ اور پھر کیا آپ کو
اصول حدیث کا یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ اگر کوئی حدیث چند ضعیف طریقوں سے مروی ہو تو اس تعدد
طرق کی وجہ سے وہ صحیح لغیرہ یا حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے تو گویا علامہ خازن نے یہ جملہ لکھ کر

بتلا دیا کہ یہ حدیث مسلم ہے کہ سن رہیں گی ہے مگر افسوس ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی دشمنی کی وجہ سے آپکی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔ دوسری بات آپ نے اس حدیث کے متعلق یہ کہی ہے کہ "اس سے علم تفصیلی ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف علم اجمالی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ آسمان پر نظر ڈالنے والوں کو ستاروں کا اور ہاتھ دیکھنے والوں کو ہاتھ کی رگوں وغیرہ کا اجمالی علم ہوتا ہے" ۔ یہ آپ کا صرف اختراع ہے حدیث کی مراد کے متعلق حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

"عبارت است از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ آں"

یعنی اس فرمان (فعلمت ما فی السموات والارض) سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ حضور کو تمام جزوی اور کلی علوم حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کا احاطہ فرما لیا۔ کہیے کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ اس سے علم تفصیلی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد میں ایک آیت اور ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں قرآن پاک میں ارشاد ہے ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شیء یعنی یہ کتاب (قرآن) کوئی گڑھی ہوئی چیز نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔ اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور جب حضور کو اس کا پورا علم ہے تو یقیناً حضور کو ہر چیز کا تفصیلی علم ہوگا اور یہی ہمارا دعوےٰ ہے۔

اس کے بعد حدیث سنیے! مواہب لدنیہ میں خطیب قسطلانی ناقل ہیں کہ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر کفی ھذہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو اٹھا کر سامنے کر دیا جسے میں دیکھتا ہوں اس کو اور ان تمام باتوں کو جو اس میں ہونے والی ہیں قیامت تک جس طرح کہ دیکھتا ہوں میں اپنے اس ہاتھ کو۔ دیکھیے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ساری دنیا حضور اقدس علیہ السلام کے سامنے مثل کف دست پیش کر دی گئی اور آپ نے اس کو اور اس کی ساری کائنات کو ملاحظہ فرمایا۔ اس سے بڑھ کر حضور کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے بہت کوشش کی اور بہت ہاتھ پیر مارے کہ کسی طرح حدیث علم غیب سے ان کا پیچھا چھوٹ جائے لیکن وہ اتنی سخت گرفت میں ہیں کہ کامیاب نہ ہو سکے اور چار و ناچار ان کو وہ

پیالہ منہ سے لگانا پڑا جس کے لئے وہ کسی طرح تیار نہ تھے۔

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت مولوی حشمت علی صاحب مسئلہ علم غیب کے علاوہ کسی دوسرے موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو وہ اسی وقت اس کے لیے مستقل وقت طے کر سکتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کے یہ بہانے صرف غلط مبحث کے لیے ہیں جن میں آپ کا کام ہے اور اس قسم کی فریب آمیز چالوں کے انجام میں ناکامی ہی ہوتی ہے۔ اس کے بعد میں پہلے آپ کی ان ہی دلیلوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو آپ نے اپنی تقریر میں پیش کی ہیں۔ آپ نے جو آیات کریمہ اس مرتبہ پیش کی ہیں ان کی آخری لفظ "کل شیٔ" کی تفسیر میں علامہ سیوطیؒ جلالین شریف میں لکھتے ہیں:-

کل شیٔ یحتاج الیہ من امر الدین | یعنی قرآن پاک میں ہر اس چیز کی تفصیل ہے کہ دین کے باب میں جس کی احتیاج ہو

اور علامہ نسفیؒ نے مدارک التنزیل میں اور امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اور دیگر مفسرین نے بھی اس کی تفسیر میں قریب قریب یہی لکھا ہے۔ بہر حال اس آیت کا مطلب بھی وہی ہے جو آپ کی پہلی پیش کردہ آیتوں کا مفسرین نے لکھا ہے اور اسی پر ان تمام آیات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں دین کی ضروری باتوں کا روشن بیان ہے نہ یہ کہ اس میں ہر زمانہ کی مردم شماری، تمام چھوٹے بڑے انسانوں، کافروں اور مسلمانوں بلکہ تمام حیوانوں، چرندوں پرندوں حتیٰ کہ دریا کی مچھلیوں، مینڈکوں، اور زمین کے کیڑوں مکوڑوں کی تفصیلی تعداد اور ان کے مکمل حالات بھی درج ہیں کہ وہ کیا کھاتے پیتے ہیں کتنی مرتبہ پیشاب اور کتنی مرتبہ پاخانہ کرتے ہیں ــــ بہر حال حسب تصریحات مفسرین ان تمام آیات میں کل شیٔ سے مراد وہی چیزیں ہیں جن سے دین کا کوئی تعلق ہو اور جن کی معرفت دینی حیثیت سے ضروری ہو آپ نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی ہے ہی نہیں کہ جس کا تعلق دین سے نہ ہو مجھے حیرت ہے کہ کیا آپ دین سے تعلق کے معنی ہی نہیں سمجھتے یا دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اگر آپ کی یہ بات مان لی جائے تو حضرات مفسرین کو اس قید لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ کل شیٔ کے ساتھ "یتعلق بامور الدین" اور "یحتاج الیہ فی امر الشریعۃ" اور اس قسم کی جو اور قیود مفسرین نے لگائی ہیں اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض چیزیں دنیا میں وہ ہیں جن کا تعلق دین سے نہیں ہے اور بعض وہ ہیں جن کا تعلق دین سے ہے اور ان کی معرفت دینی حیثیت سے ضروری ہے اور ان ہی کا قرآن پاک میں بیان ہے۔ ورنہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذروں

کی تعداد معلوم کرنا بھی دینی حیثیت سے ضروری ہے؟ اور کیڑے مکوڑوں کی نقل و حرکت اور
ان کے پاخانہ پیشاب کے حالات کی معرفت کو بھی دین سے کوئی خاص تعلق ہے؟ اور کیا ایمانداری کے
ساتھ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام باتیں قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہیں؟ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کا ضمیر
بھی اس کے خلاف ہوگا ـــ اس کے بعد گزارش ہے کہ خدا کے واسطے قرآن پاک کے معاملہ میں ایسی
بیجا جرأت نہ کیجئے یہاں غیر مسلم بھی موجود ہیں وہ آپ کی ان باتوں کو سن کر کیا رائے قائم کریں گے۔

آپ نے اس پرچہ میں مواہب لدنیہ کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایت پیش کی ہے
اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہ ہے کہ یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہے اور اصول حدیث میں یہ طے ہو چکا
ہے کہ جس حدیث کو صرف طبقہ رابعہ اور اس کے بعد والے محدثین روایت کریں وہ قابل استناد نہیں
تاوقتیکہ کسی ناقد بصیر محدث سے اس کی تصحیح منقول نہ ہو اور آپ کسی ایک محدث سے اس کی تصحیح ثابت نہیں
کر سکتے بلکہ اس کے برعکس میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ محدثین نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ چنانچہ حافظ
علی متقی کنز العمال جلد ششم ص ۶۰ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "سندہ ضعیف"
یعنی اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث سے بھی جمیع اشیاء کا علم تفصیلی محیط ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک اجمالی شاہد
ثابت ہوتا ہے کیونکہ خود اسی حدیث میں اس مشاہدہ کی مثال ہتھیلی کے مشاہدے سے دی گئی ہے اور ظاہر
ہے کہ جب کوئی شخص اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہے تو تفصیلاً اس کو اس کے رگ و ریشہ کا علم عام طور پر نہیں ہوتا،
آپ نے ہزارہا بار اپنے ہاتھ کو دیکھا ہوگا لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ نہیں بتلا سکتے کہ آپ کے
ہاتھ میں کتنی رگیں ہیں ـــــ خیر یہ بحث تو ثانوی ہے اور بعد کی ہے اصل جواب میرا یہی ہے کہ
یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا قابل استناد نہیں۔

آپ نے ابھی یہ بھی فرمایا ہے کہ چونکہ مسئلہ علم غیب باب فضائل کا ایک اہم مسئلہ ہے اس لئے اس
میں ضعیف حدیثوں سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ غلطی آپ ہی کی نہیں بلکہ آپ کی جماعت
کے استاذ العلماء مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے بھی اپنے رسالہ "الکلمۃ العلیا" میں یوں لکھا
ہے حالانکہ یہ علمی اصطلاحوں سے جہالت کا افسوسناک مظاہرہ ہے آپ لوگ شاید سمجھے ہوئے ہیں کہ
فضیلت خواہ کسی قسم کی اور کسی درجہ میں ثابت کی جائے اس کے لئے ضعیف حدیث کافی ہے حالانکہ

اصول یہ ہے کہ ضعیف اگر فضیلت ہی کے درجہ میں ثابت کی جائے اور اس کو عقیدہ نہ بنایا جائے تو اس کے لیے ضعیف حدیث کافی ہے اور علم غیب کا مسئلہ آپ کے نزدیک عقیدہ کا درجہ اختیار کر چکا ہے لہٰذا اب وہ باب عقائد کا مسئلہ ہے نہ کہ باب فضائل کا۔

لیکن آپ کی پیش کردہ پہلی حدیث کے متعلق تفسیر خازن کے حوالہ سے امام بیہقی کی یہ عبارت پیش کی تھی فقد روی بطرق عدیدۃ کلہا ضعاف وفی ثبوتہ نظر اس کے جواب میں آپ نے یہی فرمایا کہ اس عبارت کا منشا یہ ہے کہ تعدد طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح لغیرہ اور حسن کے درجہ کو پہنچ گئی ہے لہٰذا قابل احتجاج ہے بندۂ خدا کچھ تو سوچ سمجھ کر کہا کرو، امام بیہقی کے آخری الفاظ یہ ہیں "وفی ثبوتہ نظر" کہ تعدد طرق کے باوجود اس حدیث کے ثبوت ہی میں کلام ہے گویا امام بیہقی کے نزدیک اس حدیث کے طریقوں میں جو ضعف ہے وہ اس درجہ کا ہے کہ تعدد طرق سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوتی اور اس لیے وہ قابل احتجاج نہیں۔

پھر اس حدیث سے متعلق میں تفصیلی بتا چکا ہوں کہ اس سے علم کلی محیط تفصیلی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں آپ نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی جو عبارت اشعۃ اللمعات سے پیش کی ہے اس میں بھی استغراق حقیقی مراد نہیں ہے اور اس کا قرینہ اسی اشعۃ اللمعات کی وہ عبارت ہے جو میں حدیث جبرئیل کی شرح کے ذیل میں اپنی پچھلی بعض تقریروں میں پیش کر چکا ہوں یعنی شیخ نے علم قیامت کے متعلق صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ "وے تعالیٰ ہیچ کس را از ملک و رسل بداں اطلاع نداده" یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور رسولوں میں سے کسی کو بھی وقت قیامت کی اطلاع نہیں دی ہے۔

اس کے علاوہ بھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں ایسی عبارات موجود ہیں جن میں بعض چیزوں کے متعلق صراحۃً حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ ان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں ہوا اور آپ پر یہ چیزیں مبہم رہیں بہرحال حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اس قسم کی تصریحات اس بات کا زبردست قرینہ ہیں کہ آپ کی پیش کردہ عبارت میں استغراق حقیقی مراد نہیں بلکہ استغراق عرفی مراد ہے (جیسا کہ مصنفین کی عبارتوں میں بکثرت ہوتا ہے) تو اس بنا پر شیخ کی اس عبارت کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام وہ جزئی و کلی علوم حاصل ہوگئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان کے مناسب تھے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ بہت سے جزئی و کلی علوم حاصل ہو گئے تھے اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔

یہاں تک تو آپ کے پیش کردہ معارضات پر کلام تھا اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میں نے اپنی پچھلی تقریر میں سورۂ احزاب کی آیت "یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمہا عند اللہ" پیش کی تھی اور وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے اس کے متعلق کچھ اور عرض نہیں کر سکا تھا اب اس کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرام کے اقوال پیش کرتا ہوں۔

عمدۃ المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ اس آیت کی ذیل میں فرماتے ہیں:۔

یقول تعالیٰ مخبراً لرسولہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ انہ لا علم لہ بالساعۃ و ان سألہ الناس عن ذالک وارشدہ ان یرد علمہا الی اللہ عزوجل کما قال تعالیٰ فی سورۃ الاعراف وہی مکیۃ وہذہ مدنیۃ فاستمر الحال فی رد علمہا الی الذی یقیمہا۔

یعنی اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بتلایا ہے کہ آپ کو وقت قیامت کا علم نہیں گو کہ لوگ پوچھا کریں اور آپ کو ہدایت کی ہے کہ اس کے علم کو خدا ہی کے سپرد کریں جیسا کہ سورہ اعراف والی آیت میں بھی یہی حکم دیا ہے (جس کو میں پہلے پیش کر چکا ہوں) اور وہ آیت مکی ہے اور یہ مدنی۔ پس علم قیامت کو خدا ہی کے حوالہ کرنا مستمر رہا۔

دیکھئے اس عبارت میں مفسر علیہ الرحمۃ نے آیت کا مطلب صاف یہی بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا اور پھر یہ بھی تصریح کر دی کہ حضورؐ کی حیات طیبہ میں یہی حال مستمر رہا۔

اور علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے لفظ "قل انما علمہا عند اللہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

یعنی ان اللہ تعالیٰ قد استاثر بہ ولم یطلع علیہ نبیا ولا ملکا مقربا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی لیے وقت قیامت کے علم کو خاص کر لیا ہے اور کسی نبی اور فرشتہ کو بھی اس کی اطلاع نہیں دی ہے۔

اور امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کے لفظ "وما یدریک" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ای انت لا تعرفہ (معالم ج ۲ ص ۲۲۲) یعنی اے رسول تم اس کو (وقت قیامت کو) نہیں جانتے۔ علیٰ ہذا تفسیر جلالین میں بھی اسی لفظ "وما یدریک" کی تفسیر میں لکھا ہے ای انت لا تعلمہا یعنی مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس کا علم نہیں کیا اس تصریح کے بعد بھی آپ کو یہ کہنے کی کوئی گنجائش رہتی ہے کہ آیات و احادیث اور عبارات مفسرین میں نفس حضور کے علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے؟ معاذ اللہ! ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معبود نہ ہونا بھی آپ کے نزدیک ثابت ہوتا ہے یا نہیں حالانکہ اس میں بھی حضور کا اسم مبارک صراحتہً کہیں نہیں

اور پھر آپ کی طرح ایک ہٹ دھرم جو حضور ﷺ کو معبود باذن اللہ مانے وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اس میں صرف الٰہ
الوہیت کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی اور میں حضور کو بالذات معبود نہیں مانتا بلکہ یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو
قابلِ عبادت بنا دیا ہے گویا آپ معبود بالعطا ہیں فرمائیے کہ آپ اس ہٹ دھرم کا منہ کس طرح بند کریں گے؟

اس کے بعد میں اپنے جدید دلائل پیش کرتا ہوں چوتھی آیت سنئے! سورہ ملک میں ارشاد ہے:۔

ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین ۔
اور یہ لوگ کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ (یعنی قیامت) اگر تم سچے ہو۔ اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم
بس اللہ ہی کو ہے اور میں تو بس صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ای لا یعلم وقت ذالک علی التعیین الا اللہ — یعنی قیامت کا وقت تعیین کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

اور علامہ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ای العلم بوقت مجیء الساعۃ عند اللہ عزوجل — یعنی قیامت کے آنے کے وقت خاص کا علم بس اللہ عزوجل
لا یطلع علیہ غیرہ — ہی کو ہے اس کے سوا کسی کو اس کی اطلاع نہیں۔

پانچویں آیت سنئے! سورہ انبیاء میں ارشاد ہے۔

فان تولوا فقل اٰذنتکم علی سواء وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون ۔ یعنی اگر یہ لوگ
مانیں تو اے رسول آپ ان سے فرمادیں کہ میں تم کو خبردار کرچکا ہوں مساوات پر اور میں نہیں جانتا کیا قریب
ہے یا دور جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

علامہ نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے

ای لا ادری متی یوم القیامۃ لان اللہ — مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کا دن کب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ
تعالیٰ لم یطلعنی علیہ — نے مجھے اس پر مطلع نہیں کیا۔

افسوس ہے کہ وقت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے میں ہر آیت کی تشریح میں صرف ایک ہی
تفسیری عبارت پیش کررہا ہوں ورنہ قریب قریب تمام ہی معتبر تفاسیر میں ان آیات کی یہی تفسیر
کی گئی ہے کیا یہ تمام مفسرین عظام آپ کے بقول بھی قرآن کا مطلب نہیں سمجھے تھے؟ یا معاذ اللہ! یہ
سب بزرگانِ امت بھی آپ کے نزدیک وہابی اور دشمنِ رسول تھے؟

مولوی حشمت علی صاحب

سنی مجاہدو! آپ نے دیکھ لیا میں نے مولوی منظور صاحب سے کہا تھا کہ آپ علم قیامت پر اتنا زور لگاتے ہیں زیادہ نہیں ایک ہی آیت یا حدیث ایسی پیش کر دیجئے جس میں صراحۃً حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیکر یہ بتلایا گیا ہو کہ آپ کو قیامت کا علم بعطائے خداوندی بھی نہیں تھا مولوی صاحب نے آپ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے کئی آیتیں پڑھیں اور کئی ایک تفسیری عبارتیں بھی پیش کیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی بصراحت حضور آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان سب میں صرف علم قیامت کا حضرت حق تعالیٰ کی ذات عالی میں بیان کیا گیا ہے اور وہ صرف علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ علم عطائی اس کی جناب میں محال ہے الغرض جتنی آیتیں آپ نے اب تک علم قیامت کے متعلق پیش کیں یا آئندہ پیش کریں گے ان سب میں وقت قیامت کا علم ذاتی ہی کا اختصاص حق تعالیٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم اللہ کے بتلانے سے بھی نہ ہو حضرت علامہ اسمٰعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان شریف جلد سوم کے صفحہ ۲۹۳ پر فرماتے ہیں۔

قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينافي الحصر في الآية كما لا يخفى۔

یعنی بعض مشائخ کرام اس طرف گئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قیامت کے وقت کو جانتے تھے اور قرآنی آیات میں علم قیامت کا جو حصر حق تعالیٰ کی ذات میں کیا گیا ہے یہ اس کے منافی نہیں۔

دیکھئے علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی صاف تصریح فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بعطائے خداوندی وقت قیامت کا علم ماننا آیات حصر کے خلاف نہیں اور یہ اسی واسطے ہے کہ آیات حصر میں صرف علم ذاتی اور علم استقلالی مراد ہے علم عطائی سے وہ آیات بالکل ساکت ہیں۔ لیجئے یہ آپ کی تمام پیش کردہ آیات کا جواب ہو گیا۔

میں اس کے بعد اپنے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ میں نے تین آیتیں اب تک پیش کی تھیں جن میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں تمام اشیاء کا بیان ہے۔ "سب چیزوں کی تفصیل ہے" اور اس میں کوئی بات نہیں چھوڑی گئی ہے۔ ان آیتوں کے جواب میں مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ کل شیء سے صرف وہ چیزیں مراد ہیں جو دین سے متعلق ہوں میں کہتا ہوں اول تو یہ تخصیص بے دلیل ہے

قرآن پاک میں کل شئی کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی گئی پھر آپ پیوند لگانے والے کون ہوتے ہیں؟ دیکھیے
قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے ان اللہ علی کل شئی قدیر ایک اور جگہ ہے واللہ بکل شئی علیم تو کیا یہاں
بھی آپ کل شئی کی تخصیص کریں گے؟ اور یہاں بھی یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر نہیں بلکہ
فلاں قسم کی خاص خاص چیزوں پر قادر ہے اور اس کو تمام باتوں کا نہیں بلکہ فلاں فلاں خاص قسم کی
باتوں کا علم ہے الغرض میرا پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ کی یہ تخصیص بے دلیل ہے دوسری بات یہ کہ
میں کہہ چکا ہوں کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا دین سے تعلق نہ ہو۔

میں نے اپنی پہلی تقریر میں مشکوٰۃ شریف سے جو حدیث پیش کی تھی اس کے متعلق آپنے اس مرتبہ
پھر یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام طریقے ضعیف ہیں حالانکہ آپ کو بتا چکا ہوں کہ جو حدیث چند ضعیف
طریقوں سے مروی ہو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے لہٰذا وہ قابل حجت ہے دوسری بات آپنے یہ کہی تھی کہ
اس سے صرف علم اجمالی ثابت ہوتا ہے میں کہہ چکا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے حضرت شیخ محقق دہلوی قدس
سرہ کی عبارت ہے "حصول تمام علوم کلی وجزوی واحاطہ آن" شیخ تو کہتے ہیں کہ تمام علوم جزوی وکلی حضور
کو حاصل ہو گئے اور آپ نے ان کا احاطہ فرما لیا اور آپ کہتے ہیں کہ حضور کو صرف اجمالی علم حاصل ہوا تھا۔

میں نے دوسری حدیث مواہب لدنیہ سے پیش کی تھی آپ کہتے ہیں کہ یہ حدیث طبقہ ثالثہ یا
رابعہ کی ہے اور جب تک کوئی محدث اس کی تصحیح نہ کرے وہ قابل حجت نہیں۔

لیکن مولوی صاحب آپ اتنی بھی نہیں سمجھتے کہ جب علامہ قسطلانی محدث نے اپنی کتاب میں اسکو
نقل کر دیا تو گویا اس کی تصحیح مان لیا کیونکہ اگر وہ اس کو صحیح نہ سمجھتے تو اپنی کتاب میں نقل ہی کیوں کرتے۔
الغرض اس حدیث کا مواہب لدنیہ میں منقول ہونا خود اس کی دلیل ہے کہ اس کے محدث مصنف نے
اس حدیث کو صحیح مانا لہٰذا وہ قابل حجت ہے۔

یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب ہوا۔ اب میری نئی دلیلیں سنیے! قرآن پاک میں ارشاد ہے۔
وکل شئی فصلناہ تفصیلا یعنی ہم نے ہر چیز کو قرآن پاک میں پوری پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے
اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور جب حضور کو قرآن پاک کے تمام کلام کا علم ہے تو
حضور کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہوگا اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ اس کے بعد ایک حدیث بھی صحیح بخاری شریف
و مسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ
الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہم
میں کھڑے ہوئے تو کوئی چیز آپ نے ایسی نہیں چھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر یہ کہ آپ نے
اس کو بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ دیکھئے اس میں صاف تصریح ہے
کہ قیامت تک ہونے والی ساری چیزیں آپ نے بیان فرما دیں اور ان میں سے کوئی بات بھی آپ نے نہیں
چھوڑی کیا آپ کے قول اللہ مدعی صاحب آپکا ایمان اس پر ہے کیا دیوبند کے مدرسہ میں یہ حدیثیں نہیں پڑھائی جاتیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) میں عرض کر چکا ہوں کہ اپنے مخاطب صاحب کی کسی فضول اور خارج از بحث بات کا جواب نہیں دوں گا۔ اس لئے
ان کی تعلیوں اور زبان درازیوں سے اعراض کرتے ہوئے اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

سب سے پہلے دلائل کے معارضہ میں جو آیتیں اور حدیثیں مولوی صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں پیش کی تھیں
میں بحمداللہ ان سب کے جوابات دے چکا ہوں اور اس کے جواب الجواب میں جو کچھ بعد میں کہا گیا ہے اس
کی حقیقت ان شاء اللہ ابھی عرض کروں گا۔ پہلے ان کی ان نئی دلیلوں کی طرف متوجہ ہوں جو انہوں نے
اپنی اس تقریر میں پیش کی ہیں۔

آیت کریمہ کل شیء فصلناہ تفصیلا کے متعلق میرا پہلا مختصر جواب یہی ہے کہ یہاں بھی کل شیء سے
صرف وہی چیزیں مراد ہیں جن کی معرفت بندوں کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں اس کی
تفسیر اس طرح کی گئی ہے۔

(وکل شیء یحتاج الیہ (فصلناہ تفصیلا) جلالین ص ۲۲۹ یعنی مطلب آیت کا یہ ہے کہ ہم نے ہر ضروری
چیز کی تفصیل کر دی ہے۔ اسی طرح امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں اس کی تقریر یہ کی ہے۔

وکل شیء فصلناہ تفصیلا ای کل شیء بکم الیہ حاجۃ الخ تفسیر کبیر ص ۱۲ یعنی ہم نے ان تمام چیزوں کی
پوری تفصیل کر دی ہے جن کی تم کو ضرورت ہے۔

یہاں بقصد اختصار صرف دو تفسیروں کی عبارتیں میں نے پیش کی ہیں ورنہ دیگر حضرات مفسرین
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ الغرض حسب تصریحات مفسرین اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ جن باتوں کا
معلوم ہونا ضروری تھا وہ قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کر دی گئیں نہ یہ کہ اس میں ساری کائنات ارضی

سماوی کے تمام احوال وکیفیات کی تفصیل کی گئی ہے اور حشرات الارض زمین کے کیڑے مکوڑوں ، دریا کی مچھلیوں اور مینڈکوں جنوں اور بھوتوں کی سوانح عمریاں بھی اس میں درج ہیں (معاذ اللہ)

آپنے اس تقریر میں فرمایا ہے کہ کل شئی میں تخصیص بے دلیل ہے معلوم نہیں کہ یہ اعتراض آپ کا مجھ پر ہے یا ان آئمہ مفسرین پر جنہوں نے یہ تخصیص کی ہے آپنے اس سلسلہ میں بطور نظیر کے ان اللہ علی کل شئی قدیر اور وھو بکل شئی علیم کو پیش کیا ہے حالانکہ اس کی صحیح نظیر قرآن مجید کی وہ آیتیں ہیں جن میں خدا کی دوسری کتاب توراۃ کے متعلق قریب قریب یہی لفظ آئے ہیں چنانچہ سورہ انعام میں ہے :-

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ

دوسری جگہ ارشاد ہے ۔ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ

ان دونوں آیتوں میں توراۃ مقدس کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل کی گئی ہے اور بعینہ یہی الفاظ قرآن مجید خود اپنے متعلق کہتا ہے اب اگر آپ کے نزدیک " کل شئی " میں کوئی تخصیص نہیں کی جا سکتی تو یہ ماننا پڑیگا کہ توراۃ و قرآن میں ہر چیز صغیر و کبیر قلیل و کثیر ارضی و سماوی دینی و دنیاوی کا پورا پورا مفصل بیان ہو اور اس صورت میں لازم آئے گا کہ قرآن کے علوم توراۃ کے برابر ہوں اور اس میں کوئی بات بھی توراۃ سے زیادہ نہ ہو -

فرمایئے کیا آپ کا یہی خیال ہے اور اگر آپ کا عقیدہ یہ نہیں ہے تو مہربانی کر کے بتلایئے کہ توراۃ کے متعلق جو آیتیں میں نے پیش کی ان میں لفظ " کل شئی " سے کیا مراد ہے ؟

آپنے اس مرتبہ پھر یہی بات کہی ہے کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تعلق دین سے نہ ہو میں آپ سے پوچھتا ہوں میرے اور آپ کے سر کے بالوں کی تعداد کو دین سے کیا تعلق ہے ؟ اسی طرح اس بات کا معلوم کرنا کہ آج کتنی مکھیاں پیدا ہوئیں اور کتنی مریں کتنے مچھر مرے اور کتنے پیدا ہوئے تو ان معلومات کا دین سے کیا تعلق ہے ؟ اور آپ کے نزدیک یہ قرآن پاک کی کس پارہ کی کونسی آیت میں لکھا ہوا ہے ، یہاں تک آپ کی پیش کردہ آیات کے متعلق بحث تھی - اب احادیث کے متعلق سنیئے ! -

آپنے پہلی حدیث جو مشکوٰۃ شریف کی پیش کی تھی اس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ چونکہ اس کا راوی ضعیف ہے اور اس کے ثبوت میں محدثین کو کلام ہے اس لیے وہ قابل استدلال نہیں اس کے جواب میں آپنے جو کچھ کہا ہے اس کا جواب میں اپنی پہلی تقریر میں دے چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ علاوہ بریں آپنے

اسی حدیث کی نسبت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا مطلب بھی تو
حضرت شیخ ہی کی تصریحات کی روشنی میں پہلے بیان کر چکا ہوں جس کے جواب میں آپ کچھ نہیں کہہ سکے
دوسری حدیث جو آپ نے مواہب لدنیہ سے پیش کی تھی اس کے متعلق میں نے عرض کیا تھا جس محدث
کے محدثین نے اس کو روایت کیا ہے صرف اس کی روایت کردہ احادیث اس قابل نہیں کہ استدلال کریں جب تک
کہ کوئی ناقد بصیر ان کی تصحیح نہ کر دے — جس کے جواب میں آپ نے بڑے زور سے فرمایا ہے کہ علامہ قسطلانی
نے جب اپنی کتاب مواہب میں اس کو نقل کر دیا تو بس اس کی تصحیح ہو گئی — مجھے افسوس ہے کہ فن کی ناواقفیت
کی وجہ سے آپ ایسی مہمل اور مضحکہ خیز باتیں کہہ دیتے ہیں جیسے معلوم نہیں مواہب لدنیہ ان کتابوں میں سے
نہیں ہے جن میں صرف احادیث صحیحہ کے نقل کا التزام کیا گیا ہے نہ اس کے مصنف نے ایسا کوئی دعویٰ کیا۔
پس آپ اس میں کسی حدیث کا درج ہو جانا اس طرح اس کی صحت کی دلیل نہیں جس طرح کہ یہ شان تو صحیح بخاری
صحیح مسلم وغیرہ صحاح کی ہے جن کے مؤلفین نے اس کا التزام کیا ہے کہ وہ صرف وہی حدیثیں درج کریں گے
جو ان کے نزدیک صحیح ہوں گی — اور پھر میں تو علامہ قسطلانی ہی کی تصریح پیش کر چکا ہوں کہ اس حدیث
کی سند ضعیف ہے پس وہ آپ کی ان اٹکل پچو باتوں سے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے بہرحال جو دو حدیثیں آپ نے
پہلے پیش کی تھیں وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

اب رہی حضرت حذیفہؓ کی روایت جو آپ نے پیش کی تھی وہ بے شک صحیح ہے لیکن کاش اس کے پیش
کرنے سے پہلے آپ شروح حدیث میں یہ بھی دیکھ لیتے کہ علمائے حدیث نے اس کا کیا مطلب بیان کیا
ہے علامہ ملا علی قاری حنفی شرح شفا میں اس حدیث کے لفظ "فما ترک شیئا" کی شرح میں فرماتے ہیں:
"ای مہما" تو گویا حضرت ملا علی قاری کی تصریح کے مطابق اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اس خطبہ میں تمام اہم بالشان اور ضروری چیزیں بیان فرمائیں اور یہی قرین قیاس
بھی ہے کسی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ حضور نے منبر اقدس پر کھڑے ہو کر یہ بیان کیا ہو کہ فلاں دن
اتنی مکھیاں مریں گی، اتنی مرغیاں انڈے دیں گی، اتنے جوتے بکیں گے، بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
ذات مقدس ان چیزوں سے بہت اعلیٰ و بالا ہے آپ ہادی اور رہنما ہو کر تشریف لائے تھے تو آپ کی تعلیم یہ
ہے من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار اور غیر مفید باتیں ترک
کر دے پس کس طرح سمجھ میں آ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی دوسروں کو بیکار باتوں سے منع فرمائیں اور

خود ہی منبر پر کھڑے ہو کر اس قسم کی غیر ضروری بلکہ غیر مفید چیزیں بیان فرمائیں آپکی شان عالی اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے پس حدیث کا مطلب یہی لیا جائے گا جو حضرت ملا علی قاری اور دیگر شارحین حدیث نے بھی بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ حضور اقدس نے اس خطبہ میں تمام وہ باتیں بیان فرمائیں جو ضروری اور قابل بیان تھیں اور اس صورت میں اس حدیث کو آپکے مدعا سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

یہاں تک تو آپکے معارضات پر کلام تھا اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں علم قیامت کے متعلق ابتک میں نے جو پانچ آیتیں پیش کی ہیں ان کے جواب میں آپنے صرف دو باتیں کہی ہیں ایک یہ کہ ان میں صرف علم ذاتی کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے اور دوسرے یہ کہ ان میں سے کسی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بصراحت ذکر نہیں ہے" میں ان دونوں باتوں کا مفصل جواب دے چکا ہوں پھر مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جب حضرت عبداللہ ابن عباس حضرت قتادہ جیسے اجلہ صحابہ و تابعین اور ابن جریر اور ابن کثیر وغیرہ جیسے ائمہ مفسرین نے ان ہی آیات سے علم ساعت کی بھی نفی غیر اللہ سے کی ہے اور یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت مخصوص کا علم کسی مخلوق حتیٰ کہ کسی مقرب فرشتے اور برگزیدہ نبی و رسول کو بھی عطا نہیں فرمایا ہے (جیسا کہ ان کی عبارات سے ظاہر ہے جو میں پہلے پیش کر چکا ہوں) تو پھر آپ کی یا آپکے پیر و مرشد فاضل بریلوی کی رائے کو کون سنتا ہے اس بارے میں آپنے اپنی تائید میں پہلے صاوی کی عبارت پیش کی تھی جس کے متعلق میں نے کہا کہ وہ علماء معتبرین میں سے نہیں ہیں۔ اب اس مرتبہ آپنے ویسی ہی ایک عبارت روح البیان سے پیش کی ہے حالانکہ روح البیان کا شمار بھی تفاسیر معتبرہ میں نہیں ہے اس کے مصنف اسمٰعیل حقی آفندی ایک لطائف نگار بزرگ ہیں لیکن باب تفسیر میں ائمہ تفسیر کے مقابلہ میں ان کے قول کی کوئی خاص وقعت نہیں۔

آپنے دوسری بات میری پیش کردہ آیات و احادیث کے متعلق یہ کہی تھی کہ ان میں بصراحت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کر کے آپکے علم قیامت کی نفی نہیں کی گئی یہ تو ایسی بے معنی خیز بات ہے کہ کسی جاہل سے جاہل کے منہ سے بھی نہیں نکلنی چاہیئے مگر مجھے تعجب ہے کہ آپ بار بار نہایت دلیری سے یہی کہہ رہے ہیں۔ میں آپسے پوچھتا ہوں کہ قرآن مجید کی کس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بصراحت ذکر کر کے یہ بتلایا گیا ہے کہ آپ خدا نہیں ہیں رسول ہیں معبود نہیں بندے ہیں مولوی سے کہتا ہوں کہ آپ ایسی ایک آیت بھی سارے قرآن میں نہیں نکال سکتے تو کیا اس حضور

کی خدائی اور آپکی ربوبیت و معبودیت کے عقیدے کیسے ابھر سکتا ہے بہرکیف آپکی یہ دوسری بات پہلی بات سے بھی زیادہ قابل لحاظ و کذب ہے ——— اس کے بعد میرے دلائل سنئیے ——— چھٹی آیت

قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ۔ سورہ جن ۲۲

اور اے رسول! اعلان فرمادیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا قریب ہے وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ (یعنی قیامت) یا اللہ ٹھہرائے گا اس کے لئے کوئی میعاد۔

اس آیت کا حاصل بھی قریب قریب وہی ہے جو اس سے پہلے پیش کردہ آیت کا تھا چنانچہ حافظ ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يقول تعالى آمرا رسوله صلى الله عليه وسلم ان يقول للناس انه لا علم له بوقت الساعة ولا يدري اقريب وقتها ام بعيد تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۹۹	حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ مجھ کو قیامت کے وقت کا علم نہیں اور مجھے خبر نہیں کہ آیا اس کا وقت قریب ہے یا بعید۔

ساتویں آیت سنئیے! سورۂ حم سجدہ اور پچیسویں پارہ کی پہلی آیت ہے

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ	یعنی اللہ ہی کی طرف حوالہ کیا جاتا ہے قیامت کا علم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اي لا يعلم ذلك احد سواه ابن کثیر ج ۴ ص ۱۰۲	یعنی اس کو (وقت قیامت کو) خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

اور امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اليه يرد علم الساعة هذه الكلمة تفيد الحصر اي لا يعلم وقت الساعة بعينه الا الله	کہ یہ کلمہ (اليه يرد علم الساعة) مفید حصر ہے اور مطلب یہ ہے کہ قیامت کے وقت معین کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آٹھویں آیت اسی مضمون کی اور سنئیے: ـ سورۂ زخرف میں ارشاد ہے

وعنده علم الساعة واليه ترجعون ۔	اور اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

علامہ معین ابن صفی اس کی تفسیر "جامع البیان" میں لکھتے ہیں:

(عنده) لا عند غيره (علم الساعة)	خدا ہی کے پاس ہے قیامت کا علم نہ اس کے سوا کسی کے پاس

ان تمام آیات میں بھی نہایت صراحت کے ساتھ اعلان فرمایا گیا ہے کہ وقت قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی

کو نہیں اور یہ علوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں جیسے کہ لا الٰہ الا اللہ کے علوم میں حضرات اقدس تمام اولوالعزم مرسلین علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ بہت کچھ آپ تمہیں پیش کر چکا ہوں جن میں سے ایک بھی مومن کے لئے کافی ہے لادینوں کے دلوں میں ایمان اور قرآن کی عظمت ہو ان کیلئے قرآن پاک کے تھیلے شے بھی کوئی وزن نہیں رکھتے

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔ کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

مولوی حشمت علی صاحب

مسلمان بھائیو! مولوی منظور صاحب نے اپنی تقریر میں ایک بڑی خطرناک خیانت کی ہے اور وہ خیانت کسی اور کتاب میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس قرآن مجید میں کی ہے۔ مولوی صاحب نے سورۂ جن کی آیت قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا اس مرتبہ پیش کی ہے لیکن آدھی آیت پڑھ کر چھوڑ دی کیونکہ اس کے اگلے حصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمام رسولوں کے لیے علم غیب اور خاص کر قیامت کا علم ثابت کیا گیا ہے اس لیے مولوی صاحب اس کو ہضم کر گئے۔ مولوی منظور صاحب ویسے تو بڑے سیدھے بنتے ہیں مگر اللہ کے پیارے رسول کا علم گھٹانے کیلئے یہ کیسی خیانتیں کرنی خوب آتی ہیں آپ نے لا تقربوا الصلوٰۃ تو پڑھ دیا وانتم سکاریٰ چھوڑ دیا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔

مسلمانو! بس اسی سے مولوی صاحب کی عاجزی کا اندازہ کر لو کہ اب جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں رہی تو انہوں نے قرآن میں خیانتیں شروع کر دیں۔

سنیے! مولوی صاحب نے جو آیت چھوڑ دی وہ یہ ہے:۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر پسندیدہ اور برگزیدہ رسولوں کو۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب دیتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں میں زیادہ پسندیدہ ہیں لہٰذا آپکو ضرور علم غیب عطا ہوا اور اس آیت سے بڑھ کر حضور کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہوگی۔ اور بعض مفسرین نے اس آیت میں غیب کے لفظ سے خاص قیامت ہی کو مراد لیا ہے تو اس صورت میں اس آیت سے خاص وقت قیامت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو جاتا ہے جس کی نفی کے لئے آپ ایڑی چوٹی سے زور لگا رہے ہیں۔

سید المفسرین امام المتکلمین ناصر السنت امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۳۰ میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ای وقت وقوع القیامۃ من الغیب الذی لا یظہرہ

اللہ تعالیٰ لاحد فان قیل فاذا اعلمہ ذلک و علی القیامۃ فکیف قال الا من ارتضی من رسول قلت لا یظھر ھذا الغیب لاحد من رسولہ قلنا بل یظھرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ یعنی آیت کے معنی یہ ہیں کہ وقت قیامت ان غیبوں میں سے ہے جنکو اللہ تعالیٰ کسی کے لیے ظاہر نہیں کرتا بجز اپنے پسندیدہ رسول کے اس کی جو شبہ ہوتا ہے اس کا جواب امام رازی یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب اس کی اطلاع دیگا اور اس کے وقت کو ظاہر کر دیگا۔ دیکھیے جس آیت میں خیانت کر کے آپنے علم قیامت کی نفی ثابت کی تھی اسی میں امام رازی نے حضور کے لیے بلکہ تمام رسولوں کے لیے قیامت کا علم ثابت کر دیا۔ کہیے آپ کے نزدیک امام رازی معتبر ہیں یا نہیں۔

اور سنیے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں صفحہ ۲ پر وقت وقوع قیامت اور احکام تکوینیہ و تشریعیہ اور معارف ذات و صفات باریہ کو غیب مطلق میں شامل فرمایا ہے اس کے بعد اسی آیت کریمہ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کی تفسیر میں ارقام فرمایا۔

"پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ مشتمل تلبیس و اشتباہ و خطا یکلی دراں حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلا نماند مگر کسی را کہ پسندمی کند و آں کس رسول می باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ او را اظہار بر بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ اس اطلاع میں خطا اور غلطی کا بالکل ازالہ ہو جائے اور خطا و اشتباہ کا احتمال بالکل نہ رہے مگر ایسے شخص کو جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائے خواہ وہ فرشتوں میں سے ہو جیسے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام یا انسانوں میں سے ہو جیسے حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ان کو اپنے خاص غیبوں پر مطلع فرما دیتا ہے۔

دیکھیے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیوب خاصہ کی بھی اطلاع دیتا ہے اور اس طرح دیتا ہے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی اور خطا کا احتمال بھی نہیں رہتا اور وقت قیامت بھی غیوب خاصہ میں سے ہے پس ثابت ہوا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی اطلاع بھی خدا کے برگزیدہ رسولوں کو دی جاتی ہے۔ اب کہیے کہ شاہ صاحب بھی آپ کے نزدیک معتبر ہیں؟

بھائیو! یہ ہے حق کا معجزہ جو آیت مولوی صاحب نے خیانت کر کے پیش کی تھی اور جس سے یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ حضور کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا اسی سے ثابت ہو گیا کہ ان کو بھی ہے بلکہ حضرت امام فخر الدین رازی

اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ثابت کر دکھایا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلکہ تمام برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو وقت قیامت کی اطلاع دیتا ہے وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

اور جب ایک آیت سے یہ بات ثابت ہو گئی تو تمام ان آیتوں کو جن میں علم قیامت کا حصر اللہ تعالیٰ میں کیا گیا ہے علم ذاتی پر محمول کرنا پڑے گا تاکہ آیات قرآنیہ میں تعارض نہ ہو۔

اسی واسطے علامہ احمد صاوی اور آفندی نے لکھا ہے کہ یہ حصر صرف علم ذاتی اور علم استقلال کے اعتبار سے ہے مگر آپ نے پہلے صاوی کو زرہ تفصیل جیسے جلیل القدر علامہ کو بھی غیر معتبر ٹھہرا دیا حالانکہ تمام علماء ان کو معتبر مانتے چلے آتے ہیں خیر اب میں ایسے ہی حضرات کی عبارتیں پیش کروں گا جن کو آپ غیر معتبر نہ کہہ سکیں امام رازی اور حضرت شاہ عبد العزیز کی عبارتیں بھی پیش کر چکا ہوں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت میں نے پہلے پیش کی تھی جس کا آپ کوئی جواب نہیں دے سکے اب حضرت شیخ کی دوسری کتاب مدارج النبوۃ سے ایک عبارت اور پیش کرتا ہوں۔

شیخ علیہ الرحمہ مدارج شریف جلد اول ص۳ پر وھو بکل شیء علیم کی تفسیر میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز از شیونات ذات و صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ فرمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی شانوں اور اس کے اسماء و افعال اور اس کی نشانیوں کو سب جانتے ہیں اور حضور نے ظاہر و باطن اول و آخر تمام علوم کا احاطہ فرما لیا ہے اور حضور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں۔

کہیے کیا حضرت شیخ بھی آپ کے نزدیک غیر معتبر ہیں؟ آخر میں ایک عبارت حضرت ملا علی قاری کی اور پیش کرتا ہوں، مرقاۃ شریف شرح مشکوٰۃ جلد اول ص۲۹۵ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اذا تنورت الروح القدسیۃ وازداد نورانیتھا واشراقھا باعراض عن ظلمۃ عالم الحدیث و تجلیۃ القلب عن صداء الطبیعۃ والمواظبۃ علی العلم والعمل وفیضان الانوار الالٰہیۃ حتی یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبہ وتنعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات الخ

یعنی جب روح قدسی منور ہوتی ہے اور ترک اسباب ظلم و حمل لغیر کی مداومت سے اس کی نورانیت میں ترقی ہوتی ہے تو اس کے دل کی فضا میں نور ہی نور پھیل جاتا ہے اور پھر لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہوتے ہیں اور

اس صاحب شرع قدسی کو مغیبات پر اطلاع ہو جاتی ہے۔"

ابھی مولوی منظور صاحب! آپ تو خدا کے محبوب سید الاولین والآخرین کے علم غیب کے منکر ہیں اور حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ تمام اولیاء قدسیہ اول کے دلوں میں لوح محفوظ کا عکس پڑتا ہے اور وہ سب غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔ کہئے کیا حضرت ملا علی قاری بھی آپ کے نزدیک نامعتبر ہیں؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی بعد حمد و صلوٰۃ! آپ نے اپنی اس تقریر میں مجھ پر ایک سنگین الزام یہ لگایا ہے کہ میں نے آیت قرآنی کے پیش کرنے میں خیانت کی اور صرف آدھی آیت پڑھی مجھے تعجب ہے کہ آپ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے کیسی صریح غلط بیانی سے کام لیتے ہیں میں نے جو آیت قرآن کی پڑھی تھی وہ اسی قدر ہے اس کے بعد کی جو آیت آپ نے پیش کی ہے وہ پہلی آیت کا ٹکڑا نہیں بلکہ مستقل آیت ہے اگر واقعی آپ کو اس معاملہ میں غلط فہمی ہے تو قرآن مجید دیکھ لیجئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میری پیش کردہ آیت کے آخری لفظ "ام یجعل له ربی امدا" پر آیت ختم ہے۔

بہر حال یہ آپ کا محض بہتان ہے کہ میں نے پوری آیت نہیں پڑھی اور معاف کیجئے چونکہ آپ اس قسم کی ناجائز خیانتوں کے عادی ہیں اس لیے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں میں انشاء اللہ ابھی بتلاؤں گا کہ آپ نے اپنی اس تقریر میں کیسی کیسی کتنی افسوسناک خیانتیں کی ہیں پہلے میں اس آیت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے اس مرتبہ پیش کی ہے اور جس کو میری پیش کردہ آیت کا ٹکڑا بتلایا ہے وہ آیت یہ ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول علامہ نسفی اس کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:۔

ای رسولا قد ارتضاہ لعلم بعض الغیب تفسیر مدارک التنزیل ج ۴ ص ۳

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب کی کسی کو اطلاع نہیں کرتا البتہ اپنے برگزیدہ رسولوں کو بعض غیبوں کی اطلاع دے دیتا ہے اور یہ ہمارے مخالف نہیں اور آپ کے موافق نہیں کیونکہ آپ کا دعویٰ کل کا ہے۔

دیگر ائمہ مفسرین نے بھی اس آیت کے ذیل میں قریب قریب یہی لکھا ہے میں صرف ایک عبارت علامہ ابو السعود کی اور پیش کرنا چاہتا ہوں الا من ارتضی من رسول کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ای رسولا ارتضاہ لاظہارہ علی بعض غیوبه المتعلقة برسالته ... تعلقا تاما اما لکونه من مبادی رسالته ... واما لکونه من ارکانها واحکامها کعامة التکالیف الشرعیة ..... واما ما لا یتعلق بها علی احد الوجهین

من الغيوب التي من جملتها وقت قيام الساعة فلا يظهر على غيبه احدا ابدا تفسیر ابو السعود ج ۸ ص

دیکھئے اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کی پیش کردہ آیت میں جن غیوب کی رسولوں کو اطلاع کئے جانے کا ذکر ہے وہ صرف چند بعض غیوب ہیں جن کا رسالت سے خاص تعلق ہو اور جن غیوب کا تعلق رسالت سے نہ ہو جیسے کہ علامہ ابو السعود کی تصریح کے مطابق علم قیامت تو ان پر کسی کو مطلع نہیں کیا جاتا۔

بہر حال حضرات مفسرین کی اس قسم کی تصریحات سے یہ بات بالکل ثابت ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کے لئے کل غیب کی اطلاع ثابت نہیں ہوتی۔ علی ہذا آپ کا یہ دعوی بھی بالکل غلط ہے کہ اس آیت سے علم وقت قیامت کی اطلاع ثابت ہوتی ہے اور اس کی تائید میں آپ نے امام رازی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں تو صرف یہ ہے کہ قیامت کے بالکل قریب حق تعالیٰ اس کو ظاہر کریگا اور یہ ساری بحث اس عبارت دنیا کے متعلق ہے اور آپ کا گمان یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام غیوب حتی کہ قیامت کے وقت خاص کا علم بھی اسی دنیا میں حاصل ہو گیا تھا پھر یہ کیسی کھلی خیانت ہے کہ امام رازی کی اس عبارت کا وہ حصہ آپ نے چھوڑ دیا جس سے اصل بحث کے متعلق انکی رائے معلوم ہوتی ہے آپکی پیش کردہ عبارت سے ایک سطر پہلے ان ادری اقریب ما توعدون کے معنے بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

یعنی لا ادری وقت وقوع القیامۃ یعنی اے رسول فرما دیجئے کہ قیامت کے آنے کے وقت کو میں نہیں جانتا۔ مولوی صاحب آپ ایسی صریح خیانت کرتے ہوئے دوسروں پر خیانت کا الزام لگاتے ہیں ؂

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسی طرح حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی کی عبارت سے بھی آپ نے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ حق تعالیٰ خواص خود را بر بعضے از غیب ہا معروف می فرماید آپ نے مطلب بیان کرتے ہوئے بعض کے لفظ کو بالکل اڑا دیا اور علم غیب کلی ثابت کرنے لگے پھر اس سے بڑھ کر دلیری آپ نے یہ کی کہ حضرت شاہ صاحب کی اسی عبارت سے وقت قیامت کا علم بھی آپ نے ثابت کر دیا حالانکہ اس عبارت میں اس کا خفیف سا نشان بھی نہیں بلکہ آپ کی پیش کردہ عبارت سے چند سطر پہلی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ نے کسی کو نہیں عطا فرمایا اور پھر اسی ایک جگہ نہیں بلکہ تفسیر عزیزی میں متعدد جگہ اس کی تصریح موجود ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ تبارک الذی سورۂ ملک کی تفسیر میں آیت ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین .... اور پھر پارہ عم یتساءلون سورۂ والنازعات

کی تفسیر میں آیت کریمہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا فیم انت من ذکرٰھا الیٰ ربک منتھٰھا کے
ذیل میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت صراحت کے ساتھ اس مسئلہ پر کلام کیا ہے اور پوری
وضاحت کے ساتھ بتلایا ہے کہ وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کسی مخلوق کو
نہیں عطا فرمایا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وقت قیامت کو ثابت کیا ہے حیرت ہے آپکی دیدہ دلیری پر
آپ نے اس مرتبہ حضرت شیخ عبدالحق کی مدارج النبوۃ کے دیباچہ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے میری
طرف سے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے جن جمیع علوم کا حصول تسلیم کیا
ہے وہ وہی ہیں جو حضور کی شان نبوت کے مناسب تھے اور بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ اس میں استغراق عرفی ہے جو ایسے
موقع پر محاورات میں عام طور پر مستعمل ہوتا ہے اور اس کا قرینہ وہی ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہی
حضرت شیخ دوسرے مواقع پر خاص چیزوں کے متعلق تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو عطا نہیں فرمایا گیا مثلاً وقت قیامت ہی کے متعلق میں ان کی تصریح اشعۃ اللمعات سے پیش کر چکا ہوں
کہ حق تعالیٰ ہیچکس را از ملائکہ و رسل بداں اطلاع نداده۔ اس کے علاوہ بھی ان کی اس قسم کی تصریحات
بکثرت پیش کی جا سکتی ہیں اور اگر مجھے موقع ملا تو ان شاء اللہ میں آئندہ تحریروں میں ان میں سے کچھ پیش بھی
کروں گا پس حضرت شیخ کی ان تمام عبارات میں تطبیق اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے
عموم یا استغراق کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کو استغراق عرفی پر محمول کیا جائے اور اگر آپکو یہ بات تسلیم
نہیں ہے تو پھر براہ کرم مدارج کی اس عبارت کو حضرت شیخ کی ان عبارات سے منطبق کر کے دکھلائیے۔

آخر میں آپ نے حضرت ملا علی قاری کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے اور اس طرح کہ اس میں
آپ نے نہایت افسوسناک خیانت کا کام کیا ہے اور اس عبارت کا وہ ابتدائی حصہ جس میں آپکے دعوے کے صریح
خلاف موجود ہے اس کو آپ نے چھوڑ دیا۔ وہ اصل عبارت یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہ لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فھو
ما اظھرہ اللہ تعالیٰ علی بعض احبابہ لوحۃ علمہ وخرج بذلک عن الغیب المطلق وصار غیبا
اضافیا وذلک اذا تنورت الروح القدسیۃ الخ (اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیب کے لیے کچھ مبادی ہیں کچھ لواحق
پس مبادی غیب تو کسی مقرب فرشتہ اور فرستادہ رسول کو بھی اطلاع نہیں ہوا البتہ لواحق غیب کی اطلاع
بعض محبوبان خدا کو دی جاتی ہے اس کے بعد وہ عبارت شروع ہوتی ہے جو آپ نے پیش کی۔ پس اس ابتدائی حصہ میں تصریح ہے کہ

مبادی غیب کی اطلاع کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی نہیں ہوتی تو اس ابتدائی حصہ کو چھوڑ کر باقی عبارت کو پیش کر دینا اور اس سے حضرت مصنفؒ کے خلاف علم غیب کلی ثابت کرنا صریح خیانت اور افسوسناک بددیانتی ہے حضرت ملا علی قاریؒ نے ایسے لوگوں کی تکفیر کی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کلی کے قائل ہوں یہ میرے پاس ملا صاحب کی مشہور کتاب شرح شفاء ہے اس کے صفحہ ۲۹۹ پر مسئلہ علم نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کلام کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:-

والحاصل ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمهم الله تعالی احیانا وقد صرح علماؤنا الحنفیة بتکفیر من اعتقد ان النبی یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کذا فی المسایرۃ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہیں بجز ان چیزوں کے جو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ان کو بتلائیں اور ہمارے علماء حنفیہ نے اس شخص کے کفر کی تصریح کی ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے کیونکہ یہ عقیدہ حق تعالیٰ کے ارشاد قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے خلاف ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب سنا آپ نے حضرت ملا علی قاری کی زبان سے علماء حنفیہ کا فتویٰ؟ آپ کو مجھ سے یہ بھی مطالبہ تھا کہ عقیدہ علم غیب کلی کا کفر ہونا ثابت کر دیجئے آپ کا وہ مطالبہ بھی پورا ہو گیا اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تین صاف صریح آیتیں پہلے پیش کر چکا ہوں تین آیات اور سنیئے جو حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنے فتویٰ کفر میں نقل فرمائی ہے یعنی:-

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون۔ یعنی اے رسول فرما دیجئے کہ زمین و آسمان کے رہنے والوں میں کوئی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور ان کو معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

علامہ علی بن محمد خازن اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

المعنی ان اللہ هو الذی یعلم الغیب وحده ویعلم متی تقوم الساعة وما یشعرون ایان یبعثون یعنی ان من فی السموات وهم الملائکة ومن فی الارض وهم بنو آدم لا یعلمون متی یبعثون واللہ تعالی تفرد بعلم ذلک

مطلب یہ ہوا کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کل علم غیب رکھتا ہے اور اسی کو معلوم ہے کہ قیامت کب آئے گی اور آسمانوں میں

پہنچنے والے فرشتے اور زمین میں بسنے والے بنی آدم اس کو نہیں جانتے اور بس تنہا اللہ تعالیٰ ہی کو اس کا علم ہے

اس آیت سے بالکل وضاحت اور دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ غیب کا علم بھی حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور دوسرے یہ کہ وقت قیامت کی خبر کسی فرشتہ اور کسی فرزند آدم کو نہیں۔ اس کے بعد دسویں آیت اور سنئے:

یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا فیم انت من ذکرٰہا الی ربک منتہٰہا۔ یعنی اے رسول آپ سے یہ لوگ سوال کرتے ہیں قیامت کے متعلق کہ کب ہے اس کا آنا۔ آپ کو اس کے ذکر سے کیا سروکار آپ کے پروردگار ہی کی طرف ہے اس کی انتہا۔

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ای لیس علمہا الیک ولا الی احد من الخلق یعنی اس کا علم نہ اے رسول تو آپ کو ہے نہ ہماری کسی اور مخلوق کو۔ اور علامہ بغوی معالم التنزیل میں فیم انت من ذکرٰہا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

ای لاتعلمہا یعنی اے ہمارے رسول آپ اس کو نہیں جانتے۔

آٹھ پہلی اور دو یہاں دسوں آیتوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں فرمایا اور صرف اپنے لیے خاص کر رکھا ہے پھر جب آپ نے مفسرین کی عبارات میں سے اب تک ان آیات کی تفسیر دیکھ لی ہے جو پیش کی ہیں ان سب نے بھی ان آیتوں کا یہی مطلب سمجھا ہے تو کیا آپ یہ کہہ سکتے کہ ان تمام چیزوں کے معلوم ہو جانے کے بعد ایک با ایمان کس طرح اس کے خلاف عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے دیکھا مولوی منظور صاحب نے سورۂ جن کی ایک آیت پیش کی اور آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا مگر آپ اس کے ساتھ کی دوسری آیت جس میں یہ بات مذکور تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علم غیب بتلاتا ہے اسکو آپ چھپا گئے جب میں نے مولوی صاحب کی گرفت کی اور ان کی خیانت ثابت کی تو کہتے ہیں کہ چونکہ یہاں دوسری آیت شروع ہوتی ہے اس لیے خیانت نہیں ہوئی۔

اے مولوی صاحب دوسری آیت شروع ہوئی ہو یا تیسری آیت جب مضمون مسلسل ہے اور آپ نے اس میں سے آدھا پیش کیا اور آدھے کو اپنے خلاف دیکھ کر حذف کر دیا تو خیانت ہو گئی۔ اور خیانت کس کا نام ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا میں سلب کلی غیب مراد ہے۔ اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے قرآن اپنی رائے سے بیان کرتے ہو کیا یہ حدیث نہیں پڑھی من فسر القرآن برایہ فلیتبوأ

مقعدہ من النار۔ جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

اگر بالفرض اس سے بعض ہی غیب مراد لیے جائیں تو بھی چونکہ اس سے پہلی آیت میں وقت قیامت کا ذکر ہے اس لئے اس سے یہی خاص غیب یعنی وقت قیامت مراد ہوگا اور اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس خاص غیب یعنی وقت قیامت کا جاننے والا ہے علاوہ اپنے برگزیدہ اور پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی اور کو اس کی اطلاع نہیں دیتا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ رسولوں کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے لہٰذا اس صورت میں بھی یہ آیت آپ کے خلاف ہوگی۔ الغرض اگر آیت میں غیب سے کل غیب مراد لیا جائے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کل ثابت ہوگا اور اگر بعض غیب مراد لیا جائے تو چونکہ پہلی آیت میں وقت قیامت کا ذکر تھا اس لئے وہی مراد ہوگا اور اس صورت میں اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقت قیامت کا علم ثابت ہوگا۔ غرض یہ آیت ہر حال میں آپ کے خلاف حجت قاطعہ ہے اور قریب قریب اسی مضمون کی ایک اور آیت یہ ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ یعنی اللہ اس لئے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب پر مطلع کرے لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اس بات کے لئے چن لیتا ہے تو اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ اپنے پسندیدہ اور چنیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے اور حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقرب اور سب سے زیادہ پسندیدہ رسول ہیں تو ضرور آپ کو علم غیب دیا گیا۔ حضور کے علم غیب کے لیے اس سے زیادہ صاف اور روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے لیکن محبت کی آنکھ چاہیے، دشمنوں کو ہر کمال میں بھی عیب نظر آتا ہے۔

میں حضرت شیخ محقق دہلوی کی عبارت مدارج شریف پیش کی تھی آپ فرماتے ہیں کہ اس میں استغراق عرفی ہے — عجیب بات ہے حضرت شیخ تو صاف فرماتے ہیں کہ جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ استغراق حقیقی نہیں بلکہ استغراق عرفی ہے اگر ایسا ہی جواب دینا ہے تو میری پیش کردہ آیتوں اور حدیثوں کے متعلق یہی کہہ دیجئے کہ ان میں استغراق عرفی ہے۔ لیجئے میں حضرت شیخ محقق کی ایک اور عبارت اسی مدارج سے پیش کرتا ہوں اس کے ص ۱۲۵ پر ہے۔

ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا احوال ہمہ او از اول تا آخر معلوم گردد۔ یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے نفخ صور تک جو کچھ ہے سب حضور پر منکشف فرمایا

یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق کے حالات معلوم ہو گئے
دیکھئے حضرت شیخ نے کیسے کھلے لفظوں میں حضور کے لیے جمیع ماکان وما یکون کا علم ثابت کیا ؟
کیا اس کو بھی آپ استغراق عرفی کہیں گے ۔
آپ نے اس مرتبہ شرح شفا شریف سے حضرت ملا علی قاری کی ایک عبارت پیش کی ہے اور
اس سے آپ نے لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہا کہ حضرت ملا علی قاری کے نزدیک وہ لوگ معاذ اللہ کافر
ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔ لہٰذا مولوی صاحب یہ روایت
اور یہ دھوکہ بازی آپ کو شرم نہیں آتی ۔ علامہ علی قاری نے تو اس عبارت میں ان لوگوں کی تکفیر
کی ہے جو حضور کے لیے بلا تعلیم خداوندی یعنی ذاتی طور پر علم غیب مانتے ہیں دیکھئے اس کا پہلا ہی جملہ
یہ ہے : ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ یعنی انبیا غیب کو نہیں
جانتے مگر وہ جو انہیں اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود ملا علی قاری کا یہ عقیدہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہوتا ہے تو کیا اس عقیدہ کو کفر کہہ کے ملا علی قاری
نے خود اپنی تکفیر کی ہے ذرا کچھ سوچ سمجھ کر تو بات کیا کرو ۔ بہرحال ملا علی قاری کی اس عبارت میں علم غیب ذاتی
کا عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر کی گئی ہے اور بیشک ہم بھی اس کو کفر سمجھتے ہیں الغرض آپ نے یہ عبارت
پیش کر کے مسلمانوں کو سریح دھوکہ دیا ۔ لیجئے اسی شرح شفا شریف کی ایک عبارت میں پیش کرتا ہوں
جس سے معلوم ہوگا کہ حضرت ملا علی قاری کا عقیدہ اس بارہ میں کیا ہے ۔ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں
لان روحہ علیہ السلام حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہیں ؛
مولوی صاحب ! دیکھا آپ نے یہ ہے حضور کے متعلق حضرت ملا علی قاری کا عقیدہ ۔ بتلایئے
جب حضور ہر جگہ اور ہر گھر میں ہوں تو آپ کو سب کچھ معلوم ہوگا یا نہیں اور آپ عالم کل ہوں گے
یا نہیں ؟ مولوی صاحب آپ کو شرح شفا میں یہ عبارت نظر نہیں آئی ۔ (اس کے بعد
مولوی حشمت علی صاحب نے مولانا نعمانی کی پیش کردہ نویں اور دسویں آیت کے متعلق وہی ذاتی اور
عطائی کی بحث کی جو آپ پہلے تقریروں میں کئی مرتبہ کر چکے ہیں ہم اس کا اعادہ فضول سمجھتے ہیں)
اور اسی پر مولوی حشمت علی صاحب کی تقریر ختم ہو گئی ۔ ۱۲ مرتبہ غفرلہ

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

آپ نے اپنی پہلی تقریر میں مجھ پر آیت قرآنی میں خیانت کرنے کا الزام لگایا تھا۔ الحمد للہ میں دلائل کی روشنی میں اس کا افترا محض اور بہتان خالص ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ آپ نے اس سلسلے میں میری کسی دلیل کو ہاتھ نہیں لگایا اور آپ نے اسی غلط الزام کو اس تقریر میں پھر دہرا دیا ہے۔ میں حاضرین کرام سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ غور و فکر سے کام لیں انصاف کریں چونکہ مجھے ابھی بہت سی باتیں عرض کرنی ہیں اس لئے اب میں کسی مضمون کو بار بار بیان نہیں کر سکتا۔

آپ نے جو آیت کریمہ سورہ جن کی پیش کی تھی (یعنی لا یظہر علیٰ غیبہ احدا الآیۃ) میں نے علامہ نسفیؒ اور علامہ ابو السعودؒ کی تصریحات سے ثابت کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو بھی بعض غیوب کی اطلاع دیتا ہے اور اس لیے اس آیت سے علم غیب کلی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہ تفسیر بالرائے ہے اور اپنی طرف سے قرآن میں پیوند لگانا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا یہ اعتراض مجھ پر ہے یا ان آئمہ مفسرین پر جنہوں نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا۔ اگر آپ علامہ نسفیؒ اور علامہ ابو السعودؒ کی تفسیروں کو تفسیر بالرائے سمجھتے ہیں اور ان کو "من فسر القرآن برأیہ" الحدیث کا مصداق ٹھہراتے ہیں تو پھر جرأت کر کے صاف صاف کہہ دیجئے تاکہ آپ کے ماننے والوں کو بھی آپ کا مسلک اور عقیدہ معلوم ہو جائے۔

آپ نے اپنی اس تقریر میں اسی مضمون کی ایک اور آیت ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء بھی پیش کی ہے حالانکہ حضرات مفسرینؒ نے اس کی تفسیر میں بھی بعض غیب کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ بغویؒ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں ارقام فرماتے ہیں "ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" فیطلعہ علی بعض علم الغیب" اور قاضی بیضاویؒ اسی موقع پر لکھتے ہیں "لکن اللہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات"

ان تصریحات کے مطابق آیت سے صرف یہ ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ اپنے رسولوں کو بعض مغیبات کی اطلاع دیتا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے بیشک حق تعالیٰ نے اپنے تمام انبیا کو بالخصوص سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں کروڑوں غیب کی چیزیں بذریعہ وحی بتلائی تھیں لیکن یہ غلط ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام غیوب غیر متناہیہ کا علم عطا فرمایا ہو۔ بہرحال آپ کی پیش کردہ یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آپ کے دعوی کی دلیل نہیں بن سکتی — دیکھیے پہلے کی طرح یہ نہ کہہ دیجئے گا کہ یہ

چونکہ تونے کہاں سے نکالا ہے؟ اور یہ تفسیر بالرائے ہے کیونکہ میں نے جو مطلب بیان کیا ہے وہ علامہ بغوی اور قاضی بیضاوی کا بیان کردہ ہے اور ان کی تفاسیر کے معتبر ہونے سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے پھر یہی مطلب دوسرے مفسرین نے بھی بیان کیا ہے۔ میں بقصد اختصار ان دو کا حوالہ دیا ہے۔

آپ نے اپنی اس تقریر میں مدارج النبوۃ کی جو تین عبارات پیش کی ہیں جبکہ اس کے متعلق بھی میرا جواب یہی ہے کہ ان میں استغراق عرفی ہی مراد ہے میں تو عرض کر چکا کہ حضرت شیخ دہلوی کی ان تمام عبارتوں میں استغراق عرفی ہی ہے کیونکہ بعض خاص اشیاء کے متعلق وہ اپنی کتابوں میں تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا چنانچہ وقت قیامت کے متعلق ان کی ایک تصریح میں اپنی پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں اب ایک اور فیصلہ کن عبارت اشعۃ اللمعات ہی سے اور پیش کرتا ہوں حضرت شیخ ابن صیاد کے بارے میں اپنا قول فیصل یہ لکھتے ہیں۔

"بالجملہ حال وے مبہم است و دریں باب بر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی نشدہ و حال وے مبہم داشتند"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن صیاد کے معاملے میں بھی جنہیں وحی نہیں ہوئی اور اس کا حال مبہم رکھا گیا۔ حضرت شیخ کی اس صاف اور واضح تصریح کے ہوتے ہوئے اس کا احتمال بھی نہیں رہتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کلی کے قائل ہوں پس یہ اور اسی جیسی ان کی دوسری عبارات اس بات کا زبردست قرینہ ہیں کہ حضرت شیخ نے جہاں کہیں اس بارے میں عموم استغراق کے لفظ لکھے ہیں وہاں ان کی مراد استغراق عرفی ہے جو ایسے مواقع میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے

میں نے اپنی پہلی تقریر میں علامہ علی قاری کی شرح شفاء سے جو عبارت پیش کی تھی جس میں انہوں نے ایسے لوگوں کی تکفیر علمائے حنفیہ سے نقل کی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات کا علم مانتے ہوں اس کے جواب میں بھی آپ نے بڑی عجیب بات فرمائی ہے کہ وہ تکفیر صرف علم ذاتی ماننے والوں کی ہے حالانکہ اس میں اس کا کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اس علم غیب کلی کے عقیدے میں علامہ علی قاری بھی آپ کے ہمنوا ہیں۔ شرح شفاء سے ایک مجمل عبارت بھی پیش کی ہے میں اس کے متعلق تحقیقی جواب اپنے پچھلے مناظرے میں دے چکا ہوں لیکن اس وقت بحث کو مختصر کرنے کے لیے اس عبارت کو صحیح فرض کر کے میں کہتا ہوں کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ میرے آقا کی عمر میں حضور کی رسائی آتی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ حضور مسلمانوں کی زندگی کا تو

کا علم ثابت ہوتا ہے اور آپ کا دعویٰ اس سے بہت زیادہ عام ہے آپ اس کے قائل ہیں کہ حضورؐ کو تمام انسانوں بلکہ تمام حیوانوں حتیٰ کہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سمندر کی مچھلیوں اور پرندوں انسانی فردوں بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں غرض عالم علوی و سفلی غرض تمام عالمین کے متعلق علم تفصیلی کلی محیط حاصل ہے اور گو مقداری حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم علم باری تعالیٰ کے مساوی نہ ہو تو شرح شفا کی اس عبارت سے آپ کا یہ طویل و عریض دعویٰ کیسے ثابت ہو سکتا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر غور کیا جائے تو روح مقدس کے اسلامی گھرانوں میں موجود ہونے سے تمام مسلمانوں کے تمام حالات کا معلوم ہونا بھی لازم نہیں آتا بلکہ زیادہ سے زیادہ ان واقعات کا علم ثابت ہو سکتا ہے جو گھروں کے اندر پیش آئیں اور یہ محدود دائرہ ہے کہاں وہ غیر متناہی وسعت — الغرض اگر آپ کی پیش کردہ شرح شفا کی عبارت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے آپ کے دعویٰ کا دسواں حصہ بلکہ ہزارواں لاکھواں حصہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا — میرا یہ جواب تو بر بنائے تسلیم ہے ورنہ اصل حقیقت یہی ہے جو میں پچھلے اوراق کے حاشیے میں بتا چکا ہوں کہ درحقیقت یہاں مطبوعہ نسخہ کی غلطی ہے ورنہ اصل عبارت غالباً اس طرح ہوگی کہ روح النبی علیہ السلام حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلام اس کے بعد بحث ہی ختم ہو جاتی ہے۔

یہ تو آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب ہوا اب ذرا ان ہی علامہ علی قاری کی ایک بصیرت افروز فیصلہ کن عبارت اور بھی سن لیجئے جس میں انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ ایسے لوگوں کے کفر پر امت کا اجماع نقل کیا ہے جو حضورؐ کے لیے علم کل کے قائل ہوں اور علم نبوی اور علم الٰہی کو کمیت اور مقدار کے لحاظ سے برابر مانتے ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کا دعویٰ ہے۔

سنئے علامہ ممدوح اپنی مشہور کتاب موضوعات کبیر میں اسی مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں

"ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعاً کما لا یخفی"

یعنی جو شخص علم الٰہی اور علم نبوی کی برابری کا عقیدہ رکھے وہ بالاجماع کافر ہے۔

کہیے مولوی صاحب! کیا یہی علامہ علی قاری عقیدہ علم غیب کے بارے میں آپ کے موافق ہیں؟ — لیجئے آپ فتویٰ کفر کا بھی مطالبہ کر رہے تھے — علامہ علی قاری نے آپ سب لوگوں پر اجماعی کفر کا حکم لگا کر آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا — یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب تھا اب میں پھر اپنے دلائل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پچھلی تقریروں میں میں دس آیتیں اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر چکا ہوں جن سے قطعی اور صریحی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔ ان تمام آیات کی تفسیر میں آئمہ مفسرینؒ سے پیش کر چکا ہوں اور جو کچھ تاویلیں آپ نے لائی کیں ان سب کے جوابات بھی بحمد اللہ دے چکا جن کے اعادہ کی حاجت نہیں اب میں مزید تائید کے لیے چند حدیثیں بھی اس مضمون کی پیش کرتا ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سمعت النبی صلی اللہ علیہ و سلم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ۔ الحدیث

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات شریف سے صرف ایک مہینہ پیشتر فرماتے سنا کہ تم مجھ سے وقت قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے حضرت شیخ عبد الحق دہلویؒ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے اشعۃ اللمعات میں ارقام فرماتے ہیں۔

"یعنی از وقت وقوع قیامت کبریٰ مے پرسید آں خود معلوم من نیست و آں را جز خدائے تعالیٰ نداند" (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۳۸۱)

یعنی حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لوگو! تم مجھ سے قیامت کبریٰ کا وقت پوچھنا چاہتے ہو حالانکہ وہ خود مجھے معلوم نہیں اور اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

ایک اور حدیث سنیے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الساعۃ قال علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو۔

یعنی حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے وقت قیامت کا سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا علم میرے خدا کو ہے الخ —— اس حدیث کو امام احمدؒ کی روایت سے حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۷۴)

اس مضمون کی اور بھی بکثرت احادیث ملتی ہیں لیکن وقت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے میں ان کو اس وقت پیش نہیں کر سکتا۔ صرف ایک حدیث پاک اور پیش کرتا ہوں اور وہ اس مسئلہ میں میری آخری حجت ہے "مسند احمد" وغیرہ کتب حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ شب معراج میں میری ملاقات

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ سے ہوئی اور جب سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو قیامت کا ذکر چھڑ گیا پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے وقت کا علم نہیں، پھر حضرت موسیٰ سے سوال کیا گیا آپ نے یہی فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ کی باری آئی تو آپ نے فرمایا "اما وجبتھا فلا یعلمھا احدٌ الا اللہ" یعنی قیامت کے آنے کے وقت کی خبر تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اس فیصلہ کن جواب کی کسی نے تردید نہیں کی بلکہ اسی پر اجماع اور اتفاق ہو گیا اس سے ثابت ہوا کہ وقت قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہ ہونا خدا کے تمام اولوالعزم اور مقدس رسولوں کا اجماعی مسئلہ ہے اور اس سے اختلاف کرنا گویا اللہ کے ان تمام جلیل القدر اور اولوالعزم رسولوں سے اختلاف کرنا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔

آیات قرآنی، احادیث نبوی اور پھر بعض صحابہؓ و تابعین اور آئمہ مفسرین کے ارشادات تو بحمد اللہ میں بقدر کافی پیش کر چکا اب آخر میں ایک ایسی ہستی کا ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں، جس سے عقیدت کے آپ حضرات بہت زیادہ مدعی ہیں اور وہ ہستی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ سنیے — اور بگوش ہوش سنیے۔ حضرت ممدوح اپنی مبارک تصنیف غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"کل ما فی القرآن وما ادراک فقد اعلمہ اللہ ایاہ وما فیہ وما یدریک فلم یدرہ ولم یطلعہ علیہ کقولہ عز وجل وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا وما بین لہ وقتھا" (غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور صہ ۶۴۲)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ جن چیزوں کے متعلق قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے حضورؐ کو خطاب کرتے ہوئے وما ادراک فرمایا ہے اس کا علم آپ کو دے دیا ہے اور جن چیزوں کے متعلق وما یدریک فرمایا ہے ان کی اطلاع حضورؐ کو نہیں دی ہے۔ جیسے کہ قیامت کے متعلق فرمایا "وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا وقت معلوم نہیں ہوا۔

حضرت شیخ جیلانی قدس سرہٗ کی یہ صاف و صریح عبارت پیش کرنے کے بعد میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے آپ کی تشفی نہیں ہو سکتی تو حضرت غوث الثقلین کے اس ارشاد سے ہدایت حاصل کیجئے۔

اگرچہ اس کے بعد ضرورت باقی نہیں رہتی مگر میں اتمام حجت کو آخری حد تک پہنچانے کے لئے ایک چیز اور پیش کرتا ہوں ـــ پیر مہر علی شاہ صاحب پنجاب کے موجودہ مشائخ میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ جن حضرات نے آپ کو یہاں مناظرہ کے لیے بلایا ہے وہ بھی ان کو اپنا معتقد علیہ جانتے ہیں اور غالباً آپ بھی ان کی جلالت قدر سے اس وقت انکار نہیں کر سکتے وہ اپنی کتاب "شمس الہدایہ" میں مرزا قادیانی کے اس دعوے کو رد کرتے ہوئے کہ قیامت سات ہزار سال پر آوے گی" ارقام فرماتے ہیں:۔

"اور یہ جو لکھا ہے کہ قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آ سکتی میں کہتا ہوں یہ سات ہزار کی تحدید جو آپ نے لگا دی ہے یہ منافی ہے "لا یجلیها لوقتها الا هو" کے اور ان احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی بیان فرمائی۔" (شمس الہدایہ)

آپ اپنی جوابی تقریر میں اب فرمائیے بھی فرما دیں کہ سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور پیر مہر علی شاہ صاحب کی ان تصریحات کے بعد ان کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ بینوا توجروا!!

مولوی حشمت علی صاحب

آپ نے اس مرتبہ بڑے ناز کے ساتھ حضرت شیخ محقق دہلوی کی ایک عبارت پیش کی ہے مگر فی الحقیقت آپ نے حضرت شیخ کا نام لیکر مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے اس عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ابن صیاد کا حال حضور کو معلوم نہیں تھا۔ حضرت شیخ کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ ہم مسلمانوں پر اس کا حال مبہم ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس کے بارے میں وحی نہیں ہوئی لیکن اس سے صرف علم بالوحی کی نفی ہوتی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے علاوہ اور بھی ذرائع علم عطا فرمائے تھے مثلاً مشاہدہ وغیرہ ان کے ذریعے حضور کو ابن صیاد کا حال بھی معلوم تھا۔ ہاں اس کے بارے میں آپ پر وحی نہیں ہوئی تو وحی نہ ہونے سے علم نہ ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے کیا جن لوگوں کو وحی نہیں ہوتی ان کو کسی بات کا علم نہیں ہوتا؟ بہرحال یہ آپ کا حضرت شیخ پر افترا ہے کہ ان کے

نزدیک حضورؐ کو ابن صیاد کا حال معلوم نہ تھا وہ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں جو خود ہی اشعۃ اللمعات میں علمت ما فی السموات والارض والی حدیث کے تحت میں فرما چکے ہیں۔ پس دانستم ہر چہ بود در آسمانہا و زمینہا" تو کیا ابن صیاد زمین و آسمان سے باہر کی چیز ہے — اور پھر زمین و آسمان کا کیا ذکر، حضرت شیخؒ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ "ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخہ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم کرد" یعنی دنیا میں آدمؑ سے قیامت تک جو کچھ ہوگا وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر کھول دیا اور حضورؐ نے اول سے آخر تک سب کو جان لیا۔ بتایئے کیا ابن صیاد زمانہ آدم سے قیامت تک کے درمیان ہی کی ایک مخلوق نہیں ہے؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو حضرت شیخؒ کی ان عبارات سے حضورؐ کیلئے اس کا علم بھی ثابت ہوتا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیخ ممدوح حضورؐ کیلئے اس کے علم کے حصول سے انکار کریں۔ لہذا حضرت شیخؒ کی عبارت کا مطلب وہی ہو سکتا ہے جو میں نے بتلایا یعنی یہ کہ اگرچہ حضورؐ کو وحی سے ابن صیاد کا حال نہیں معلوم ہوا لیکن دوسرے ذرائع سے معلوم ہو گیا تھا۔ اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو پھر حضرت شیخؒ کی عبارات میں تخالف و تناقض ہو جائے گا۔

میں نے شرح شفا کی جو عبارت اپنے استدلال میں پیش کی تھی جس میں حضرت ملا علی قاریؒ نے حضورؐ کے حاضر و ناظر ہونے کی تصریح فرمائی ہے اس کے متعلق یہاں بھی آپ نے وہی لغو اور مضحکہ خیز بات کہی ہے کہ "یہ چھپے ہوئے نسخوں کی غلطی ہے" اور اصل عبارت میں لا لان روحہ ہے حالانکہ میں اور ہی میں آپ کے اس جواب کو مردود کر چکا تھا میں نے وہاں کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں کہ اس طرح تو ہر نفی کو مثبت اور ہر مثبت کو نفی بنایا جا سکتا ہے اور آپ کی یہ بات جب قابل سماعت ہو سکتی ہے کہ آپ کسی نسخے میں لا کا ہونا ثابت کر دیں۔ حالانکہ واقعہ یہ کہ شرح شفا کے کسی نسخے میں بھی اس جگہ لا نہیں ہے اور عبارت کا سیاق بھی یہی بتلاتا ہے کہ اس جگہ لا کا لفظ نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر بفرض وہاں لا ہوتا تو بعد میں بل ہونا ضروری تھا اور عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ "لا لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام بل لان الخ" پس جب آخر میں بل نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ شروع میں لا بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو آپ نے یہ کہا کہ "نسخوں پر اور لے آئیت نہیں ہوا کرتی" تو یہ تو ثابت ہوتا ہے پہلے آپ اتنے کا اقرار کیجئے باقی ہم دوسرے دلائل سے ثابت کر دیں گے

آپ نے اس مرتبہ بڑے زور کے ساتھ موضوعات کبیر کی عبارت پیش کی ہے مولوی صاحب!
ایسی بے خبری سے مناظرہ کرتے ہو! یہ بھی خبر نہیں کہ وہ عبارت خود ملا علی قاری کی ہے یا انہوں نے کسی
اور سے نقل کی ہے وہ عبارت درحقیقت ابن قیم بدمذہب کی ہے اس موقع پر حضرت ملا علی قاری نے
اس کا ایک طویل کلام نقل کیا ہے اور اس کا قول ہم پر حجت نہیں وہ نہایت بدمذہب تھا خذلہ
اللہ تعالیٰ واضلہ علی علم کیا اسی گروہ بدمذہب[1] کے قول سے آپ حجت قائم کرتے ہیں؟ دوسری بات
یہ ہے کہ اس باب ان لوگوں کی تکفیر کی گئی ہے جو اللہ اور رسول کے علم میں مساوات کا عقیدہ رکھیں۔
اور مساوات جب ہو سکتی ہے جب دونوں کے لیے ایک سا علم مانا جائے اور ہم اللہ کے علم کو ذاتی مانتے
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو عطائی کہتے ہیں تو مساوات کہاں رہتی ہے؟

آپ نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اس مرتبہ سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام
بھی لیا ہے آپ ان مقدس اکابرین کے ارشادات کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ حضرت غوث پاک نے
یہ کہاں فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم عطا بھی نہیں ہوا! جو عبارت
آپ نے پڑھ کر سنائی ہے اس میں آپ نے خود ہی یہ لفظ پڑھے ہیں کہ لم یبین لہ وقتہا کہ حضور
کے لیے اس کا وقت ظاہر نہیں ہوا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کو خود بخود نہیں معلوم ہوا۔
لیکن ان کے مولیٰ تعالیٰ نے ان کو بتلا دیا تھا۔

ایسے ہی پیر مہر علی شاہ صاحب کی جو عبارت آپ نے پیش کی ہے اس میں بھی یہ کہیں نہیں کہ حضور
کو اس کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا بلکہ اس میں صرف بعض آیتوں اور حدیثوں کا حوالہ ہے جن کے متعلق
میں پہلے ہی آپکو بتلا چکا ہوں کہ ان میں صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے پھر یہ بھی آپ نے غلط کہا کہ وہ ہم
لوگوں کے مقتدیٰ ہیں[2] حضرت صاحبزادے صاحب قبلہ فرماتے ہیں وہ تو خود ہمارے یہاں کی گدی کے مرید تھے

اس مرتبہ آپ نے جو تین حدیثیں علم قیامت کے متعلق اور پیش کی ہیں ان میں سے بھی کسی ایک
میں یہ مذکور نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا بلکہ
ان کا منشا صرف اتنا ہے کہ اس کا علم بالذات صرف خدا کو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل

---

[1] علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولوی حشمت علی صاحب کے بعینہٖ یہی الفاظ تھے۔ اللہ تیری پناہ!!

[2] واہ کیا عالمانہ بات کہی ہے

علم نہ ہونے پر ان حدیثوں کی کوئی دلالت نہیں۔

مولوی صاحب! آپ نے ملا علی قاری کی طرف جھوٹی نسبت کر کے کہا تھا کہ انہوں نے موضوعات کبیر میں ان لوگوں کو کافر کہا ہے جو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم میں مساوات کے قائل ہوں۔ اس کا جواب تو میں دے چکا کہ یہ آپ کا سفید جھوٹ ہے وہ عبارت ملا علی قاری کی اپنی نہیں ہے بلکہ ابن تیمیہ بد مذہب سے انہوں نے نقل کی ہے۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اکابر علماء امت نے ایسے لوگوں کو عرفاء کاملین میں شمار کیا ہے جو حضور کے لیے تمام معلومات الٰہیہ کا علم مانتے ہیں۔

سنیے حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج شریف ص ۔ میں فرماتے ہیں۔

"از بعضے حسی از اہل فضل شنیدہ شد کہ بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ در واں اثبات کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تمام علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند"

یعنی بعض صاحبان اہل فضل سے سنا گیا ہے کہ بعض عارفین نے ایک کتاب لکھی تھی اور اس میں ثابت کیا گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معلومات الٰہیہ کا علم عطا فرمایا گیا تھا۔ دیکھیے حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولیاء کرام کا یہی مذہب نقل فرمایا اور ان کو عارف بتلایا۔۔۔ مذہب کے فتوے سے معاذ اللہ یہ حضرات عرفاء کافر ہوئے اور چونکہ حضرت شیخ نے ان کو عرفاء لکھا ہے لہٰذا وہ بھی کافر ہوئے اور پھر چونکہ آپ حضرت شیخ کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کا پیشوا مانتے ہیں اس لئے آپ بھی اپنے ہی فتوے سے کافر ہو گئے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مولوی منظور صاحب! دیکھا علم غیب ماننے والوں کو کافر کہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب میں قرآن سے ثابت کر کے دکھاتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر کافر ہیں۔ تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی خدا کے محبوب عالم غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ جاؤ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا "یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بواد کذا وکذا وما یدریہ بالغیب" یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جگہ ہے وہ غیب کیا جانیں؟

اسی پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ
قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
یعنی یہ گستاخ اس گستاخی کی وجہ سے کافر ہو گئے اور اب ان کا عذر مسموع نہ ہوگا۔ اس
سے صاف ظاہر ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکر کافر ہیں۔ فریق ثانی

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) مجھے حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی کہ آپ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے تفسیروں شرحوں کی متعدد
سخت تحریفیں کرتے ہیں آپ نے ابھی تفسیر ابن جریر کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ایک
منافق کا یہ گستاخانہ قول ہے "یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ
بالغیب" اور اس کی اسی گستاخی پر قرآن نے اس کو کافر کہا ہے ایک معمولی عربی جاننے والا بھی
سمجھ سکتا ہے کہ اس منافق کے اس ناپاک قول کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنی
غیب کی باتوں کی بالکل خبر نہیں اور گویا آپ کا قول کا دعویٰ (معاذ اللہ) بالکل جھوٹ ہے" اور ظاہر
ہے کہ ایسا کہنا یا اس قسم کے ناپاک خیال رکھنا یقیناً کفر ہے بے شک جو بدبخت حضور علیہ السلام کے متعلق
یہ سمجھے کہ معاذ اللہ آپ کو امور غیب کی بالکل ہی اطلاع نہیں تھی اور وحی سے آپ کو غیب کی کوئی بات
بھی معلوم نہیں ہوئی وہ یقیناً اور قطعاً کافر ہے۔ لیکن یہاں تو بحث علم غیب کلی میں ہے تو اگر
آپ کے نزدیک علم غیب کلی کا انکار بھی کفر ہے اور آپ کا خیال یہی ہے کہ اس منافق نے وما یدریہ
بالغیب کہہ کر حضور کے صرف علم غیب کلی کی نفی کی تھی جس کے آپ مدعی ہیں اور اسی کے انکار کی
وجہ سے قرآن نے اس پر کفر کا حکم لگایا تو پھر یہ تکفیر صرف ہم ہی تک نہیں پہنچے گی بلکہ اس صورت
میں تو معاذ اللہ تمام وہ اکابر امت صحابہ و تابعین اور ائمہ مفسرین بھی کافر ٹھہریں گے جن کے اقوال
اور جن کی عبارات میں آپ کے سامنے اب تک پیش کر چکا ہوں اور حد یہ ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اس فتویٰ کفر کی زد میں آجائیں گے کیونکہ وہ بھی ہرگز علم غیب کلی کے
قائل نہیں ہیں چنانچہ وقت قیامت کے متعلق میں ان کی تصریح ابھی ابھی ان کی عبارت کے ترجمہ غنیۃ الطالبین
سے پیش کر چکا ہوں اور اس کی جو تاویل آپ نے کی ہے کہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب صرف علم
ذاتی کی نفی کرنا ہے وہ اس قدر مہمل ہے کہ صرف ایسا ہی شخص اس کو پیش کر سکتا ہے جس کو عربی زبان سے

مَس نہ ہو ۔۔۔ اس میں صاف الفاظ میں مذکور ہے "وما فیه وما یدریك فلم یبده ولم یطلعه علیه کقوله عزوجل وما یدریك لعل الساعة تکون قریبا" اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کی اطلاع نہیں دی گیا "لم یبده" اور "لم یطلعه علیه" کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت شیخ صرف علم ذاتی کی نفی کر رہے ہیں انتہائی جہالت نہیں ہے اگر آپ کے پلیٹ فارم پر کوئی معمولی عربی دان بھی موجود ہو تو میں اس سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملہ میں اظہار حق کرے "الیس منکم رجل رشید"!

اسی طرح حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عبارت کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے اس سے بھی بڑھ کر جہالت کا ثبوت دینا ہے اگر ان کی عبارت کا مطلب یہ لیا جائے تو پھر مرزا قادیانی کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا جس کی وہ تردید کر رہے ہیں اور انکا کلام لغو و مہمل قرار پائے گا ۔ کیونکہ مرزا نے یہی لکھا تھا کہ قیامت سات ہزار سال پر آئے گی ۔ اس کے رد میں پیر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سات ہزار کی تحدید منافی ہے "لا یجلیها لوقتها الا هو" کے اور ان احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت قیامت لاعلمی بیان فرمائی ہے ۔ اب اگر خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی ہو تو سوچیے کہ جن آیات و احادیث کا پیر صاحب نے حوالہ دیا ہے اگر ان کے نزدیک ان میں صرف علم ذاتی کی نفی تھی تو وہ مرزا کے دعویٰ کے کس طرح خلاف ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ علم ذاتی کا کب مدعی ہے! بلکہ اس صورت میں تو مرزا کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور پیر صاحب کی بات غلط ہو جائیگی ۔ بہرحال کچھ تو سوچ سمجھ کر بات کیجیے یا آپ کے نزدیک بس بولے جانے کا نام مناظرہ ہے؟ ۔۔ بات طویل ہو گئی میں اصل میں یہ عرض کر رہا تھا کہ "ما یدریه بالغیب" کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ وہ منافق صرف علم غیب کلی کا منکر تھا جس کے آپ لوگ مدعی ہیں تو اسی بنا پر آپ کے نزدیک قرآن نے اسکو کافر کہا ہے یہ تکفیر ان تمام بزرگان دین تک متعدی ہو گی جن کے ارشادات میں پیش کر چکا ہوں حتیٰ کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ اور پیر مہر علی شاہ صاحب کو بھی آپکو کافر کہنا پڑیگا ۔ کہئے کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں ؟ اور پھر اسی پر بس نہیں سب سے بڑی قیمت آپکو یہ دینی ہے کہ اپنے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو بھی کافر ماننا پڑیگا کیونکہ وہ خود علم غیب کلی کے منکر ہیں چنانچہ اپنی مایہ ناز کتاب الدولۃ المکیہ کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں :-

"ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضا الا البعض" اور پھر خود ہی اپنے رسالے خالص الاعتقاد

اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ "پہلا جملہ ثابت ہوتا ہے پہلے اس کو مان لو باقی ہم دوسرے دلائل سے ثابت کر دیں گے" مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ آپ کس قدر بے تکی باتیں کس طرح کرتے ہیں میرے جواب کا منشا یہ تھا کہ از روئے اصول مناظرہ وہ دلیل نہیں پیش کی جا سکتی جو کل دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے لہٰذا یا تو آپ اس دلیل کو واپس لیں یا اپنے دعویٰ کو واپس لیکر اس کے مطابق محدود دعویٰ کریں۔ کل کا دعویٰ کرنا اور اس کے ثبوت میں ایسی ناقص دلیل پیش کرنا جو اس کے دسویں بیسویں حصے کو بھی ثابت نہ کر سکے اسی شخص کا کام ہے جسکو اصول مناظرہ کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔

میں نے ایک جواب اس عبارت کا یہ بھی دیا تھا کہ اصل میں وہ نسخہ کی غلطی ہے اور اصل عبارت یوں ہے "لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور اہل مطبع کی غلطی یا کسی محرف کی تحریف سے بجائے اس کے "ای لان روحہ" الخ چھپ گیا ہے اور میرے پاس اس کے دو زبردست قرینے ہیں ایک یہ کہ اگر اس جگہ لان نہ مانا جائے تو پوری عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب کوئی شخص کسی گھر میں داخل ہو اور اس میں اہل خانہ موجود ہوں تو ان کو سلام کرے اور اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے کیونکہ آپ کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ تعلیل اس صورت میں بالکل لغو ہے اس لئے کہ روح مبارک کے ہر گھر میں حاضر ہونے کا مقتضی تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گھر میں داخل ہو خواہ وہ مسکونہ ہو یا غیر مسکونہ اس میں اہل خانہ موجود ہوں یا نہ ہوں بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جائے۔ روح مبارک کے تمام گھروں میں ہونے کا یہ مقتضی کیسے ہو سکتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی نہ ہو بس ان میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جائے ہاں اگر عبارت اس طرح ہوتی کہ "لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فی البیوت الخالیۃ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک خالی اور غیر آباد گھروں میں ہی رہتی ہے تو بیشک کسی درجے میں یہ تعلیل درست ہو جاتی۔ الغرض اگر اس عبارت کو صحیح مانا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دلیل دعویٰ کے اور علت معلول کے مطابق نہ ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب مسلمانوں کے گھروں میں ہونا بالکل بے بنیاد اور بے اصل خیال ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں اور حضرت ملا علی قاری سے یہ بعید ہے کہ ان کے قلم سے کوئی ایسی بے اصل اور بے بنیاد بات نکلے۔ یہ دو قرینے اس بات پر دلالت کرتے ہیں

کہ یہاں عبارت میں تصحیف اور تحریف ہوئی ہے اور اصل عبارت یوں تھی "ولادت روحہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور گویا علامہ علی قاریؒ یہاں ایک پیدا ہونے والے وہم کا ازالہ فرما رہے تھے متن شفاء میں جو مسئلہ مذکور ہوا تھا کہ اگر کسی خالی گھر میں کوئی جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ حکم اس لیے ہے کہ حضور کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر رہتی ہے تو اس وہم کے دفعیہ کے لئے ملا علیؒ نے یہ تصریح فرمادی کہ یہ حکم اس لئے نہیں ہے — رہا آپ کا یہ فرمانا کہ پھر اس صورت میں "بل" ہونا چاہیئے تھا تو اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ صرف اس وہم کے دفع کرنے سے یہ پہلو خود بخود متعین ہو جاتا ہے کہ ایک تعبدی حکم ہے اور اس لئے "بل" کی ضرورت نہیں رہتی۔ الغرض ان زبردست قرائن کی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ اصل نسخہ میں اس جگہ "لا" تھا — اور اس صورت میں آپ کا استدلال بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے۔

میں نے موضوعات کبیر سے جو عبارت پیش کی تھی اس کے متعلق آپ نے خوف خدا سے بالکل بے پرواہ ہو کر کہا ہے کہ وہ ابن قیم بد مذہب کی عبارت ہے۔ پھر "خذلہ اللہ تعالیٰ واضلہ علی علم" کہہ کر آپ نے مزید ثواب حاصل کیا ہے پھر اس کا انتقام تو ان شاء رب تعالیٰ خود لے گا البتہ یہاں کے حاضرین کو بھی اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ آپ کی بدگوئیوں کا نشانہ ہم گنہگار ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے وہ نیک بندے بھی آپ کی اس گولہ باری کا شکار ہیں جن کے متعلق خدا کی رحمت سے امید ہے کہ اب پانچ چھ سو برس پہلے جنت الفردوس میں پہنچ چکے ہوں گے

گھائل تری نظر کا بہ نوع دگر ہر ایک ‏ ‏ ‏ زخمی کچھ ایک بندۂ درگاہ ہی نہیں

میں اس وقت علامہ ابن قیمؒ کی علمی عظمت اور دینی جلالت کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ وہ اصل موضوع بحث سے خارج ہے اور پھر میرے وقت میں بھی زیادہ گنجائش نہیں تاہم اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اکابر مسلم علماء نے ان کے مستقل مناقب لکھے ہیں خود علامہ علی قاریؒ اور حافظ عماد الدین ابن کثیر صاحب تفسیر نے ان کی بہت زیادہ تعریف لکھی ہے اور ان کی عظمت و جلالت کا اعتراف نہایت بلند الفاظ میں کیا ہے ملا شامی حنفی نے بھی رد المحتار کتاب الجنائز میں ان کا ذکر عزت کے کلمات میں کیا ہے۔

اور ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات کبیر میں جہاں ان کا ایک طویل کلام نقل کیا ہے وہاں ان کا ذکر اسی عنوان پر کیا ہے جس طرح کہ ائمہ دین کا کیا جاتا ہے۔ خیر یہ تو ان کی جلالت قدر اور رفعت شان کے متعلق چند مختصر اشارات میں نے کئے ہیں اب اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میں سنے جو عبارت موضوعات کبیر کی پیش کی تھی آپ نے اس کا ایک جواب تو یہ دیا کہ وہ عبارت خود ملا
علی قاری کی نہیں بلکہ ابن قیم کی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آپ نے بالکل غلط اور محض جھوٹ کہا جو عبارت میں نے پیش کی
ہے اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم کل ماننے والوں کی اجمالی تکفیر موجود ہے وہ خود علامہ
قاری کی ہے جو قلت کے لفظ سے شروع ہے ہاں بیشک اس سے پہلے حافظ ابن قیم کی عبارت ہے جس کو ملا
قاری نے حق بیان کر کے نقل کیا ہے اور اپنی کتاب کا جزء بنایا ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ لفظ قلت سے شروع کر
کے جو عبارت لکھی ہے اس کی غرض حافظ ابن قیم کی تائید ہی ہے جیسا کہ ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جس کو عربی
سے معمولی سی مناسبت ہو الغرض موضوعات کبیر سے جو عبارت میں نے پیش کی ہے کہ من اعتقد
تسویة علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا وہ یقیناً و قطعاً خود علامہ قاری کی ہے۔

دوسری عجیب بات آپ نے اس کے جواب میں یہ کہی ہے کہ اللہ و رسول کے علم میں مساوات جب ہو
سکتی ہے جب دونوں کے لیے ایک سا علم مانا جائے یعنی دونوں کے لیے ذاتی یا دونوں کے لیے عطائی تسلیم
کیا جائے اور ہم چونکہ اللہ کا علم ذاتی مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطائی اس لیے ہمارے عقیدے کی بناء
پر علم میں مساوات لازم نہیں آتی اور اس واسطے موضوعات کبیر کی عبارت ہمارے عقیدہ سے غیر متعلق ہے
اس کا جواب بجائے اس کے کہ میں خود دوں آپ کے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت بریلوی کی زبانی سنا دینا چاہتا ہوں
سنیے اور گوش ہوش سے سنیے وہ اپنی کتاب الدولة المکیة کے حاشیہ صفحہ ۱۱ پر موضوعات کبیر کی اسی عبارت
من اعتقد تسویة علم اللہ الخ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں وان اراد مجرد التسویة فی المقدار کما
ھو ظاھر کلامہ الخ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد فاضل بریلوی کے نزدیک بھی اس
عبارت میں صرف مساوات فی المقدار مراد ہونا ظاہر کلام ہے لہذا آپ نے جو توجیہ کی وہ خلاف ظاہر ہوئی
بہر کیف خود ملا علی قاری کی یہ عبارت صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کو علم الٰہی کے برابر مانتے ہیں جیسا کہ اس وقت آپ کا دعویٰ ہے وہ بالاجماع کافر ہیں۔

آپ نے مدارج النبوة کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ دہلوی علیہ الرحمة نے ایسے لوگوں کو صوفیا میں شمار
کیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کا محض افتراء ہے اور آپ نے حضرت شیخ کی عبارت میں خیانت کی ہے آپ بجائے کرم
مدارج النبوة میرے پاس موجود ہے اس کی اسی جگہ پر حضرت شیخ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ عقیدہ نصوص
شرعیہ کے خلاف ہے اور معلوم نہیں کہ ان بزرگوں کے کلام کا کیا مقصد ہے؟ الغرض حضرت شیخ نے اس عقیدے

کو نصوص شرعیہ کے خلاف بتلایا ہے البتہ چونکہ حضرت شیخ نے ان لوگوں کی عبارات خود نہیں دیکھیں اس لیے
حسن ظن کے طور پر یہ کہا کہ شاید ان کا کچھ اور مقصد ہوگا اسی وجہ سے ان پر کفر وغیرہ کا حکم نہیں کیا اور جب تک
کسی کے متعلق قطعی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ایسا گمراہ عقیدہ رکھتا ہے تو محض سنی سنائی باتوں پر
اس کی تکفیر یا تضلیل نہیں کی جا سکتی ــــ حاصل کلام یہ حضرت شیخ نے علم کلی کے عقیدے کو صاف
لفظوں میں نصوص قطعیہ کے خلاف لکھ کر مسئلہ واضح کر دیا اور جن بزرگوں کے متعلق کچھ یہ بتلایا گیا تھا کہ وہ اس کے
قائل ہیں چونکہ ان کی اصل عبارات حضرت شیخ کے سامنے نہیں تھیں اور ان کی مراد کا علم انکو نہیں تھا اس واسطے
تحسیناً للظن ان کو عارف لکھا اور یہ ظاہر کر دیا کہ معلوم نہیں ان کی کیا مراد ہوگی اور ان کے کلام کا کیا مطلب ہے گا.
ورنہ ظاہر ہے کہ جو شخص نصوص شرعیہ کے خلاف عقائد رکھتا ہو اسکو حضرت شیخ کس طرح عارف کہہ سکتے ہیں
یہ بحث ہو چکی ہے میں آپ کی تمام چیزوں کا جواب دے چکا اور چونکہ مدعی ہونے کی حیثیت سے میری یہ آخری تقریر ہے اس لیے
اب میں کوئی نئی دلیل پیش کرنا نہیں چاہتا ــ البتہ حاضرین سے یہ درخواست ضرور کروں گا کہ وہ غور کریں اور انصاف سے کام لیں

محترم سامعین! کیسا ہی باطل پرست ہو مناظرہ میں اس کی زبان بند نہیں ہوا کرتی حق و باطل کا فیصلہ
دلائل سے ہوتا ہے میں نے جو دعویٰ شروع میں کیا تھا کہ علم کلی محیط تفصیلی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور جو کسی
مخلوق کے لیے علم میں اس کے برابر مانے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے. الحمد للہ میں اس کے ثبوت سے سبکدوش
ہو چکا ہوں میں نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور ارشادات سلف صالحین سے اس کا اتنا روشن ثبوت
پیش کر دیا کہ اس کے بعد ہمارے مخالفین کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہ سکتا. میرے مخاطب مولوی حشمت علی
صاحب نے بھی آیتیں اور حدیثیں پڑھیں لیکن میں نے بحمد اللہ سلف امت ہی کے ارشادات سے ان کے وہ جوابات دیے
جن کے جواب الجواب مولوی حشمت علی صاحب کچھ نہیں دے سکے اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں کیونکہ وہ لاجواب ہیں
اور میرے دلائل کے متعلق مولوی حشمت علی صاحب نے جو کچھ کہا میں بحمد اللہ اس کے حرف حرف کا جواب دے چکا

یہ پہلا مناظرہ ختم ہو گیا. اب دوسرا سلسلہ شروع ہوگا مسئلہ یہی ہوگا. البتہ اس میں مولوی حشمت علی
صاحب کی حیثیت مدعی کی ہوگی. مجھے امید ہے کہ آپ حضرات جس طرح اب تک صبر و سکون سے سنا میں امید کرتا
ہوں کہ آخر تک آپ اسی صبر و سکون سے سنیں گے ــــ اب میں مولوی حشمت علی صاحب سے درخواست کروں گا
کہ وہ حسب قرارداد مدعی بلکہ وکیل مدعی کی حیثیت سے اپنے موکل صاحبزادہ صاحب کے دعویٰ علم غیب کلی کا
ثبوت پیش کریں. وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

نوٹ از مرتب غفرلہ

پہلے دن کا یہ مناظرہ جس میں حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی مدظلہ تھے چار گھنٹے ہوا تین گھنٹے سے کچھ کم ۵ ذی الحجہ کو اور ایک گھنٹے سے کچھ زیادہ ۶ ذی الحجہ کو ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ فریقین کی تقریروں کو بلا کسی کمی بیشی کے پیش کریں تاہم اتنا تصرف ہم نے ضرور کیا کہ فریقین کی تقریروں کے بعض گرے اجزا کو کہیں کہیں حذف کر دیا نیز مولوی حشمت علی صاحب اپنے خاص انداز میں جو دل آزار فقرے حضرت مرشدنا شاہ حسین علی صاحب یا حضرت مولانا محمد منظور صاحب یا مولانا نور الدین صاحب یا ان کے اکابر مرحومین کے متعلق کہہ کر اپنی مخصوص بد طینتی و بد تہذیبی کا مظاہرہ کرتے تھے ان کو ہم نے یہاں بالقصد قلم انداز کر دیا کہ ان کے نقل کرنے میں طول بھی ہوتا اور وہ ناظرین کے لیے صرف تکدر طبع ہی کا باعث ہو سکتے تھے اس کے علاوہ کوئی تصرف ہم نے نہیں کیا اور پورے وثوق کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی فریق کی کوئی دلیل یا کسی مناظر کا جواب ہم نے اپنی دانست میں نقل کرنے سے نہیں چھوڑا ہے اور نہ کسی کی تقریر میں کوئی اضافہ کیا ہے بہرحال ہم نے اپنی طرف سے روداد نویسی کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پوری طرح انصاف کی کوشش کی ہے۔ تاہم اگر کسی جگہ ہمارے قلم سے کوئی لغزش ہوئی ہو اور کوئی بات اصلیت سے کم یا زیادہ نکل گئی ہو تو اس کے لیے ہم اپنے خدا سے معافی کے خواستگار ہیں

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے اپنی آخری تقریر میں علامہ ابن قیم کے متعلق فرمایا تھا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انکی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور ان کی عظمت جلالت کا اعتراف نہایت شاندار الفاظ میں کیا ہے لیکن چونکہ حضرت ملا علی قاری کی وہ عبارت پیش نہیں ہوئی تھی ہم مولف ممدوح ہی سے اصل عبارت حاصل کر کے تکمیل فائدہ کے لیے یہاں درج کرتے ہیں۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب جمع الوسائل فی شرح الشمائل میں علامہ ابن القیم اور ان کے استاذ امام ابن تیمیہؒ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔

ومن طالع شرح منازل السائرین تبین لہ انہما کانا من اکابر اہل السنۃ والجماعۃ ومن اولیاء ہذہ الامۃ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ مصر)

یعنی جو شخص (ابن قیم کی کتاب) شرح منازل السائرین کا مطالعہ کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ دونوں (علامہ ابن قیمؒ اور امام ابن تیمیہؒ) اکابر اہل سنت والجماعت اور امت محمدیہ کے اولیاء اللہ میں سے تھے۔

اسی کے ساتھ علامہ سیوطیؒ کی ایک شہادت بھی ملاحظہ ہو اپنی کتاب بغیۃ الوعاۃ میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

صنف وناظر واجتہد وصار من الائمۃ الکبار فی التفسیر والحدیث والفروع الخ

یعنی علامہ ابن قیمؒ نے بہت سی تصنیفیں کیں اہل باطل سے مناظرے کئے اور مجتہدانہ طور پر شریعت کی خدمت کی اور تفسیر و حدیث اور فقہ میں ائمہ کبار میں سے ہوئے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی آخری تقریر کے بعد مولانا عبد الحنان صاحب صدر جماعت اہل سنت نے مختصر تقریر فرمائی اور حاضرین کو بتایا کہ مناظرہ کی پہلی قسط ختم ہو گئی۔ اب دوسرا مناظرہ شروع ہوتا ہے اور ساتھ ہی مولوی حشمت علی صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں تقریر شروع فرمائیں لیکن پہلے مناظروں میں جو چیزیں پیش کی جا چکی ہیں اب ان کا ذکر کر کے پھر انہی کی تکرار کے لیے راستہ نہ کھولیں اور یہی استدعا آپ نے مولانا محمد منظور صاحب سے بھی کی۔ اور اس کے بعد دوسرا مناظرہ شروع ہو گیا جس کی کاروائی اب درج کی جاتی ہے

تلمیذ

مرتب عفی عنہ

دوسرا مناظرہ

مولوی حشمت علی صاحب | ایک طویل مگر خالص "بریلویانہ" خطبہ کے بعد

نازِ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مرا نمبر آیا

حضرات گرامی! اب تک جو مناظرہ ہوا اس میں مدعی مولوی منظور صاحب تھے اور ان کا دعویٰ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" نہ تھا اور جو حضور اقدس کے "علم غیب" کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔ آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب دونوں باتوں میں سے کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے علم غیب نہ ہونے پر تو انہوں نے دو چار غلط سلط دلیلیں پیش بھی کیں جن کی دھجیاں میں نے اڑا دیں لیکن کفر کی تو وہ کوئی برائے نام دلیل بھی پیش نہیں کر سکے۔ اب سنیے میرا نمبر آیا ہے۔ میں پہلے اپنا دعویٰ پیش کرتا ہوں۔

صاحبو! ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ خالق کونین نے اپنے حبیب مالک کونین کو تمام غیوب پر مطلع فرمایا اور نہ صرف غیوب پر بلکہ عالم شہادت کے بھی تمام علوم عطا فرمائے یہاں تک کہ علم اقدس جمیع ماکان وما یکون کو محیط ہو گیا اور زمین و آسمان دنیا و آخرت کا کوئی ذرہ حضور کے علم شریف سے خارج نہ رہا"۔

یہ ہے ہمارا دعویٰ اور ہم اہل سنت کا عقیدہ۔ اب تک کی تقریروں میں میں نے جو آیتیں اور حدیثیں بطور معارضہ کے پیش کی تھیں، وہ سب بھی ہمارے اس دعوے کی دلیلیں ہیں لیکن اب میں دوسرے دلائل و براہین پیش کرتا ہوں۔ سنیے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما "

"یعنی اے محبوب اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھایا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے"
دیکھیے اس آیت میں "ما" کلمہ عام ہے لہٰذا مطلب یہ ہے کہ حضور کو جو علوم حاصل نہ تھے وہ سب آپ کے

سو تعالیٰ نے آپ کو سکھلا دیجئے اب آپ غیب و شہادت کی کوئی جزئی اور ماکان و ما یکون میں کوئی چیز بھی
نہیں رہ گئی جو تعالیٰ نے نہ بتلا دی ہو تو اس آیت کے نزول سے پہلے حضور کو معلوم تھی یا نہیں معلوم تھی، اگر
معلوم تھی تو حضور کا علم خود ہی ثابت ہو گیا اور جو معلوم نہ تھی تو اس آیت نے بتلا دیا کہ جو کچھ حضور کو معلوم نہ
وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ..... بہرحال تمام اشیاء کا علم ہو گیا سب ہی چیزیں آگئیں اب اگر
شخص کسی ایک چیز کے متعلق بھی یہ کہے کہ اس کا علم حضور کو نہیں عطا فرمایا گیا تو وہ اس آیت کریمہ کے مضمون
کا منکر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ قرآن پاک کے ایک لفظ اور اس کسی ایک حکم کے انکار سے آدمی کافر ہو
جاتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جو لوگ حضور کے لیے علم کل نہیں مانتے وہ کافر ہیں ۔ —— !

لیجئے ! مولوی منظور صاحب ! آپ تو علم غیب کے مسئلہ میں صاحبزادہ صاحب کا کفر ثابت کرنے آئے تھے
اور یہاں خود آپ اور آپ کے مسلک کے مقتدین صاحب اور ان کے پیر و مرشد مولوی حسین علی صاحب بلکہ حضور
کے علم کل کے منکر سارے وہابیوں کا کفر ثابت ہو گیا، خدا توفیق دے تو اب بھی توبہ کر لیجئے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کل پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیے !

لیجئے اس کے بعد ایک حدیث پاک بھی سنیئے مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبه الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد الذئب علی
تل فاقعی واستثفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیه الله عز وجل انتزعته منی
فقال الرجل تالله ان رأیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من هذا رجل فی النخلات
بین الحرتین یخبرکم بما مضی وبما هو کائن بعدکم قال فکان الرجل یهودیا فجاء الی النبی صلی الله
تعالی علیه وسلم فاخبره واسلم فصدقه النبی صلی الله تعالی علیه وسلم

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ایک چرواہے
کی طرف آیا اور اس نے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی، چرواہے نے اس بھیڑیئے کو ڈھونڈھا
یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑا لیا (فرماتے ہیں کہ) پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اس نے کہا کہ
میں نے وہ روزی لینی چاہی تھی جو اللہ نے مجھے دی تھی اور میں نے اس کو پکڑ لیا تھا مگر تو نے مجھ سے
چھین لیا، چرواہے نے کہا بخدا آج کا سا واقعہ تو کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے بھیڑیا بولا
کہ اس سے زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے کہ ایک صاحب جو ان دونوں سنگستانوں کے درمیان کھجوروں

وہ حضور یعنی مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں وہ تم کو ان سب باتوں کی جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں اور ان سب باتوں کی جو تمہارے بعد ہونے والی خبریں دیتے ہیں — راوی فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان بھی ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی تصدیق بھی فرمائی۔"

مسلمان بھائیو! آپ نے یہ حدیث پاک سنی دیکھئے اللہ تعالیٰ نے بھیڑیوں تک سے اپنے محبوب مطلع علی الغیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور علم جمیع ماکان وما یکون کی گواہی دلوائی اور حضور کے اس معجزہ علم غیب کو دیکھ کر کافر اسلام لائے مگر آج بہت سے مسلمان کہلانے والے انسان بھی اس کے منکر ہیں درحقیقت وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا"

لیجئے ایک حدیث پاک اور سنئے۔ صحیح بخاری شریف کتاب بدء الخلق میں سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔

"قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ"

یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اس کو جس نے بھلا دیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری شریف کی ہے اور پہلی حدیث کی مصدق ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کلی حاصل تھا اور ابتدائے آفرینش دنیا سے لے کر حشر نشر بلکہ دخول جنت و نار تک کا تمام ماکان وما یکون آپ نے اپنے صحابہ کے سامنے بیان بھی فرمایا۔ مولوی منظور صاحب! کیا یہ حدیثیں آپ کی نظر سے نہیں گزریں؟ کیا دیوبند کے مدرسہ میں ان حدیثوں کی تعلیم نہیں دی جاتی جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہو؟ کیا ان حدیثوں پر آپ لوگوں کا ایمان نہیں ہے؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

بعد خطبہ مسنونہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ مناظرہ کا پہلا سلسلہ جس کا میں مدعی تھا بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اب خواہ کسی کی زبان اقرار کرے یا نہ کرے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ فریق مقابل کے دلوں کو بھی اس کا اندازہ ہو گا کہ میں نے جو دعویٰ پیش کیا تھا اس کو بعون اللہ کیسے دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کر دیا لیکن یقین کیا جائے کہ اس میں میری قابلیت کو دخل نہیں نہ میں قابلیت کا مدعی ہوں جو کچھ ہوا محض حق تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہوا۔ فللہ الحمد والمنۃ

اب یہ دوسرا سلسلہ شروع ہوا ہے جس میں مدعی مولوی حشمت علی صاحب ہیں۔ خدا کرے یہ بھی بخیر انجام کو پہنچے نیز میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں بھی میری زبان سے حق ہی نکلوائے اور اس کے قبول کرنے کے لیے ہمارے مخالفین کے بھی سینے کھول دے۔ اس کے بعد میں اصل بحث کی طرف متوجہ ہوں

فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک آیت اور دو حدیثیں پیش کی ہیں۔ آیت سے آپ کے استدلال کا مدار اس پر ہے کہ "ما" کلمہ عموم ہے اور اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ سب آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھلا دیا۔

اس کے جواب میں میری پہلی گزارش یہ ہے کہ "ما" کا ہمیشہ عموم و استغراق حقیقی کے لیے ہونا صحیح نہیں۔ خود قرآن مجید میں "ما" بغیر عموم و استغراق کے بکثرت مستعمل ہوا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ——— (اور جانتے رسول تم کو وہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے)

دیکھیے اس آیت میں اگر "ما" کو عموم و استغراق کے لیے مانا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ کرام کے لیے بھی علم کل ماننا پڑے گا۔ ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہے۔

وعلمتم ما لم تعلموا انتم ولا آباؤکم ——— (یعنی تم کو ان باتوں کی تعلیم دی گئی جو تم نہیں جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادے)

اس آیت میں بھی وہی "ما" کا کلمہ ہے اگر اس کو عموم و استغراق کے لیے مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اس آیت میں جن لوگوں کو خطاب ہے ان سب کو بھی علم کل دیا گیا ——— اور واضح رہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں اور آیت کا سیاق سباق بھی یہی چاہتا ہے

کیونکہ اوپر سے خطاب یہودی سے چلا آرہا ہے غرض اگر اس آیت میں "ما" کو عموم و استغراق کے لئے مان لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ عہد نبوت کے یہودیوں کو بھی علم غیب کلی حاصل تھا اور سنیئے قرآن پاک ہی میں ہے "علم الانسان مالم یعلم" — یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ باتیں سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا

اس آیت میں اگر "ما" کو عموم و استغراق کے لئے لیا جائے تو پھر سارے ہی انسانوں کے لیے "علم کلی" ماننا پڑے گا — یہ میں نے صرف تین آیتیں پیش کی ہیں جہاں تعلیم ہی کے ساتھ "ما" کا استعمال ہوا ہے اور ان میں سے کسی ایک جگہ بھی وہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے پس اسی طرح آپ کی پیش کردہ آیت میں بھی وہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہے بلکہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے ایسی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائیں جو آپ پہلے سے نہ جانتے تھے بلکہ جن کو از خود آپ جان بھی نہیں سکتے تھے۔ اور اس سے مراد احکام شرعیہ اور معارف الٰہیہ اور گزشتہ قوموں کے واقعات اور مستقبل کے وہ اہم حوادث ہیں جن کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ دی گئی اور جس کا کافی حصہ خود قرآن پاک میں موجود ہے — میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ کسی ایک ایسے معتبر مفسر کا نام نہیں بتا سکتے جس نے اس آیت میں "ما" کو عموم و استغراق حقیقی کے لیے لے کر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم کلی ثابت کیا ہو۔ علاوہ ازیں اس آیت سے علم کلی ثابت کرنا خود آپ کو مشکلات میں ڈال دے گا کیونکہ آپ حضرات بھی ختم نزول قرآن سے پہلے اس علم کلی کے حصول کے لیے قائل نہیں ہیں اور یہ آیت ختم نزول قرآن سے سات برس پہلے اوائل سنہ ۳ھ میں نازل ہوئی ہے پس اگر فی الحقیقت آپ کے نزدیک اس آیت سے علم کلی غیب ثابت ہو تو آپ کو کم از کم سنہ ۳ ہجری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "علم غیب کلی" ماننا چاہئے حالانکہ آپ لوگ اخیر زمانہ حیات میں اس کے حصول کے قائل ہیں بہرحال اس آیت سے تو کسی طرح بھی آپ کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح جو دو حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان سے بھی کسی طرح آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ پہلی حدیث جو بھیڑیے والی آپ نے پیش کی ہے اس کے وہ الفاظ جن سے آپ کا استدلال ہے یہ ہیں "یخبرکم بما مضی وما ھو کائن" تو اس میں بھی وہی "ما" کا لفظ ہے اور میں ثابت

کر چکا کہ وہ ہمیشہ عموم و استغراق ہی کے لیے نہیں ہوتا اور اس حدیث میں تو یقیناً وہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا مان لیا جائے تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوروں کو بھی علم غیب کلی کی تعلیم دیتے تھے اور اس صورت میں لازم آئے گا کہ صحابہ کرام بھی اس "علم غیب کلی" میں آپ کے شریک ہوں گے حالانکہ یہ عقیدہ خود آپ حضرات کا بھی نہیں ہے لہٰذا حدیث کا صحیح مطلب یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی وحی سے معجزہ کے طور پر گذشتہ باتوں اور آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دیتے ہیں اور بے شک ہمارا ایمان ہے کہ آپ نے بہت سی ماضی و مستقبل کے ہونے کے واقعات کی خبریں اپنے صحابہ کو دیں جو ان کی روایت سے ہم تک بھی پہنچیں الغرض پیش کی جانے والی حدیث کو بھی آپ کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسری حدیث آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جو پیش کی ہے اس میں تو کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جس سے کھینچ تان کر بھی علم غیب کلی ثابت کیا جا سکے اس کا مفاد تو صرف یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے آغاز آفرینش سے روز آخر تک کے احوال بیان فرمائے — اس کا ظاہر اور واضح مطلب یہی ہے کہ روز اول سے روز آخر تک جو قابل ذکر واقعات پیش آنے والے تھے وہ آپ نے بیان فرمائے نہ یہ کہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں، قیامت تک ہونے والی بارشوں کے قطروں، تمام دریاؤں نہروں تالابوں کی مچھلیوں مینڈکیوں اور قیامت تک پیدا ہونے والی مرغیوں، بکریوں بلکہ تمام مچھروں اور زمین کے ساتھ نیز کیڑے مکوڑوں کی تعداد اور ان کی سوانح عمریاں آپ نے بیان کی ہوں اور ہر چیز کے جزئی جزئی واقعات بیان فرمائے ہوں ذرا سوچئے تو کہ آپ کتنا غلط دعویٰ کر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ میاں کے علاوہ ہر مسلم حاضرین میں سے جنہوں نے آپ کی اس بات کو سمجھا ہوگا وہ بھی ضرور اپنے دل میں ہنستے ہوں گے بہرحال صحیح بخاری کی اس حدیث میں آپ کے اس دعوے کیلئے کوئی اشارہ بھی نہیں۔

یہ آپ کی پیش کردہ دلیلوں پر میری سرسری تنقید تھی اب سماعت فرمائیے جو کچھ آیتیں اور چند حدیثیں میں پہلی بحث میں مخالفانہ حیثیت سے پیش کر چکا ہوں وہ سب آپ کے سامنے میں پیش ہو چکی ہیں لیکن میں ان کا اعادہ نہ کرتے ہوئے دوسری آیات اور احادیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سورۂ لقمان کی آخری آیت ہے

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی (اپنے علم سے) نازل فرماتا ہے بارش اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہوتا ہے اور کسی نفس کو پتہ نہیں۔ وہ کل کیا کرے گا اور کسی کو خبر نہیں، وہ کہاں مرے گا۔ بے شک اللہ ہی ہے ان باتوں کا جاننے والا اور خبردار۔"

دیکھئے اس آیت میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے اور ان کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ ان کا علم صرف اللہ ہی کو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی آیت کے مضمون کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"خمس لا یعلمهن الا الله ان الله عنده علم الساعة" الآیه
(رواہ امام احمد عن بریدۃ کذا فی ابن کثیر ص ۴۵۳)

پانچ چیزیں وہ ہیں جن کا علم خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں وہی جو لقمان کی اس آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ میں مذکور ہیں۔

نیز ہم نے کل کی بحث میں صحیح بخاری وغیرہ کے حوالے سے جو حدیث جبرئیل پیش کی تھی اس کے آخر میں بھی آنحضرت ؐ نے انہی پانچ چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو بجز اللہ علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا۔

قرآن پاک کی ایک اور آیت میں بھی اسی مضمون کو بالاجمال اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (انعام ع ۷)

(ترجمہ) اللہ ہی کے علم میں ہیں "مفاتح الغیب" ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

اس آیت کی تفسیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مفاتح الغیب خمس لا یعلمها الا الله لا یعلم ما فی غد الا الله، ولا یعلم ما تغیض الارحام الا الله، ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا الله، ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعة الا الله"

"مفاتح الغیب" یہ پانچ چیزیں ہیں جن کو بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا واقعات رونما ہوں گے اور بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہے اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں کہ بارش کب ہوگی اور کسی شخص کو معلوم نہیں ہے اس کی موت کس سرزمین میں واقع ہوگی اور

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم کلی ثابت ہوتا ہے جس کے جواب میں سنبھلی صاحب نے کہا ہے کہ "ما" عموم
کے لیے نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں سنبھلی صاحب! یہ آپ کی نادانی اور جہالت ہے آپ کسی اصول شاشی
پڑھنے والے طالب علم سے بھی پوچھیں گے تو وہ آپ کو بتا دے گا کہ "ما" عموم کے لئے آتا ہے ۔ اور
شریعت مطہرہ میں وہ "موصولہ کلیہ" کا سور ہے ۔

دیکھئے! قرآن پاک میں پایا جاتا ہے "له ما في السموات وما في الارض" ہمارے نزدیک تو اس
کا مطلب یہی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے لیکن آپ کے نزدیک
جب "ما" کلمہ عموم نہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ آسمان و زمین میں بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں ۔ حالانکہ
جو شخص زمین و آسمان کی ساری چیزوں کو خدا کی مخلوق و مملوک نہ مانے وہ کافر ہے ۔ یہ "ما" کے عموم
کا انکار آپ کا ایک اور مستقل کفر ہے ۔

آپ نے جو تین آیتیں اپنی سند میں پیش کی ہیں وہ بھی آپ کی جہالت ہی کا کرشمہ ہے ۔ درحقیقت
ان تینوں آیتوں میں بھی "ما" عموم ہی کے لیے ہے ۔ ایک آیت آپ نے "علم الانسان ما لم يعلم"
پیش کی ہے اور بیان کیا کہ یہاں اگر "ما" عموم کے لیے ہوگا تو ہر انسان کے لیے علم غیب کلی ثابت ہوگا۔
ارے! آپ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جب عام لفظ مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے
اسی قاعدے سے اس آیت میں الانسان سے عام انسان مراد نہیں ہیں بلکہ نوع انسان کے فرد کامل حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس انسان کامل کو وہ سب
کچھ سکھلا اور بتلا دیا جو یہ نہ جانتے تھے ۔ سنبھلی صاحب! آپ اس آیت کو میرے مقابلہ میں
پیش کر رہے ہیں یہ تو میرے دعوے کی مستقل دلیل ہے۔ دوسری آیت آپ نے پیش کی ہے "يعلمكم ما لم تكونوا تعلمون"
بیشک اس میں بھی "ما" عموم ہی کے لیے ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ حضور اپنے صحابہ کرام کو وہ سب کچھ تعلیم
فرماتے تھے جو وہ نہیں جانتے تھے اور ظاہر ہے ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ حضور تو عالم غیب و شہادت کے عالم بھی
تھے اور معلم بھی اور آپ کی تعلیم سے آپ کے خدام کو بھی ماکان و مایکون کا بقدر علم حاصل تھا تیسری
آیت آپ نے "علمتم ما لم تعلموا انتم ولا آباؤكم" پیش کی ہے اور آپ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت
میں خطاب یہودیوں سے ہے اور اگر "ما" اس میں عموم کے لیے مانا جائے گا تو ان یہودیوں کے لیے
بھی علم کلی ماننا پڑے گا۔ سنبھلی صاحب! یہ آپ کی سب سے بڑی جہالت فاحشہ ہے دیکھئے!

میرے پاس تفسیر ابن جریر ہے اس میں امام ابن جریر طبری اپنی سند سے عبداللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں۔
"انه سمع مجاهدا يقول في قوله تعالى وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباؤكم قال هذه للمسلمين"
یعنی حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے ــــ مسلمان صاحبو آپ نے دیکھا؟ جس نے صحابہ کرام کو یہودی بنادیا ان کو ایک اور مستقل کفر ہو۔ بریلوی صاحب دیکھئے یہ تو اللہ کا عذاب ہے آپ پر جب تک حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان نہیں لائیں گے یونہی آپ پر کفر چھایا رہے گا اب بھی توبہ کرکے مسلمان ہو جائیے! خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا میں عرض کر رہا تھا کہ آپ کی پیش کی ہوئی آیت "علمتم مالم تعلموا انتم ولا اباؤکم" بھی صحابہ کرام ہی کی شان میں ہے اور اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی بدولت وہ سب علوم حاصل ہوگئے جو پہلے سے ان کو حاصل نہ تھے اور میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جو حدیث پیش کی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ایک ہی مجلس میں صحابہ کرام کے سامنے ابتداء دنیا سے روز آخرت تک کے سارے احوال بیان فرمائے اور حضرت فاروق اعظم خود ہی فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بعض نے اس سب کو یاد رکھا اور بعض بھول گئے اور قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث میں پہلی بحث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پیش کرچکا ہوں اور مشکوۃ شریف سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی چھپنے والی جو حدیث میں نے ابھی پیش کی ہے اس میں بھی صاف مذکور ہے کہ "يخبركم بما مضى وما هو كائن بعدكم" ــــ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم کو وہ سب بتاتے تھے جو پہلے ہو چکیں یا آئندہ ہوں گی۔

جب ان تمام احادیث کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو تمام "ماکان وما یکون" اور حسب روایت حضرت فاروق اعظم ابتداء دنیا سے انتہائے دنیا تک کے تمام احوال و واقعات جزئی جزئی مفصل کرکے بتلا دیئے تفصیل فرما دیئے تو کس بنا پر باتوں سے اس کا انکار کرنا الحاد اور بے دینی ہے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا حضور نے دنیا کی چیونٹیوں مینڈکیوں مرغیوں بکریوں اور کیڑے مکوڑوں کے بھی حالات بیان کئے تھے؟ میں کہتا ہوں جی ہاں بیان کئے تھے اور یہ بیان کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا ــــ آپ نے کہا تھا کہ حضرت فاروق اعظم کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قابل ذکر باتیں بیان

فرمائیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ قابل ذکر کا پیوند آپ کہاں سے لگاتے ہیں دیکھئے یہ میرے ہاتھ میں امام علامہ بدرالدین عینی حنفی کی صحیح بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری ہے اس میں حضرت فاروق اعظم کی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتہائھا"

اور لیجئے علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شریف شرح بخاری شریف میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

"ودل ذالک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدأت الی ان تفنی الی ان تبعث"

ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس امر پر دلالت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے تمام احوال ابتداء سے انتہا اور آغاز آفرینش سے حشر نشر تک کے بیان فرمائے۔

دیکھئے! ان دونوں مسلم اماموں نے حضور کے علم کلی بلکہ تعلیم کل اور اخبار کل کی کیسی صاف تصریح فرمائی ان ائمہ کرام کی ان جلیل القدر اور ایمان افروز تصریحات کے مقابلہ میں آپ کا "قابل ذکر" والا پیوند قطعاً باطل اور مردود ہے۔ اور لیجئے اسی مضمون کی میں ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں۔ یہ دیکھئے یہ صحیح مسلم شریف کی دوسری جلد ہے اس میں حضرت ابو زید یعنی عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔

"صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا"

(یعنی) ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے اتر کر نماز پڑھی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا آپ نے پھر اتر کر عصر پڑھی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور پھر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس اس خطبہ میں حضرت نے ہم کو اس سب کی خبر دے دی جو پہلے ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔ حضرت عمرو بن اخطب فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زائد علم والا وہ ہے جس نے اس روز

کے حضرت کے بیان کو زیادہ یاد رکھا۔

دیکھئے! اس حدیث سے کیا معلوم ہوا، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ کو تمام ماکان اور مایکون کی تعلیم دی۔ نیز ان حدیثوں سے "وعلمکم مالم تکونوا تعلمون" اور "علمتم مالم تعلموا انتم ولا آباؤکم" کی تفسیر بھی معلوم ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں آیتوں میں تمام علوم کا استغراق ہی کے لیے ہے اور یہ کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم کل ہی نہیں تھے بلکہ معلم کل بھی تھے اور آپ کی تعلیم سے آپ کے غلاموں کو بھی تمام ماکان ومایکون کا علم حاصل تھا۔ اب ایک آیت بھی اس کی تائید میں اور سنیئے! سورہ تکویر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد ہے "وما ھو علی الغیب بضنین" (آپ غیب پر بخیل نہیں) یعنی اللہ تعالیٰ نے جو علم غیب آپ کو عطا فرمایا ہے اسے دوسروں کو بتلانے میں آپ بخل نہیں فرماتے بلکہ پوری فراخدلی کے ساتھ دوسروں کو بھی وہ سب بتا دیتے ہیں اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا، کہ حضور اقدس صرف عالم الغیب ہی نہیں ہیں بلکہ معلم الغیب بھی ہیں۔

یہاں تک تو میں نے اپنی دلیلیں پیش کیں اور میری دلیلوں کے جواب میں حنبلی صاحب نے جو کچھ کہا تھا اس کا رد کیا اب میں یہاں ان کی پیش کی ہوئی آیتوں کا جواب دیتا ہوں۔

انہوں نے دو آیتیں اس بارے میں پیش کی ہیں اور دونوں کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قیامت، بارش، مافی الارحام، مافی الغد، مقام موت۔ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان پانچوں چیزوں کا علم ذاتی ہے یا عطائی۔ ظاہر ہے کہ اللہ پاک کا تمام علم ذاتی ہی ہے اور عطائی اس کی جناب میں محال ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے پانچوں چیزوں کا علم ذاتی ثابت کیا گیا ہے تو غیر اللہ سے نفی بھی وہی علم ہو گا اور اگر جانب نفی میں علم عطائی مراد لیا جائے گا تو جانب ثبوت میں بھی وہی علم مراد لینا پڑے گا۔ اور حق تعالیٰ کے واسطے بھی علم عطائی ماننا پڑے گا اور یہ کفر ہو گا۔ پس یقینی طور پر متعین ہو گیا کہ ان دونوں آیتوں میں غیر اللہ سے ان پانچوں چیزوں کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ذاتی کے مدعی نہیں، بلکہ اس کا عقیدہ رکھنے والے کو مشرک سمجھتے ہیں لہٰذا یہ دونوں آیتیں ہمارے خلاف نہیں ہو سکتیں۔

دوسری دلیل اس بات کی کہ ان آیتوں میں علم ذاتی ہی کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے نہ کہ علم عطائی کی یہ ہے کہ حدیثوں سے حضور کے لیے یہ علوم ثابت ہیں، مثلاً علامات قیامت کی حدیثوں میں آتا ہے کہ حضور نے قیامت سے پہلے ہونے والی ایک عالمگیر بارش کی خبر دی ہے اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ام الفضل کی حدیث موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب بطن سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی میں تھے تو آپ نے ان کی ولادت کی خبر دی، اسی طرح غزوۂ بدر میں آپ نے سرداران قریش کی قتل گاہیں متعین کر کے بتلا دی تھیں اور غزوہ خیبر میں آپ نے ایک دن فرمایا تھا کہ میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کا محب محبوب ہوگا ۔ اب دیکھیے یہ علوم بھی ان میں کا ذکر آپ کی پیش کی ہوئی آیتوں میں ہے اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس علیہ السلام کو یہ سب علوم حاصل تھے تو ماننا پڑے گا کہ ان آیتوں میں علم ذاتی ہی کی نفی ہے تاکہ آیتوں اور حدیثوں میں تعارض نہ رہے اسی طرح ان علوم خمس کے متعلق آپ نے جو حدیثیں یا صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے ہیں ان میں بھی علم ذاتی ہی کی نفی مقصود ہے آپ ایک حدیث یا کسی صحابی کا ایک ارشاد بھی ایسا نہیں پیش کر سکتے جس سے معلوم ہو کہ حضور کو یہ پانچوں علوم عطاء خداوندی بھی حاصل نہ تھے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) محترم حاضرین کرام! ابھی میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی اس تقریر میں حسب عادت سخت کلامی کر کے مجھے جو مشتعل کرنا چاہا ہے اس سب کا جواب میری طرف سے صرف یہ ہے کہ

تو بہ دشنام و من بدعا مشغولم

اس کے بعد اصل تقریر کا جواب ترتیب وار سنیئے!

میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ کلمہ "ما" عموم و استغراق کے لیے آتا ہی نہیں بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ ہمیشہ عموم و استغراق کے لیے نہیں آتا۔ اگر آپ ان دونوں باتوں کا فرق سمجھنے سے قاصر ہوں تو اپنے کسی سمجھدار رفیق سے سمجھ لیجئے! میں نے اپنے اس ادعا کے ثبوت میں تین آیتیں پیش کی تھیں ایک "علم الانسان مالم یعلم" اور عرض کیا تھا کہ اگر اس آیت میں "ما" کو عموم کے لیے مان لیا گیا تو تمام انسانوں کے لیے علم کلی ماننا پڑے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے

بڑی جرأت سے فرمایا ہے کہ

"عام لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے اس کا فرد کامل ہی مراد ہوتا ہے اور اسی قاعدہ کے مطابق اس آیت میں لفظ انسان سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں"

میں حیران ہوں کہ آپ اس قدر جہل اور بے تکی باتیں اتنی بے باکی کے ساتھ کیسے منہ سے نکال لیتے ہیں۔ بندہ خدا اس پر بھی غور کیا ہوتا کہ اس آیت کے بعد متصلاً ہی دوسری آیت یہ ہے:۔

کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰیٓ ——— (یعنی بیشک انسان سرکشی کرتا ہے)

دیکھیے یہاں وہی کلمہ "انسان" ہے کیا معاذ اللہ آپ اپنی اسی منطق کی رو سے اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مراد لیں گے؟ ——— اگر آپ کی طرح مجھے بھی زبردستی کا فرِ بنانے کا شوق ہوتا تو میں بھی کہتا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ "سرکش" کہہ دیا یہ آپ کا ایک اور مستقل کفر ہوا ——— علاوہ ازیں یہ بھی تو سوچیے کہ یہ آیت نزول کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب پہلی آیتوں میں سے ہے یعنی جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطا فرمائی گئی ہے اسی وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اگر اس آیت میں لفظ "انسان" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں اور کلمہ "ما" عموم و استغراق حقیقی کے لیے ہو تو اس سے اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب کلی ثابت ہوگا، حالانکہ آپ خود اس کے تیئیس برس بعد ختم نزول قرآن کے وقت آنحضرت کے لیے اس علم کلی کے حصول کے قائل ہیں۔ بہرحال اس آیت میں لفظ "انسان" سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اور کلمہ "ما" کو عموم و استغراق کے لیے لینا عقلی اور واقعی طور پر تو غلط ہے ہی خود آپ کے عقیدہ اور اصول کے بھی خلاف ہے۔

ایک آیت میں نے "علمتم ما لم تعلموا انتم ولا اباؤکم" پیش کی تھی اور عرض کیا تھا کہ اگر اس آیت میں بھی "ما" کو عموم و استغراق کے لیے لیا جائے تو لازم آئے گا کہ جو لوگ اس کے مخاطب ہیں ان کو بھی "علم کلی" عطا ہوا ہو۔ اس کے ساتھ میں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے تفسیر ابن جریر سے حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کی شان میں ہے۔ بے شک مجھے بھی معلوم ہے کہ حضرت مجاہد کی رائے یہی ہے لیکن ان کے علاوہ اکثر مفسرین اسی طرف ہیں کہ اس کے مخاطب یہودی ہیں۔

آپ ذرا اسی آیت کے ذیل میں عام تفاسیر کو اٹھا کر دیکھئے تو تقریباً سب ہی میں یہ تصریح ملے گی کہ اکثر اہلِ تفسیر کے نزدیک اس کے مخاطب یہودی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ خود نظمِ قرآن سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اوپر کی آیت میں یہودیوں سے خطاب ہو رہا ہے۔ بہر حال صرف حضرت مجاہد یا کسی اور مفسر کا یہ مانتے رہنا کہ اس آیت کے مخاطب مسلمان ہیں، میرے اس دعوے کے خلاف نہیں کہ "اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں یہودی مخاطب ہیں۔"

ہاں آپ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ "تم نے اس کا مخاطب یہودیوں کو قرار دے کر گویا صحابہ کرام کو معاذ اللہ یہودی بنا دیا اور یہ ایک اور مستقل کفر ہوا" آپ کی اس نرالی "منطق" کی داد تو آپ کے بھائی برادری ہی دے سکتے ہیں میں تو صرف یہ سوال کروں گا کہ یہ کفر صرف میرا ہے یا ان اکثر مفسرین کا بھی جنہوں نے تصریح کی ہے کہ اس کے مخاطب یہودی ہیں ——— دیکھئے تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن، ان تینوں تفسیروں (اور ان کے علاوہ دوسری تفاسیر) میں بھی صاف مذکور ہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت "وعلمتم ما لم تعلموا انتم ولا اباؤکم" کے مخاطب یہود ہیں۔"

اب فرمائیے کیا آپ کے ساتھ یہ تمام مفسرین بھی کافر ہو گئے؟ ——— اگرچہ ایسے آپ ہی کے اصول پر کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اس لغو منطق سے "اکثر مفسرین" کو کافر کہہ دیا، اور یہ آپ کا ایک اور مستقل کفر ہوا لیکن یہ منطق جس کا نتیجہ ہمیشہ کفر ہی ہو آپ کو اور صرف آپ کو مبارک!

میں نے تیسری آیت "یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ" پیش کی تھی اور عرض کیا تھا کہ اس آیت میں اگر "ما" کو عموم کے لیے مانا گیا تو تمام صحابہ کرام کے لیے بھی "علمِ غیب کلی" ماننا پڑے گا۔ آپ نے اس لزوم کو تسلیم کیا ہے اور آپ نے اس نئے عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ "صحابہ کرام کو بھی یہ علم کلی حاصل تھا" ——— میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کی اس بات کو مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ صحابہ کرام کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو، حالانکہ یہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور آپ "اعلم الخلق" ہیں اور علماءِ امت نے اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے شخص کی تکفیر کی ہے۔ لیجئے یہ آپ کا ایک اور "کفر" ہوا۔

پھر آپ نے صحابہ کرام کے اس "علم کلی" کے ثبوت میں جو حدیثیں پیش کی ہیں وہ کسی طرح بھی

اس کی مثبت نہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث آپ نے پہلی بحث میں پیش کی تھی اور
جس کا اس تقریر میں آپ نے پھر حوالہ دیا ہے اس کا صحیح مطلب میں حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ
علیہ کے حوالہ سے پہلے پیش کر چکا ہوں جس کے اعادہ کی اب ضرورت نہیں سمجھتا۔ حضرت سیدنا
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب بھی میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ جو
مطلب اس کا آپ لے رہے ہیں وہ بداہت کے خلاف ہے اس کا منشا درحقیقت صرف
یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحبت میں سلسلۂ دنیا کے اہم اور قابل ذکر
واقعات بیان فرمائے نہ یہ کہ ساری دنیا میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا حتی کہ ہر ہر چیونٹی
کی پیدائش اور موت اور اسکا چلنا پھرنا، ہر ہر شخص کے تمام حالات اس کا چلنا پھرنا اٹھنا
ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھنا، کھانا، پینا، پیشاب اور پاخانہ پھرنا وغیرہ وغیرہ بھی حضور نے
بیان فرمایا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لغو، بے تکا اور مضحکہ خیز
دعوی دنیا کا کوئی عقل والا انسان ہرگز نہیں کر سکتا، پھر یہ تو ایسی بدیہی بات ہے جس کے لئے
کسی دلیل و برہان کی بھی ضرورت نہیں اور اگر آپ کو دلیل ہی کی ضرورت ہو تو سنئے سنن ابن ماجہ
اور مسند احمد میں خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ نے فرمایا "خرج منا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین ابواب الربا" (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
ہم میں سے تشریف لے گئے اور آپ نے "ربا" کے ابواب کی تفصیل نہیں بیان فرمائی) لیجئے یہ
خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے کہ حضور نے تا وفات شریف "ابواب ربا"
کی تفصیل بیان نہیں فرمایا اس کی روشنی میں اس حدیث کا مطلب یہی ہوگا کہ حضور نے سلسلۂ عالم
کی اہم اور قابل ذکر چیزیں یعنی امت کی فلاح و نجات کے لیے جن کی ضرورت تھی بیان فرمائیں
ورنہ اگر حضور نے ہر ہر چیز کا پورا پورا حال پوری تفصیل کے ساتھ فرمایا ہوتا تو "ابواب ربا" کے
متعلق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ نہ فرماتے کہ حضور نے ان کو تفصیل بیان نہیں
فرمایا ——— لیجئے یہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب خود انہی کی ایک حدیث
کی روشنی میں بیان کر دیا اور اب اس کے سوا دوسرا مطلب ہو ہی نہیں سکتا۔

اس مرتبہ آپ نے اسی کے ہم مضمون حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی

حدیث صحیح مسلم شریف سے پیش کی ہے اس کا مفاد بھی صرف یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس دن بھر کے خطبہ میں تمام اہم اور قابل ذکر باتیں جن سے امت کی فلاح وابستہ تھی اور راست کرنے کے معلوم ہونے کی خاص ضرورت تھی وہ سب بیان فرما دیں۔ بہرحال آپ کی پیش کردہ کسی حدیث کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کی چھوٹی موٹی، ڈھکی چھپی، جلوت کی اور خلوت کی، انسانوں کی اور حیوانوں کی تمام باتیں مکھیوں کی اور مچھروں کی، مرغیوں کی اور بکریوں کی، کیڑوں کی اور مکوڑوں کی پوری پوری سرگزشت اس خطبہ میں بیان فرمائی ہو۔

آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں عینی اور فتح الباری کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا مفاد بھی ہرگز یہ نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں، شاید اس کے لفظ "جمیع" سے آپ کو دھوکا ہو رہا ہو سو وہ "جمیع" وہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ آیت کریمہ "لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین" میں لفظ "اجمعین"۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر آپ نے میری اس بات کو غور سے سنا ہوگا تو میرے اس اشارہ کو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

یہاں تک تو میں نے آپ کے دلائل پر بحث کی تھی اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں نے پہلی تقریر میں تو آیتیں پیش کی تھیں جن میں "علوم خمس" کا حق تعالیٰ کے لئے مخصوص ہونا اور دوسروں کو ان کا حاصل نہ ہونا بیان فرمایا گیا ہے، اور ان کی تشریح بھی میں نے خود احادیث ہی سے پیش کی تھی، ان آیتوں کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ ان میں غیر اللہ سے "امور خمس" کے صرف علم ذاتی ہی کی نفی کی گئی ہے اور دلیل میں آپ نے "زوال منطق" پیش کی ہے۔ کہ چونکہ حق تعالیٰ کو ان امور کا علم "ذاتی" ہے، لہٰذا جانب "منفی" میں بھی وہ علم ذاتی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں آپ کی اس "زوال منطق" کی رو سے ایک شخص غیر اللہ کو "خالق" بھی مان سکتا ہے، اور جب کوئی موحد مسلمان اس کے سامنے وہ آیتیں پیش کرے جن میں خالقیت کا حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اور کسی اور کا خالق نہ ہونا بیان کیا گیا ہے تو وہ بالکل آپ کی طرح کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو "خالق بالذات" ہے اور اس لیے غیر اللہ سے جو خالقیت کی نفی کی گئی ہے تو اس کا مقصد صرف "ذاتی خالقیت" ہی کی نفی ہے اور میں فلاں شخص یا فلاں بت" یا فلاں دیوی کو خالق بعطاء اللہ

ماننا ہوں ـــــ کہیے کیا آپ اس شرک کی اس مشرکانہ منطق سے بھی اتفاق کریں گے؟

ہاں! ایک بات آپ نے یہ بھی کہی ہے کہ احادیث سے ان "امورِ خمس" کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوتا ہے اور اس کے لیے آپ نے چند حدیثوں کا حوالہ بھی دیا ہے، جن کا جواب آپ کو پچھلے مناظروں میں بھی دیا جا چکا ہے۔ اب میں آپ کو پھر دہرا کر یاد دلاتا ہوں سنیئے!

جن احادیث کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے ان سے، نیز اس قسم کی جو اور بعض اوقات احادیث میں ملتے ہیں ان سے "امورِ خمس" کی بعض منتشر جزئیات کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوتا ہے اور ہمارا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ ان امور کی کسی ایک جزئی کی اطلاع بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھی بلکہ ہمارا دعویٰ ان کے علمِ کلی کے متعلق ہے اور اس بارہ میں جو آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا منشا ہمارے نزدیک یہی ہے کہ ان امورِ خمس کا علمِ کلی یا بالفاظِ دیگر ان کے اصول و کلیات کا علم حق تعالیٰ عزّ اسمہٗ کے سوا کسی کو نہیں، نہ یہ کہ ان کی کسی جزئی کا علم بھی کسی کو عطا نہیں فرمایا گیا۔ پس آپ کی پیش کردہ احادیث ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ ان سے بعض "امورِ خمسہ" کی صرف بعض جزئیات کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوتی ہے اور اس سے ہم کو انکار نہیں۔ اب صرف یہ مسئلہ اور اس کا ثبوت البتہ باقی رہ جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں جہاں "امورِ خمس" کے علم کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے وہاں اس سے ان کے "علمِ کلی" کی نفی مقصود ہے، تو لیجئے اس کی دلیل سنیئے!۔ یہاں کلام میں تین احتمالات ہیں:

(۱) ان آیات و احادیث میں صرف "علمِ کلی" کی نفی مقصود ہو جیسا کہ آپ کا خیال ہے

(۲) مقصود یہ ہو کہ "امورِ خمس" کی کسی جزئی کا علم بھی خدا کے سوا کسی کو نہیں۔

(۳) یہ مطلب ہو کہ ان امور کا علمِ کلی اور دوسرے الفاظ میں ان کے "اصول و کلیات" کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں" ـــــ جیسا کہ میرا دعویٰ ہے۔

دوسرا احتمال تو آپ کے نزدیک بھی غلط ہے اور ہمارے نزدیک بھی۔ اور جن احادیث کا حوالہ آپ نے دیا ہے (جن سے بعض "امورِ خمس" کے بعض جزئیات کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یقینی ثابت ہوتا ہے) وہ احادیث اس احتمال کے باطل ہونے پر واضح طور پر دلیل ہیں

اب صرف اول اور آخر احتمال رہ گیا۔

پہلا احتمال جس کے آپ مدعی ہیں یہ ہے کہ ان آیات و احادیث کا مقصد صرف یہ ہو کہ امور خمس کا علم ذاتی "اللہ تعالیٰ" کے ساتھ خاص ہے اور کسی اور کو حاصل نہیں تو

اب سنئے کہ اس احتمال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صریح حدیث نے باطل کر دیا مسند امام احمد میں حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے قبیلہ بنی عامر کے ایک شخص (حضورؐ کے صحابیؓ) نے بیان کیا۔

انه قال یا رسول اللہ هل بقی من العلم شیٔ لا تعلمه قال قد علمنی اللہ خیرا وان من العلم ما لا یعلمه الا اللہ الخمس ان اللہ عنده علم الساعة وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر

کہ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ کیا علم میں سے کوئی چیز ایسی بھی ہے جس کو آپ نہ جانتے ہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ نے بہت سے علوم خیر عطا فرمائے اور یقیناً بعض علوم وہ بھی ہیں جنہیں اللہ پاک کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا (مثلاً) وہ پانچ چیزیں جو سورۃ لقمان کی اس آخری آیت ان اللہ عنده علم الساعة الآیة میں مذکور ہیں (تفسیر ابن کثیر)

دیکھئے اس حدیث میں امور خمس کے "علم عطائی" کی بھی صریح نفی موجود ہے اور حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے اس موقع پر سورہ لقمان کی یہ آیت تلاوت فرمانے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت علم عطائی کی نفی کو بھی حاوی ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استشہاد معاذ اللہ غلط اور بے موقع ہو گا۔

بہر حال اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو امور خمس کا علم بہ تعلیم الٰہی بھی حاصل نہ تھا اور ساتھ ہی ضمناً یہ بھی ثابت ہو گیا کہ میری پیش کردہ سورۃ لقمان کی آیت عنده اللہ ان امور خمس کے علم عطائی کی نفی کو بھی حاوی ہے اور جب اس آیت کے متعلق یہ ثابت ہو گیا تو دوسری آیت وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو کے متعلق بھی بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا کیوں کہ ان دونوں آیتوں کا ہم مضمون اور ہم مقصد ہونا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک

سے ثابت ہے جن میں سے بعض میں پہلی تقریر میں پیش بھی کر چکا ہوں۔

بہرحال مسند احمد کی اس صحیح حدیث نے آپ کے "علم ذاتی" والے احتمال کو واضح طور پر باطل کر دیا۔ اب صرف آخری احتمال باقی رہ گیا اور وہی متعین ہو گیا یعنی یہ کہ ان کا بائیں حدیث کا مقصد امور خمس کے علم کلی کی غیر اللہ سے نفی کرنا ہے اور یہ نفی علم عطائی کو بھی شامل ہے۔

اور یہی میرا دعویٰ ہے۔

اس کے بعد میں ابھی "علوم خمس" کے مخصوص بحق تعالیٰ ہونے کے متعلق آپ سے اور آپ کے واجب التسلیم امام عالی مقام سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ میرے پاس یہ تفسیر مدارک التنزیل ہے جس کے مصنف بھی ایک جلیل القدر حنفی امام ہیں۔ اس میں سورۃ لقمان کی اسی آیت "ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ" کے ذیل میں وہ نقل فرماتے ہیں۔

"ورأى المنصور في منامه صورة ملك الموت وسأله عن مدة عمره فأشار بأصابعه الخمس فعبرها المعبرون بخمس سنوات وبخمسة أشهر وبخمسة أيام فقال أبو حنيفة رضي الله عنه هو إشارة إلى هذه الآية فإن هذه العلوم الخمس لا يعلمها إلا الله" (تفسیر مدارک ج ۳)

یعنی خلیفہ منصور عباسی نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا اور اپنی مدت عمر کے متعلق ان سے سوال کیا۔ انہوں نے جواب میں صرف اپنی پانچ انگلیوں سے اشارہ کر دیا۔ تعبیر دینے والوں نے اس کی مختلف تعبیریں دیں۔ کسی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری عمر صرف پانچ برس کی اور ہے۔ کسی نے کہا پانچ مہینے۔ کسی نے کہا پانچ دن۔ پھر جب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ معاملہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ لقمان کی آخری آیت "ان اللہ عندہ علم الساعۃ" کی طرف اشارہ ہے اور ان کا مطلب اس اشارہ سے یہ ہے کہ "یہ بات ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔"

اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آیت لقمان کی روشنی میں سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

محترم حاضرین کرام! اپنے عقیدہ کی تائید میں قرآن عظیم، احادیث نبی کریم ترمیں کل سے برابر پیش کر رہا ہوں لیکن آپ حضرات اس طرف بھی توجہ فرمایئے کہ کل میں نے فقر و تصوف کی حقیقت معرفت کے امام عالی مقام سیدنا حضرت شیخ جیلانی کا ایک ارشاد پیش کیا تھا اور آج فقہ و شریعت کے سب سے بڑے امام سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ کا یہ ارشاد پیش کیا ہے پس بحمد اللہ کتاب و سنت کے علاوہ ۔ اکابر و ائمہ کی تائید بھی ہمارے ہی ساتھ ہے اور ان کے اتباع کا فخر بھی ہم ہی کو حاصل ہے ۔ ہمارے فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب اپنے نام کے ساتھ " قادری " اور " حنفی " تو لکھتے ہیں لیکن عقائد جو بنیاد دین ہیں ان میں وہ ان دونوں بزرگوں سے پھرے ہوتے بلکہ ان کے کھلے مخالف ہیں۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد

مولوی حشمت علی صاحب

سنبھل صاحب! آپ جب ان اکابر و ائمہ کو مانتے ہی نہیں تو ان کا نام لینے کا آپ کو کیا حق ہے ۔ اور ان بزرگوں پر افترا کرتے ہوئے آپ کو شرم بھی نہیں آتی۔ حضرت غوث الثقلین نے کہاں فرمایا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا۔ کل جو عبارت آپ نے " غنیۃ الطالبین " سے پیش کی تھی اس کو جواب میں کل ہی دے چکا ہوں اس سے ہرگز بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بڑی شان ہے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا دعویٰ تو خود ہے شغف قصیدہ غوثیہ میں یہ ہے :۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعًا کخردلۃ علیٰ حکم اتصال

" یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو رائی کے دانے کے دیکھا اور اتصال کے ساتھ دیکھا یعنی برابر دیکھتا ہی رہا " جب ساری دنیا خود حضور غوث پاک کی نظر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک سے کیا پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی آپ نے افترا کیا ہے کہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی کسی کی موت کا وقت معلوم نہیں ۔ ——— لیجئے! میں اس بارہ میں حضرت امام ابو حنیفہ کا عقیدہ آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ میرے پاس یہ مسلم شریف ہے۔

نوٹ :۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اتنا ہی کہا تھا کہ مولینا محمد منظور صاحب نعمانی نے دوران تقریر ہی میں ان سے دریافت کیا کہ کیا مسلم شریف میں کہیں حضرت امام ابوحنیفہ کا کوئی ارشاد لکھا ہوا ہے، جس سے آپ ان کا عقیدہ بیان کرنا چاہتے ہیں؟ ــــــ مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ اس میں حضرت امام صاحبؒ کا کوئی ارشاد تو نہیں ہے مگر میں اس سے ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں، اسی سے امام صاحب کا عقیدہ بھی معلوم ہو جائے گا کیوں کہ ان کا عقیدہ حدیث شریف کے موافق ہی ہوگا ــــــ اس پر مولینا نعمانی صاحب نے مکرر دریافت کیا کہ آپ مسلم شریف سے حضرت امام اعظمؒ کا عقیدہ ہی پیش کرنا چاہتے ہیں نا؟ ــــــ اس کے جواب میں مولوی حشمت علی صاحب نے پھر فرمایا جی ہاں میں مسلم شریف سے حضرت امام ابوحنیفہ ہی کا عقیدہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ایک عام قہقہہ لگا اور مولینا نعمانی نے فرمایا بہت اچھا! پیش کیجئے! ــــــ چنانچہ مولوی حشمت علی صاحب نے اس طرح کلام شروع کیا۔

حضرات! یہ میرے پاس مسلم شریف کی دوسری جلد ہے اس میں حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نطفہ جب رحم مادر میں قرار پاتا ہے اور جب اس پر کچھ چلے گذر جاتے ہیں اور اس میں روح ڈال جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دیکر بھیجتا ہے کہ چار چیزیں لکھ، ایک اس کا رزق، دوسرے اس کی اجل (موت)، تیسرے اس کے اعمال، چوتھے اس کی بدبختی یا نیک بختی۔۔ ــــــ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں۔۔

"یؤمر باربع کلمات بکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید"

دیکھئے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اس فرشتہ کو بھی ہر شخص کی موت کے وقت علم ہوتا ہے ــــــ لہذا یہ عقیدہ کہ کسی کے موت کے وقت کی اطلاع خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں ہوتی، غلط اور اس حدیث پاک کے خلاف ہے۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی عقیدہ ہرگز کسی حدیث کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے حضرت امام صاحب پر محض جھوٹ افتراء کیا ہے اور تفسیر مدارک شریف

کی عبارت کا مطلب غلط بیان کیا ہے اس میں تو "ملک الموت" کا ذکر ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس میں نام بھی نہیں آیا ہے۔ مسلمانو! آپ نے ایسا جیتا جاگتا جھوٹ اس سے پہلے کبھی دیکھا سنا ہوگا، جیسا سنبھلی صاحب نے اس وقت بولا۔ سنبھلی صاحب! اگر آپ ثابت کر دیں کہ مدارک شریف کی اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو میں منہ مانگا انعام دوں گا۔ کیا آپ نے ناظرین کو بالکل جاہل سمجھ لیا ہے۔ خوب سمجھ لیجئے! میرے سامنے آپ کا جھوٹ نہیں چل سکتا میں آپ کے جھوٹ فریب کے بخئے ادھیڑ کے رکھ دوں گا۔

حضرات گرامی! میں نے جو حدیث مسلم شریف کی ابھی پیش کی ہے اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہر شخص کے رزق، اس کے عمل، اس کی سعادت و شقاوت اور اس کی موت کے وقت کی خبر اس کی پیدائش سے بھی پہلے فرشتہ کو ہو جاتی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ جن آیات و احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، ان میں علم ذاتی ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے کیونکہ اگر علم عطائی کی بھی نفی مقصود ہوتی تو فرشتہ کو سب انسانوں کے رزق، ان کی زندگی بھر کے واقعات اور ان کی موت کی گھڑی کا علم کیسے ہو سکتا تھا پس علوم خمس سے متعلق جو آیتیں اور حدیثیں اب تک آپ نے پیش کی ہیں ان سب کا جواب بھی مسلم شریف کی حدیث سے ہو گیا۔ وللہ الحمد

میں نے جو دلیلیں اپنے دعوے کی پیش کی تھیں ان کے جواب میں آپ نے پھر وہی باتیں دہرا دی ہیں جن کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں، مختصرا پھر سن لیجئے! - میں نے آیت کریمہ "عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" پیش کی تھی، آپ نے کہا کہ اس میں "ما" عموم کے لئے نہیں ہے اور اس کی نظیر میں تین آیتیں پیش کیں۔ میں نے ثابت کیا کہ "ما" عموم و استغراق ہی کے لیے آتا ہے اور آپ کی پیش کی ہوئی تینوں آیتوں میں بھی وہ استغراق ہی کے لیے ہے پھر اس کے جو دلائل قاہرہ میں نے پیش کئے تھے آپ ان کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکے۔ ——— میں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی صریح حدیثیں پیش کیں جن میں صاف طور پر مذکور ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خطبہ کریمہ

میں ابتدائے دنیا سے انتہائے دنیا تک کے تمام ما کان و ما یکون بیان فرمایا۔ آپ ان کا بھی کوئی جواب نہیں دے سکے۔ ان حدیثوں کے جواب میں آپ نے اس مرتبہ بھی یہی کہا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے سب اہم اور قابلِ ذکر باتیں بیان فرمائیں۔ میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ یہ "اہم اور قابلِ ذکر" کا پیوند کہاں سے نکالتے ہیں؟ کیا کسی روایت میں ایسا کوئی لفظ ہے جس سے یہ بات نکلتی ہو۔ تو آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے اور نہ قیامت تک اس کی کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ ارے سنبھل صاحب! آپ کو خدا سے ڈرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کرنی چاہیئے۔ آپ حدیث نبوی میں اپنے دلیل یہ پیوند اپنی طرف سے لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کر رہے ہیں۔ حضور اقدس فرماتے ہیں: "من کذب علی متعمدًا فلیتبوء مقعدہ من النار" یعنی جو جان بوجھ کر جھوٹی بات مجھ پر گھڑے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ——— میں نے اپنی پچھلی تقریر میں حضرت علامہ امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی عبارتیں پیش کی تھیں جن میں ان ہر دو مسلّم بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث صاف دلالت کر رہی ہے کہ حضور نے اپنے اس خطبہ کریمہ میں مبدا، روز معاش اور معاد کے تمام احوال اول سے آخر تک بیان فرمائے۔ ان مسلّم الثبوت اماموں کی اس تصریح کے ہوتے ہوئے آپ کے "قابلِ ذکر" کے پیوند کو کون سن سکتا ہے۔

آپ بار بار ان حدیثوں کے متعلق کہتے ہیں کہ کیا حضور نے پرندوں کا بھی حال بیان کیا تھا۔ چرندوں اور درندوں کا بھی حال بیان کیا تھا؟ مکھیوں اور مکڑیوں کا بھی حال بیان کیا تھا؟ اور اس طرح آپ حدیث رسول کا مذاق اڑاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں اسلام و ایمان کا۔ کیا کوئی حدیث رسول کا مذاق اڑا کر بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ حضور اقدس کے متعلق جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ نجدیوں کی طرح صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے؟ تاکہ مسلمان آپ کے اسلام و ایمان کا حال معلوم ہو جائے ——— اور آپ جس بات کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ہمارا دین و ایمان ہے، ہم سمجھتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پرندے اور مکھی مچھر کا حال بیان فرما دیا تھا۔ دیکھئے! مواہب لدنیہ میں طبرانی کے حوالے سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل فرمائی گئی ہے لقد ترکنا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علماً "یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں ہم سے مفارقت اختیار فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں، جو اپنے بازوؤں کو حرکت دیتا ہو، مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا حال بھی بیان فرما دیا۔

سنبھل صاحب! اب بتایئے کہ مکھی اور مچھر بھی فضا میں اپنے پروں سے اڑتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور نے سارے اڑنے والے جانوروں کے احوال بیان فرما، اس حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا یا نہیں؟

میں نے اپنی پچھلی تقریر میں ایک آیت کریمہ "وما ھو علی الغیب بضنین" پیش کی تھی اور بتایا تھا کہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضور صرف "عالم الغیب" ہی نہیں بلکہ "معلم الغیب" بھی تھے۔ اس آیت کو آپ نے چھوا تک نہیں اور اس کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا، اب ایک آیت اور پیش کرتا ہوں۔ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے :-

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان "یعنی بڑی رحمت والے خدا نے قرآن سکھایا، انسان کامل یعنی اپنے محبوب مطلوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، اور ان کو ہر چیز کا بیان سکھایا —— تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا "قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون" یعنی ابن کیسان نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ "خلق الانسان" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق مراد ہے اور "علمہ البیان" کا مطلب یہ ہے کہ حضور کو آپ کے رب جل جلالہ نے تمام "ما کان وما یکون" جو کچھ کہ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس سب کا بیان تعلیم فرمایا۔ دیکھئے اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام "ما کان وما یکون" کا علم ہی نہ تھا بلکہ آپ اس سب کو بہ تعلیم الٰہی بیان بھی فرماتے تھے۔ اس سے بھی ان احادیث کے مضمون کی تائید ہوتی ہے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے مجامع میں تمام "ما کان وما یکون" بیان فرمایا —— کیا اب آپ اس آیت کا بھی اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح کہ ان احادیث کا اڑایا تھا؟ اب تو اس قرآنی آیت نے بھی بتلا دیا کہ حضور اقدس بہ تعلیم الٰہی تمام "ما کان وما یکون" بیان فرماتے تھے۔

کیا اس "مالان وبالکوان" میں آپ کی مرغی، بکری، بھینس، اصطبل، بکلی، ککڑی، کٹھل، پسو، مچھر وغیرہ کے ورنڈ سے پرندے، چرندے، درندے سب داخل نہیں ہیں؟ کیا اس آیت سے ان کا بیان حضرت سے ثابت نہیں ہوتا؟ —— مسلمانو! آپ نے دیکھا یہ ہے ان لوگوں کا ایمان، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو کمالات قرآن وحدیث سے ثابت ہوتے ہیں یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اسی پر ایمان واسلام کا دعوے ہے۔ ایسوں ہی کے حق میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے "قد کفروا بعد اسلامھم" کہ یہ لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

بعد حمد وصلوٰۃ! حاضرین کرام! ابھی بریلی طلب مولوی حشمت علی صاحب نے مجھے مشتعل کرنے یا اپنی گالی بازی کا کمال دکھانے کے لیے جو بدکلامی میری ذات سے متعلق اس وقت کی ہے میں اس کے جواب میں پھر یہی عرض کروں گا کہ "تو بدشنام وہ من دعا میکنم" —— اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور اس بری خصلت کو ان سے دور فرمائے آپ حضرات بھی کہیں آمین —— اس کے بعد میں ان کی تقریر کی قابل جواب باتوں کا جواب عرض کرتا ہوں وہ سنو اور آپ سب حضرات بھی بغور سنیں!۔

مولوی صاحب نے اس تقریر میں مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں معاذ اللہ آیتوں اور حدیثوں کو مذاق اڑاتا ہوں۔ مولوی صاحب کے نزدیک وہ شخص مرتد ہے جو کسی آیت یا حدیث کے کسی جز کا بھی مذاق اڑائے یا دین کی کسی چیز کے ساتھ بھی استخفاف سے پیش آئے —— ہمارے نزدیک تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم وارشاد پر سر تسلیم خم کر دینے ہی کا نام ایمان واسلام ہے۔ قرآن حکیم نے اسی حقیقت کو اس طرح ادا فرمایا ہے ——
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ —— آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو کچھ دل میں ہے وہ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیا جاتا ہے —— آپ شاید دوسروں کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں ہمارے نزدیک تو نفاق کے

بارہ میں جس کے دل و زبان میں مطابقت نہ ہو وہ منافق ہے اور ہم منافقت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں ——— ہاں اگر میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا تو بے جا نہ ہوتا کیونکہ آپ اس مناظرہ میں جس عقیدہ (یعنی علم غیب کل) کی حمایت کر رہے ہیں وہ آپ کا اصل عقیدہ نہیں ہے جس کی میرے پاس تحریر بھی موجود ہے۔ نیز یہ عقیدہ آپکے پیر و مرشد "اعلیٰحضرت" فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ وہ اپنی کتاب "الدولۃ المکیۃ" میں فرماتے ہیں "ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا البعض" (یعنی ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں کل نہیں) بہرحال آپکا اصل عقیدہ "علم غیب کل" کا نہیں ہے لیکن آپ صرف اپنے بلانے والوں کی خاطر یہاں اپنے اصل عقیدہ کے خلاف بول رہے ہیں ——— اور پھر دوسروں کو بھی ایسا ہی منافق سمجھتے ہیں جیسے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

الغرض ہم بحمد اللہ اپنے ضمیر کے خلاف کسی عقیدہ کے اظہار کو منافقت اور کسی آیت یا حدیث کے ادنیٰ استخفاف کو کفر سمجھتے ہیں ——— ہاں آپ جو بعض آیتوں یا حدیثوں کا اپنی طرف سے مطلب بیان فرماتے ہیں وہ ضرور قابل مضحکہ ہوتا ہے اور میں نے اگر کوئی مذاقیہ جملہ کہا ہے تو وہ آپ کے بیان کردہ مطلب ہی کے متعلق کہا ہے اور جو کچھ داد دی ہے وہ آپ کی خوش فہمی کی داد دی ہے اور یقین کیجئے کہ اس بارے میں آپکو معاف نہیں کیا جا سکتا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کوئی قابل "تفریح" بات کہیں اور کوئی اس سے "تفریح" بھی حاصل نہ کرے آپ کوئی مضحکہ خیز چیز کہیں اور کوئی اس پر ہنسے بھی نہیں ——— ذرا سوچئے تو جب آپ کسی آیت یا حدیث کا یہ مطلب بیان کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی خطبہ میں برسر منبر تمام مکھیوں، مچھروں، مچھلیوں، کیڑوں غرضیکہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کی بھی پوری پوری سوانح عمریاں بیان کی تھیں اور اسی طرح ہر اور آپ نے بلکہ سارے انسانوں کے سروں اور ڈاڑھیوں کے بالوں کی تفصیلی شمار بھی نام بنام بیان فرمائی تھی اور اس دنیا میں ہونے والے بچے اور دوسروں کے ان تمام بچی اور بچہ [illegible] کو بھی آپ نے بیان فرمایا تھا جو کوئی شریف اور معقول آدمی کسی مجلس میں بیان نہیں کر سکتا تو بتلایئے کہ کوئی سنجیدہ آدمی جو اس آیت اور حدیث کا صحیح مطلب بھی سمجھتا ہو کس طرح اپنی ضبط

کریں گے گا۔ چنانچہ اگر آپ نے کس لغویت کی "داد" دی جانے اور آپ کی اس خوش فہمی کے متعلق کوئی مذاقیہ جملہ کہہ دیا جائے تو آپ کے نزدیک وہ آیت یا حدیث کا مذاق ہے، گویا آپ کا ہر لفظ اور ہر ارشاد قرآن و حدیث ہے "ایں قدر خود شناس"

میرے مہربان! ان تمام احادیث کا مطلب وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ مبارک میں ابتداء دنیا سے انتہاء دنیا تک کی تمام اہم باتیں جن کے بیان کی امت کو ضرورت تھی بیان فرمائیں۔ یہ بعینہٖ وہی مطلب ہے جو آپ کی پیش کردہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں بیان فرمایا ہے اور علامہ عینی و حافظ عسقلانی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ذیل میں جو کچھ لکھا اس کا مفہوم بھی یہی ہے جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں اور اس مطلب کا واضح قرینہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہی کا وہ ارشاد ہے جو میں مسند احمد اور ابن ماجہ کے حوالے سے پیش کر چکا ہوں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربٰوا کے احکام کو تفصیل سے بیان نہیں فرمایا"

حضرت فاروق اعظم کے اسی ارشاد اور آپ کی "بدء الخلق" والی روایت میں مطابقت یوں ہو سکتی ہے کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضور نے تمام وہ چیزیں بیان فرمائیں جو آپ کے نزدیک زیادہ اہم تھیں اور امت کو ان کے بیان کی خاص ضرورت تھی —— ہاں یاد آیا مشکوٰۃ شریف میں جہاں حضرت فاروق اعظم کی یہ "بدء الخلق" والی حدیث مذکور ہے وہاں حاشیہ پر شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لمعات شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے اس حدیث کی شرح میں یہ الفاظ نقل ہیں "ای بما یتعلق بالدین ای کلیاته"

یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے اس خطبہ مبارکہ میں دین کے متعلق تمام ضروری اصول اور کلیات بیان فرما دیئے۔

بہرحال ان احادیث سے آپ کا استدلال بالکل غلط ہے، ان کا مطلب وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں اور جو مطلب ان کا آپ نے سمجھا ہے وہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ اس مرتبہ آپ نے بڑے ناز کے ساتھ ایک حدیث حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی اور پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یتحرک طائر یقلب جناحیه الا ذکر لنا منه علما" اور اس سے آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ہر پرندہ کا حال بیان فرمایا اور گویا اس کو آپ نے مجمل اور تھوڑے سے تفصیل

استدلال کے بیان میں نصّ صریح سمجھا ہے میں آپ کی اس خوش فہمی کی کیا داد دوں اگر عربی دانوں کا یہ مجمع ہوتا تو تمام حاضرین کی طرف سے آپ کو اس حدیث فہمی کی اچھی داد مل جاتی —— بندۂ خدا! اگر محاورات عرب سے آپ کو واقفیت نہیں ہے اور خدا نے "کلام فہمی" کا ذوق بھی نہیں دیا ہے تو تحقیق ترجمہ ہی پہ غور کیا ہوتا۔ اس حدیث کا خالص لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ "ہم کو چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہ کہ کوئی پرندہ اپنے پروں کو فضا آسمانی میں حرکت نہیں دیتا مگر آپ نے ہمارے لیے اس سے علم کا ذکر کیا —— آپ غالباً اس کو سمجھتے ہیں کہ ہر پرندہ کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ دن میں کتنا پیشاب کرتا ہے کتنی دفعہ پاخانہ کرتا ہے اس کے پاخانے میں کیسی بو ہوتی ہے کیا رنگ ہوتا ہے، اور اس کا کتنا وزن ہوتا ہے —— حالانکہ شرعی اصطلاح میں "علم" صرف ان چیزوں کے علم کو کہتے ہیں جن کا تعلق شرعیات سے ہو پس تمام پرندوں کے متعلق "علم" بیان فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام نے تمام پرندوں کی حلت و حرمت وغیرہ شرعی احکام کے متعلق ایسے جامع اور اصولی احکام بیان فرمائے ہیں کہ ان کی روشنی میں ہر پرندہ کا حرام یا حلال ہونا اس کے گوشت وغیرہ کا طاہر ہونا یا غیر طاہر ہونا معلوم ہو سکتا ہے اور یہی وہ علم شریعت ہے جس کے بیان فرمانے کے لیے آپ دنیا میں تشریف لائے تھے —— بہرحال اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور نے ہر ہر پرندہ اور ہر مکھی مچھر کی پوری پوری سوانح حیات اور سرگزشت بیان فرمائی، منصب نبوت سے ناواقفی اور "تفقہ فی الدین" سے محرومی کی دلیل ہے۔

ان احادیث کے علاوہ آپ نے دو آیتیں بھی اور پیش کی ہیں ایک "وما هو على الغيب بضنين" جس کا ترجمہ ہے کہ حضور غیب پر بخیل نہیں، اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے غیب کی جو باتیں آپ کو بتلائی ہیں آپ ان کے پہنچانے میں بخل نہیں فرماتے اور یہی ہمارا ایمان ہے —— لیکن اس سے علم غیب کلی کیونکر مستفاد ہوا؟ پھر تو اس میں "کل" یا "جمیع" کا لفظ بھی نہیں ہے۔

دوسری آیت آپ نے پیش کی ہے "خلق الانسان علمه البيان" اور "معالم" کے حوالہ سے ابن کیسان کا یہ قول آپ نے بیان کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان کو ما کان اور ما یکون کا بیان تعلیم فرمایا —— اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ یہ تفسیر بالکل خلاف ظاہر اور مرجوح ہے اور اسی واسطے ان مفسرین نے اس قول

نقل ہی نہیں کیا جو صرف صحیح اقوال کے نقل کرنے کا التزام کرتے ہیں اور خود بغوی نے بھی "معالم" میں اس کو دوسرے اقوال کے بعد بالکل آخر میں صرف احتمال کے طور پر ذکر کیا ہے ــــ اس لیے صحیح تر یہ تفسیر رہ جاتی ہے جس کو "معالم" ہی میں اس سے پہلے نقل کیا ہے یعنی یہ کہ "انسان" سے جنس انسان مراد ہے اور "بیان" سے مراد انسان کی وہ گویائی اور قوت ناطقہ ہے جس کی وجہ سے وہ تمام حیوانات میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے ــــ امام رازی نے اسی کو "صحیح تر" کہا ہے اور تفسیر جلالین، مجمع البیان جیسی معتبر ترین تفسیروں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے اور اگر ان تمام چیزوں سے قطع نظر بھی کر لیا جائے جب بھی اس سے آپکا دعویٰ "علم کل" کا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ وہ سے زیادہ اس میں وہی کلمہ "ما" ہے جس کے متعلق میں ثابت کر چکا ہوں کہ وہ ہمیشہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں ان دونوں آیتوں سے آپ کا استدلال اس لیے بھی غلط ہے کہ جو دونوں کی ہیں اور اگر ان سے علم کلی ثابت ہوگا تو مکی زندگی میں ثابت ہوگا اور آپ حضرات مدنی زندگی کے بھی بالکل آخری ایام میں یعنی ختم نزول قرآن کے بعد حضور کے لیے اس "علم غیب کل" کے حصول کے قائل ہیں لہذا ان آیتوں سے آپ کا استدلال اس وجہ سے بھی غلط اور خلاف قاعدہ ہے۔"

یہ بحث تو آپ کے دلائل کے متعلق تھی اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں:۔

میں نے "علوم خمسہ" کے متعلق دو آیتیں اور انکی تفسیر میں چند حدیثیں پیش کی تھیں، آپ نے ان سب کے جواب میں کہا تھا کہ ان سب میں غیر اللہ سے امور خمسہ کے صرف "علم ذاتی" کی نفی ہے اور اس مرتبہ پھر آپ نے اسی چیز کو دوبارہ بیان کیا ہے۔ میں اپنی پہلی تقریر میں آپکے اس خیال کی مدلل تردید کر چکا ہوں اور میں نے مسند احمد کے حوالہ سے حضرت ربعی بن حراش کی جو حدیث پیش کی تھی اس سے تو آپ کے اس خیال کی بالکل ہی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی اس لیے اب اس احتمال کو تو زبان پر لانا بیجا ہی ہے۔

ہاں یاد آیا سنبھل کے مناظرہ میں آپ نے اس بات کو خود تسلیم کیا تھا کہ اس حدیث سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے امور خمسہ کے علم عطائی کی نفی بھی ثابت ہوتی ہے اور آپکا یہ اقرار خود آپ کی چھاپی ہوئی روئداد میں بھی موجود ہے اور میں اپنی پہلی تقریر میں ثابت کر چکا ہوں کہ اس ایک حدیث سے جب "علم عطائی" کی نفی ثابت ہوگی تو "علوم خمسہ" کے متعلق اس کے ہم مضمون جو اور آیات و احادیث ہیں

ان سب سے بھی "علم عطائی" کی نفی ثابت ہوگی ——— میں نے اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ایک فیصلہ کن ارشاد بھی پیش کیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ عجیب غریب بات فرمائی ہے کہ "اس میں تو ملک الموت کا ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس میں نام مبارک بھی نہیں ——— اس کے جواب میں اس کے سوا میں اور کیا کہوں کہ جواب دینے سے پہلے ذرا تفسیر مدارک کی عبارت کو دیکھ تو لیا ہوتا۔ سنیئے اس میں حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے آخری کلمات یہ ہیں:

"فان هذه العلوم الخمس لا یعلمها الا الله" (یعنی یہ پانچ علوم حق تعالیٰ شانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) فرمایئے کہ یہیں علوم خمس کی نفی صرف ملک الموت سے کی گئی ہے یا کل ماسوا اللہ سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں" ——— اسی سلسلہ میں آپ نے صحیح مسلم سے ایک حدیث بھی پیش کی تھی اور اسی دعوے کے ساتھ پیش کی تھی کہ یہ مسلم شریف حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عقیدہ پیش کرتا ہوں جس پر بڑے بڑے سا تھ اور بھی بہت سے حضرات کہ جن کی آپ کو لاش تاریخ شعور کی یاد تازہ ہوگئی ہے

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها

بہرحال صحیح مسلم کی اس حدیث سے آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ تقدیر کا نوشتہ لکھنے والے فرشتہ کو ہر شخص کی موت کے وقت کا علم ہے ——— اس کے جواب میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ گفتگو ان امور خمس کے "علم کلی" میں ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور اس حدیث سے صاحب کاتب تقدیر فرشتہ کے لیے ہر شخص کی موت کے علم کا حصول ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب جنین میں نفخ روح کا وقت آتا ہے تو اس وقت اس کو اس کی خبر بتلا دی جاتی ہے نہ یہ کہ اس فرشتہ کو سب کی موت کا وقت معلوم ہے ——— علاوہ ازیں اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ تمام پیدا ہونے والے فرشتوں کی تقدیر لکھنے کیلئے ایک ہی فرشتہ مقرر ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے فرشتوں کا ایک محکمہ ہو، اور یہی زیادہ قرین قیاس ہے ——— بہرحال اس حدیث سے کسی طرح بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علوم خمس والی آیات و احادیث میں موت کے متعلق جس "علم کلی" کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے وہ "کاتب تقدیر" فرشتہ کو حاصل ہے۔

میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا بھی تذکرہ کر دیا تھا اور نقل بھی نے حضرت ممدوح کی کتاب غنیۃ الطالبین سے ایک فیصلہ کن

عبارت پیش کی تھی آج پھر اس کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلائی تھی۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک شعر پیش کیا ہے۔ اولاً تو وہ بحث سے بالکل غیر متعلق ہے اور زیادہ سے زیادہ اس سے حضرت شیخ کے لیے اس زمانہ کے آباد شہروں کا ایک اجمالی مکاشفہ ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوئی بحث نہیں اور نہ کسی طرح اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کل" پر استدلال کیا جا سکتا ہے پھر اس شعر کو حضرت شیخ کا شعر ثابت کرنے کی آپ کوئی یقینی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ حضرت ممدوح کی کسی کتاب میں آپ یہ شعر نہیں دکھا سکتے... اکابر امت اور بزرگان دین کی طرف لوگوں نے ہزاروں شعر اور قصیدے ایسے منسوب کر رکھے ہیں جو ہرگز ان سے ثابت نہیں۔

تیسری بحث تو یہی اور اس کے گذشتہ دلائل کے متعلق تھی اب کچھ نئی چیزیں ادھر پیش کرتا ہوں۔ قرآن مجید سورۂ مدثر میں ارشاد ہے:

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ — اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا

حافظ ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أي ما يعلم عددهم وكثرتهم إلا هو تعالى (تفسیر ابن کثیر) — یعنی اللہ کے لشکروں کی شمار اور ان کی کثیر مقدار کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں۔

اس آیت کا صاف مفہوم و منطوق یہی ہے کہ جنود الٰہی کا ٹھیک علم بس اللہ ہی کو ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو یہ "علم محیط" حاصل نہیں اور دیکھیے سورۂ نساء میں

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ — اور کتنے رسول ہیں ایسے کہ جن کے قصے ہم تم سے پہلے بیان کر چکے اور کتنے ہی رسول ہیں کہ ہم نے تم سے ان کو بیان نہیں کیا۔

علامہ خازن اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أي لم نذكر لك قصصهم وأخبارهم — یعنی بہت سے رسول ایسے ہیں جن کے نام اور ان کے حوال ہم نے تم کو نہیں بتائے

اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ

بعث الله عبدا حبشيا نبيا فهو — اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک حبشی بندہ کو نبی بنا کر بھیجا تھا

منھم من لم نقصص علیک	جن کا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا گیا۔
من لم یقصص علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (درمنثور صفحہ ۲)	وہ ان پیغمبروں میں سے ہیں جن کا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا گیا۔

بہرحال اس آیت اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس تفسیری ارشاد سے معلوم ہوا کہ بعض انبیاء کے احوال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلائے گئے حالانکہ اگر آپکا علم کلی عطائی ہوتا تو کسی کا کوئی حال بھی آپ کے علم سے باہر نہ ہوتا۔ نیز اسی آیت کے ہم مضمون ایک آیت سورۂ مومن میں بھی ہے۔ ارشاد ہے:۔

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک ۰	اور بہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت رسول بھیجے ان میں بعض وہ ہیں جن کو ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض وہ ہیں جن کو ہم نے نہیں بیان کیا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کا جو ارشاد میں ابھی ابھی درمنثور سے پیش کر چکا ہوں وہ آپ سے اس آیت کی تفسیر میں بھی مروی ہے

ان قرآنی تصریحات اور اکابر امت کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیئے "علم کلی" کا دعویٰ کرنا کسی ایمان والے کا کام نہیں۔

آخر میں گزارش ہے کہ براہ کرم اب بار بار ان باتوں کو نہ دہرایئے جن کا جواب میں بار بار دے چکا ہوں آپ کی اس فضول تکرار سے بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیتے بس اپنی کہے جاتے ہیں ——

ارے مولوی صاحب آپ یہاں جواب دیں یا نہ دیں، خدا کے یہاں آپکو جواب دینا پڑیگا۔ آپ بے تکیر معلومات ظاہر کر کے ہضم کئے جاتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیئے نئی نئی آیتیں اور حدیثیں پڑھے جاتے ہیں۔ جب تک میری باتوں کا جواب آپ نہ دے لیں آپکو نئے دلائل پیش کرنے کا کیا حق ہے کیا میں بھی ایسے ہی بے اصولے پن سے کام لوں یاد رکھیئے، میں ایک ایک تقریر میں پچاس پچاس دلیلیں پیش کر سکتا ہوں، آپ مجھے خوب جانتے ہیں۔

جو دلیلیں آپ پہلے پیش کی تھیں ان کا جواب اپنی پہلی تقریروں میں دے چکا ہوں اور ان

قاہر و سے ثابت کر چکا ہوں کہ ان میں صرف علم ذاتی کا ذکر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب میں صرف وہی ممکن ہے "علم عطائی" تو ان کے لئے محال ہے لہٰذا آپ کی آیات یا حدیثوں میں کسی علم کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ خاص کر کے ماسوا سے اس کی نفی کی گئی ہے ان سب میں صرف علم ذاتی ہی مراد ہو سکتا ہے آپ نے جو آیتیں اور حدیثیں پہلی تقریروں میں پیش کی تھیں ان سب کا میری طرف سے یہی دندان شکن جواب ہے اگر ہو سکے تو اس کو توڑیئے اور غلط ثابت کیجئے لیکن یہ پیشگوئی کرتا چلوں کہ اگر سارے وہابی دیوبندی بھی جمع ہو جائیں تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں!

آپ نے اس مرتبہ سورۂ مدثر کی جو آیت "وما یعلم جنود ربك الا هو" پیش کی ہے اس کا جواب بھی میری طرف سے یہی ہے کہ اس میں بھی "جنود الٰہی" کے علم ذاتی کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے دیکھئے اس کا ترجمہ یہی تو ہے کہ "اللہ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا" یعنی بس اللہ تعالیٰ ہی اپنے لشکروں کی تعداد کو جانتا ہے —— اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو جو اپنے لشکروں کا علم ہے تو یہ ذاتی ہے یا عطائی؟ ظاہر ہے کہ ذاتی ہی ہے "عطائی" تو وہاں محال ہے۔ ہذا آیت کا مطلب یہی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا علم ذاتی اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اب بتلایئے! کہ اس سے علم عطائی کی نفی کس طرح ثابت ہوئی؟

اس کے علاوہ جو دو آیتیں آپ نے اس مرتبہ اور پیش کی ہیں۔ جن سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلائے گئے —— ان دونوں آیتوں کا مطلب تو یہ ہے کہ قرآن پاک میں ان انبیاء کے تفصیلی حالات نہیں بیان کئے گئے لیکن آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ وحی غیر متلو کے ذریعہ بھی آپ کو ان کا علم عطا نہیں ہوا؟ —— پھر سورۂ نساء کی آیت "وعلمك ما لم تكن تعلم" پیش کی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن جن چیزوں کا علم نہیں تھا ان سب کا علم آپ کو عطا ہو گیا پس جن انبیاء علیہم السلام کے حالات پہلے سے آپ کو معلوم نہیں تھے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان کے حالات بھی آپ کو بتلا دیئے گئے —— لیجئے ان چند جملوں میں آپ کی ساری دلیلوں کا جواب ہو گیا وللہ الحمد

اب میرے دلائل ملاحظہ فرمائیے !

میں نے ایک آیت قرآنی "وعلمک مالم تکن تعلم" پیش کی تھی اور بتلایا تھا کہ "ما" چونکہ کلمۂ عموم ہے اس لیے اس آیت سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے "علم کل" ثابت ہوتا ہے اس کے جواب میں آپ نے جو تاویلیں کیں میں ان سب کو باطل اور مردود ثابت کر چکا ہوں آپ میرے اس جواب الجواب کا کوئی جواب نہ دے سکے ——— دوسری آیت میں نے "وما هو على الغيب بضنين" پیش کی تھی اور اس سے میں نے ثابت کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف "عالم الغیب" ہی نہیں ہیں بلکہ "معلم الغیب" بھی ہیں ——— آپ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ اس سے "علم کلی" ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں "کل" کا لفظ نہیں ہے۔ ارے مولوی صاحب! آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ "کل" کی طرح "الف لام" بھی استغراق کے لیے آتا ہے اور اس آیت میں بھی وہ استغراق ہی کے لیے ہے لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے رسول کل غیب بتلانے میں بخل نہیں فرماتے یعنی اپنی امت کو کل غیب کی تعلیم دیتے ہیں کہیے اب بھی اس آیت سے "علم غیب کلی" بلکہ "تعلیم غیب کل" کا ثبوت ہوا یا نہیں؟ ——— تیسری آیت میں نے "خلق الانسان علمه البيان" پیش کی تھی اور بتلایا تھا کہ تفسیر معالم التنزیل میں امام ابن کیسان سے اس کی تفسیر یہ نقل کی گئی ہے کہ "خلق محمدا صلى الله عليه وسلم وعلمه بيان ما كان وما يكون" یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور آپ کو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس سب کا بیان تعلیم فرمایا ——— اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ یہ تفسیر خلاف ظاہر ہے "سبحان اللہ" خوب! کیا آپ امام ابن کیسان سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی ——— جب ابن کیسان جیسے جلیل القدر امام نے یہ تفسیر کر دی اور امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اس کو نقل بھی کر دیا تو اب اس کے صحیح ہونے میں کیا شبہ رہا۔

بہرحال اس آیت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "جمیع ما کان و ما یکون" کا بیان عطا فرمایا گیا یعنی آپ تمام ما کان و ما یکون کے صرف عالم ہی نہیں تھے بلکہ صحابہ کرام سے آپ اس کو بیان بھی فرماتے تھے وللہ الحمد

پھر اس مضمون کی تائید حضرت ابوہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عمروؓ بن اخطب انصاریؓ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جو میں پہلے پیش کر چکا ہوں۔ ان کا صریح مضمون یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے برسر منبر تمام ماکان وما یکون یعنی دنیا کے شروع سے آخر تک کی تمام باتیں پوری تفصیل کیساتھ بیان فرمائیں۔ آپ نے ان تمام احادیث کے جواب میں کہا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے تمام "قابل ذکر اور اہم باتیں" بیان فرمائیں ــــ لیکن میں نے آپ سے بار بار پوچھا کہ یہ "قابل ذکر" کا پیوند آپ کہاں سے لگاتے ہیں تو آپ ابھی تک کوئی جواب نہیں دے سکے ارے مولوی صاحب! خدا سے ڈرو حدیثوں کے معنی اپنے جی سے نہ گڑھو۔ ان احادیث پاک کا مطلب وہی ہے جو حضرت علامہ بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان فرمایا ہے پھر سن لو! ان بزرگان کرام کے الفاظ گرامی یہ ہیں ــــ "فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائہا الی انتہائہا" (عینی) اور حافظ ابن حجرؒ رقمطراز فرماتے ہیں "دل ذالک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدأت الی ان تفنی الی ان تبعث" (فتح الباری)

ان دونوں عبارتوں کا صحیح مفاد بجز اس کے اور کچھ ہی یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی "بدء الخلق" والی یہ حدیث اس بات پر واضح طور سے دلالت کرتی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام احوال کو یا ابتداء آفرینش سے قیامت اور قیامت سے آخرت تک کے سارے واقعات بیان فرمائے ــــ اب بتلایئے ان جلیل القدر اماموں کی اس تصریح کے بعد آپ کے "قابل ذکر" کے پیوند کو کون سن سکتا ہے۔

الغرض ان تمام احادیث سے نہایت روشن طریقہ پر میرا مدعا ثابت ہے اور آپ کی ساری تاویلیں مردود و مطرود ہیں ــــ لیجئے اب میں ایک آخری حدیث اسی مضمون کی اور پیش کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث مروی ہے "قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً بعد العصر فلم یدع

شیئاً یکون فی مقام الساعۃ الا ذکرہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ (الحدیث)

"یعنی ایک دن نماز عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمارے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا پس قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کا ذکر اس خطبے میں نہ فرمایا ہو جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔"

اس حدیث شریف سے نہایت صاف ظاہر ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے قیامت تک ہونے والے سارے واقعات ایک ایک کر کے بیان فرما دیئے اور کوئی ایک واقعہ بھی بلا بیان کئے نہ چھوڑا۔ و[illegible]

اچھا لیجئے ایک شیطان سوز ایمان افروز حدیث اور سنئے۔ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، جاہلیت میں کہانت کا پیشہ کرتے تھے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی علامات ان کے جن نے بتا دی تھی اسی کی اطلاع کی بنا پر حضور اقدس کی بارگاہ مقدس میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے اور اسی وقت انہوں نے حضور کی شان میں ایک نعتیہ قصیدہ عرض کیا جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

فاشہد ان اللہ لا رب غیرہ   وانک مامون علی کل غائب

"یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں، اور اے رسول آپ ہر غیب کے امین ہیں۔"

اس حدیث کو محدث امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے اور حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور اقدس اس قصیدے سے خوش ہوئے ـــــ سمجھئے! اس میں تو صاف کل غائب کا لفظ موجود ہے اب اس میں آپ کیا تاویل کر سکتے ہیں ـــــ معلوم ہوا آپ نے دیکھا جو عقیدہ ہمارا ہے وہی صحابہ کرام کا بھی عقیدہ تھا اور وہ حضور اقدس کے سامنے اس کا اظہار بھی کرتے تھے اور آپ اس سے مسرور بھی ہوتے تھے۔ سنی بھائیو! تمہیں مبارک ہو تمہارا عقیدہ وہ عقیدہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں ان کا رب تعالیٰ خوش ہے تمام صحابہ اور تمام بزرگان دین خوش ہیں اور وہی تمام اکابر دین کا عقیدہ ہے۔

اچھا آخر میں ایک بزرگ کا ارشاد اور سن لیجئے! عارف ربانی سیدی امام عبد الوہاب شعرانی

قدس سرہٗ کتاب الابریز شریف میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں :-

"واقوی الارواح فی ذالک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانھا لم یحجب عنھا شیئ من العالم فھی مطلعۃ علی عرشہ وسفلہ ودنیاہ واٰخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذالک خلوت لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم"

"یعنی ساری روحوں میں قوی تر روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہے جس سے دنیا جہان کی کوئی چیز اس سے پردہ میں نہیں لہٰذا عرش اور علو و سفل سب پر آپ مطلع ہیں اور دنیا و آخرت اور جنت و دوزخ سب پر آپ کو اطلاع ہے کیوں کہ یہ سب آپ ہی کے لئے تو پیدا کیا گیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔"

مولوی منظور صاحب دیکھا آپ نے یہ ہے اکابر دین کا عقیدہ —— لیجئے اسی ابریز شریف کی ایک اور ایمان افروز شیطان سوز عبارت سنئے ! امام شعرانی فرماتے ہیں :-

"بعمعۃ احیاناً یقول ما السموات السبع والارضون السبع فی نظر العبد المومن الا کحلقۃ ملقاۃ فی فلاۃ من الارض" —— یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بندۂ مومن کی نظر میں ایسی ہیں جیسے کہ ایک لق و دق میدان میں چھلا پڑا ہو۔"

مولوی منظور صاحب ! دیکھا آپ نے آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کل میں کلام ہے - لیکن عرفاء کرام فرماتے ہیں کہ ہر عبد مومن کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا اس طرح شہود ی علم ہوتا ہے جس طرح کہ میدان میں پڑا ہوا چھلا ہر شخص دیکھتا ہے اور بیشک ایمان کی شان یہی ہے لیکن جو خود ہی مسلمان نہ ہو وہ جو انبیاء کرام اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام ہی کی عظمت کا منکر ہو وہ اس کو کیا سمجھ سکتا ہے - ہاں اگر آپ لوگ توبہ کرکے ابھی مسلمان ہو جائیں تو یہ باتیں آپ کی بھی سمجھ میں آسکتی ہیں —— اس کے بعد میں پھر کہتا ہوں اور مولوی منظور صاحب ! اور دستور دین صاحب ! اپنی اپنی جانوں پر رحم کرو ان کو دوزخ کا ایندھن نہ بناؤ اور اب بھی توبہ کرکے مسلمان ہو جاؤ۔"

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) میں آپ کی اس کفربازی اور بیجا نقل کے جواب میں قرآن حکیم کی صرف ایک آیت

پیش کر دیا کافی سمجھتا ہوں جس میں زمانہ نبوی کے مشرکین عرب کی اسی قسم کی تعلیوں کا جواب دیا گیا ہے بلکہ حضورؐ سے دلوایا گیا ہے ارشاد ہے :-

قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق وھو الفتاح العلیم۔ پس خدا جانتا ہے کہ ہم میں اور تم میں کون حق پر ہے اور کون ناحق پر، کون مومن ہے اور کون کافر، کون جنتی ہے اور کون ناری اور وہی قیامت کے دن ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گا۔

آپ کی لفاظی اور کفر ریزی کے اس قرآنی جواب کے بعد میں اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ نے اپنی اس تقریر میں بہت سا حصہ تو پہلی ہی تقریروں کا دہرایا ہے اور انہی باتوں کا پھر اعادہ کر دیا ہے جن کا میں بار بار جواب دے چکا ہوں، مگر مجھے چونکہ ابھی بہت سی نئی نئی باتیں پیش کرنی ہیں اس لیے اب میں ان کے جوابات کو بار بار نہیں دہرا سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے وہ جوابات اتنی جلدی حاضرین کے حافظہ سے محو نہیں ہوئے ہوں گے۔ البتہ جو نئی چیزیں آپ نے اس تقریر میں پیش کی ہیں ان کے جواب میں مجھے کچھ کہنا ہے۔ آپ نیز حاضرین کرام بغور سنیں ...... آپ نے آیت کریمہ وما ھو علی الغیب الخ کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ اس میں "غیب" پر الف لام استغراق کا ہے۔ اول تو آپ کا یہ دعویٰ محض غلط ہے، آپ کسی مفسر کا قول اس کی تائید میں نہیں پیش کر سکتے علاوہ ازیں آپ نے غالباً غور نہیں کیا، اگر بفرض یہ الف لام استغراق کا بھی ہو جب بھی اس سے "علم غیب کل" ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں آیت کا مفاد "بخل کل غیب" کا سلب ہوگا اور اس کے لیے صرف "ایجاب جزئی" لازم ہوگا نہ کہ "ایجاب کلی"۔ یعنی عدم بخل کل غیب کے لیے کل غیب کا اظہار ضروری نہیں بلکہ بعض غیب کے اظہار سے بھی بخل کل غیب کی نفی ہو جائے گی۔ الغرض اس صورت میں بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، اور پھر یہ منشاء قرآن کے بھی خلاف ہوگا کیونکہ اس سے بخل کی کامل نفی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے صرف ایک فرد (بخل کل غیب) کی نفی ہوگی ——— آپ نے آیت کریمہ خلق الانسان علمہ البیان کی تفسیر میں معالم کے حوالہ سے ابن کیسان کا ایک قول نقل کیا تھا۔ میں نے اس کے متعلق کہا تھا کہ یہ تفسیر خلاف ظاہر اور مرجوح ہے۔ آپ نے اس کا یہ "عالمانہ" جواب دیا ہے کہ کیا تم امام ابن کیسان سے بھی زیادہ علم رکھتے ہو؟ ——— اس جواب کی داد تو اہل علم ہی دے سکتے ہیں۔ بندہ خدا میں

ان کو اُن مفسرین کی تفسیر کے مقابلہ میں مرجوح کہا ہے جو ابن کیسان سے بہت اونچے مرتبے کے ہیں ـــــــ پھر آپ نے کہا ہے کہ جب ابن کیسان جیسے جلیل القدر امام نے یہ تفسیر کر دی، اور علامہ بغوی نے اس کو نقل کیا تو اس کے صحیح ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ابن کیسان کون اور کس طبقہ کے شخص ہیں اور مفسرین میں ان کا کیا درجہ ہے اور غالباً آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ "معالم التنزیل" علامہ بغوی نے کس اصول پر لکھی ہے، سنئے نہ ابن کیسان ان لوگوں میں سے ہیں جن کی طرف کسی قول کی نسبت اس کی صحت کی دلیل ہو اور نہ "معالم التنزیل" ان کتابوں میں سے ہے جن میں مصنف صحیح اور قابل اعتماد اقوال ہی کے نقل کا التزام ہو سکتے! اس خصوصیت کی تفاسیر میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر جلالین اور تفسیر جامع البیان جیسی تفاسیر ہیں، ان میں صرف وہی اقوال نقل ہوتے ہیں جو ان کے مؤلفین کے نزدیک کسی درجہ میں قابل اعتبار ہو سکتے ہیں اور کسی تفسیر میں بھی ابن کیسان کا یہ قول نقل نہیں کیا گیا ـــــــ اور قطع نظر اس ساری بحث سے میں تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر بفرض محال ابن کیسان کی اس تفسیر کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، جیسا کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں ـــــــ پھر میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ان دو قول آیتوں (وما هو على الغيب بضنين) اور (خلق الانسان علمه البيان) سے آپ اس لیے بھی استدلال نہیں کر سکتے کہ یہ دونوں آیتیں مکی ہیں اور اگر ان سے "علم کلی" ثابت ہو گا تو ہجرت سے بھی پہلے ثابت ہو گا، اور آپ حضرات ہجرت کے قریباً دس برس کے بعد حضور کے لیے اس علم کا حصول مانتے ہیں، پس ان آیتوں کا جو مطلب آپ بیان کرتے ہیں اس کی رو سے تو آپ خود ان آیات کے منکر ٹھہریں گے۔ آگے کفر کی گردان آپ خود کر لیجیے، وہ آپ کو اچھی کرنی آتی ہے۔

ان آیات کے علاوہ جو احادیث آپ نے پہلی تقریروں میں پیش کی تھیں ان سب کا مفصل و مدلل جواب عرض کر چکا ہوں اور ان کا صحیح مطلب روایت و درایت کی روشنی میں بتلا چکا ہوں جس کا آپ کوئی رد نہیں کر سکے ہیں اس مرتبہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی جو نئی حدیث آپ نے پیش کی ہے اس کا بھی میری طرف سے وہی جواب ہے اور اس کا بھی

وہی مطلب ہے جو اس کے ہم مضمون دوسری احادیث میں عرض کر چکا ہوں چنانچہ علامہ
علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کے الفاظ "فلم یدع شیئا" کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے

"ای مما یتعلق بالدین مما لا بد منہ" مرقاۃ [illegible]

یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے اپنے اس خطبہ میں دین کے متعلق تمام ضروری اور
اہم باتیں بیان فرمائیں، اور ان میں سے کوئی بات بھی حضرت نے بغیر ذکر کے نہ چھوڑی۔"
کہیے! یہ بعینہ وہی مطلب ہے یا نہیں جو میں بیان کر چکا ہوں کیا اس کے بعد بھی مجھ سے
یہ پوچھیے گا کہ "امور دینیہ" اور "قابل ذکر" کا پیوند کہاں سے لگاتے ہو۔ ۔۔۔ بہرحال اس قسم کی جتنی بھی
احادیث مروی ہیں ان سب کا یہی مطلب ہے اور آپ جو مفتکر ہم مطلب بیان فرماتے ہیں
وہ سوائے آپ جیسے حضرات کے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔

آپ نے علامہ عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی عبارتیں پیش کی ہیں حالانکہ میں ان کا
بھی کئی دفعہ جواب دے چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ ان کا منشا بھی وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں
—— میں نے عرض کیا تھا کہ شاید آپ کو ان کے لفظ "جمیع" سے شبہ ہو رہا ہے سو یہ جمیع ایسا
ہی ہے جیسا کہ آیت کریمہ "لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین" میں لفظ اجمعین ہے —— معلوم
ہوتا ہے کہ آپ نے میرے اس جواب کو ابھی سمجھا نہیں اگر واقعی آپ نہ سمجھ سکے ہوں تو صاف کہہ دیجیے
میں اس کو تفصیل سے عرض کر دوں گا —— علاوہ ازیں عینی اور فتح الباری میں بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ
آپ کے عقیدہ "علم غیب کلی" کے خلاف تصریحات موجود ہیں، اگر مناظرہ کا وقت بڑھانے کیلئے
آپ تیار ہوں تو میں اسی مجلس میں پیش کر سکتا ہوں۔

ہاں یاد آیا کل کے مناظرہ میں علامہ عینی کی ایک ایسی عبارت علم قیامت کی نفی پر پیش
کر چکا ہوں اور حافظ ابن حجر نے بھی اسی موقع پر حدیث جبرئیل ہی کے ذیل میں اور آیت مفاتح الغیب اور
دیگر متعلقات پر بھی علم قیامت کے مخصوص بخدا ہونے کے متعلق تصریحات کی ہیں —— غرض عینی
اور فتح الباری میں ایسی صدہا تصریحات ہیں جن کے مطالعہ سے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا
کسی اور کے علم غیب کلی کے عقیدہ سے ان کا دامن بالکل پاک ہے۔

بہرحال عینی یا فتح الباری کی آپ کی پیش کردہ ان عبارات سے "علم کل" "علم کلی" کا نتیجہ نکالنا صرف

آپ کی خوش فہمی ہے ـــ آپ نے اس مرتبہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا ایک شعر بھی پیش کیا
ہے اول تو اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے، پھر عربی محاورات میں کبھی کبھی لفظ "کل" "بعض کثیر" بھی
مستعمل ہوتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں بعض معتوب و مغضوب اقوام کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ "فتحنا
علیہم ابواب کل شیئ" اور ظاہر ہے کہ یہاں "کل شیئ" سے صرف اشیاء کثیرہ ہی مراد ہو سکتی ہیں اور
خود آپ کے پیر و مرشد فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

"کبھی "کل" سے اکثر مراد ہوتا ہے" (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۲۳)

پس اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے پیش کردہ شعر میں "کل غائب"
کے لفظ سے امور غائبہ کی صرف مقدار کثیر مراد ہے ـــ اور اس صورت میں شعر کا مطلب یہ ہوگا
"آپ غیب کی بہت سی باتوں کے امین ہیں" ـــ اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ لہٰذا اس شعر میں آپ
کے لیے کوئی حجت نہیں، پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر آپ اس شعر کا مطلب یہ نہیں کریں گے اور "کل" کو اپنے
اصطلاحی معروف معنی میں لیکر اس سے تمام غیوب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کریں گے
تو یہ شعر آپ کے "مرشد برحق" فاضل بریلوی کے عقیدے کے بھی خلاف ہوگا میں ان کی کتابوں سے
ان کی یہ تصریح پیش کر چکا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "کل علم غیب" کے قائل نہیں ـــ
اور میں ایک شعر کیا آپ نے جو آیتیں اور حدیثیں اب تک پیش کی ہیں اور ان سے "علم غیب کلی" کا
ثبوت جس طرح دیا جا رہا ہے وہ سب آپ کے پیر و مرشد کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ اور گویا آپ کے اصول پر
وہ ان تمام آیات و احادیث کے منکر ہیں لہٰذا اس مرتبہ ذرا دل کڑا کر کے یہ تو بتلا دیجئے کہ ان کا آپ کے نزدیک
کیا حکم ہے آپ تو بڑی فیاضی کے ساتھ یہاں کفر تقسیم فرماتے ہیں اس میں آپ کا لٹھ [illegible] کی
پگڑیوں پر تو آپ کا بڑا کرم آتا ہے لیکن اپنے مرشد کی سر کی پگڑیوں کی بھی آپ نے کوئی فکر کی ہے یا ان کے
ساتھ آپ کو کوئی ہمدردی نہیں، خواہ وہ کسی طبقہ میں چلیں۔ ہاں ذرا دل تھام کے اس مرتبہ
اس سوال کا جواب ضرور دے دیجئے؟

اس تقریر میں آپ نے کتاب "ابریز" کے حوالہ سے ایک بزرگ کا کلام بھی پیش کیا ہے اگرچہ اس کی
توجیہ ہو سکتی ہے لیکن میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ جن بزرگ کا
وہ کلام ہے وہ ان علماء محققین میں سے نہیں ہیں جن کے کلام سے ایسے مسائل میں استناد کیا جا سکتا ہو

وہ تو ارباب سکر میں سے ہیں اور اس طبقہ کے لوگوں میں ہیں جن کے بعض افراد نے غلبہ احوال کے وقت "انا الحق" اور "سبحانی ما اعظم شانی" بھی کہا ہے پس شرعی مسائل اور بالخصوص عقائد سے متعلق مباحث میں ان کے اقوال پیش کرنا ان کے مقام سے جہالت اور بے خبری کا ثبوت دینا ہے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "حجت در اقوال و اعمال مشائخ نیست حجت آنست کہ در کتاب و سنت است"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایسے ہی بزرگ کا ایک کلام ایک شخص نے پیش کیا۔ اس پر حضرت نے برافروختہ ہو کر تحریر فرمایا:۔

"کلام محمد عربی علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام در کار است نہ کلام محی الدین ابن عربی و صدر الدین قونوی و عبد الرزاق کاشی"

بہرحال شرعی مسائل و مباحث میں ان بزرگوں کے اقوال سے استشہاد صحیح نہیں لہذا ایسے بزرگوں کی عبارت کا جواب دینے کی مطلق ضرورت نہیں ہے ـــ لیجئے یہاں تک آپ کی ساری دلیلوں کا جواب ہو گیا ـــ سب سے پہلے پیش کردہ دلائل کے متعلق اس مرتبہ بھی آپ کا وہی ذاتی و عطائی والی بات کہی ہے جس کو میں بار بار دلائل سے رد کر چکا ہوں لہذا اب مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں البتہ جو تین آیتیں میں نے پچھلی تقریر میں پیش کی تھیں ان کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا جواب مجھے دینا ہے ـــ میں نے ایک آیت "وما یعلم جنود ربک الا ھو" پیش کی تھی آپ نے کہا ہے کہ اس میں بھی غیر اللہ سے جنود الٰہی کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ آیت کا مقصد جنود اللہ کی کثرت بیان کرنا اور گویا یہ بتلانا ہے کہ خدا کے لشکر اس قدر کثیر ہیں کہ اس کے سوا ان کی تعداد و شمار کا کسی کو علم بھی نہیں اور اگر اس کا مطلب آپ یہ لیں گے کہ ان کا علم ذاتی اللہ کے سوا کسی کو نہیں تو اس سے ان کی کثرت کا کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا کیونکہ علم ذاتی تو ایک ذرہ کا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے بہرحال آپ کے اس مطلب کے بعد آیت کا مقصد ہی غلط ہو جاتا ہے رہی آپ کی یہ منطق کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ علم ذاتی ہے لہذا جانب نفی میں بھی وہی مراد ہو گا تو یہ محض مغالطہ ہے آیت کا منشا صرف یہ بتلانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں گویا یہاں نفی و اثبات دونوں میں نظر نفس علم پر ہے ذاتی یا غیر ذاتی کی یہاں کوئی بحث ہی نہیں ہے اور یہی صورت ان تمام آیات کی ہے جو میں نے علم قیامت یا علوم خمس کے متعلق پہلے پیش کی ہیں۔

بلکہ اس سے پہلی تقریر میں دو آیتیں اور بھی پیش کی تھیں جن کا مطلب یہ تھا کہ اے رسول ہم نے کچھ انبیاء کے حالات تو آپ کو بتلا دیے ہیں اور کچھ انبیاء اور بھی ہیں جن کو ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔ ان دونوں آیتوں کا مطلب آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے قرآن پاک میں بعض پیغمبروں کے تفصیلی احوال بیان نہیں کئے —— حالانکہ دونوں میں سے کسی آیت میں نہ قرآن کا لفظ ہے نہ اس کا کوئی اشارہ ہی ہے، بلکہ وہاں تو صرف یہ ہے کہ لَمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ (یعنی ہم نے ان کو آپ سے بیان نہیں کیا)

علاوہ ازیں آپ نے کل بڑے زور و شور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا تھا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کی تفصیل ہر چیز کا بیان ہے اور اسی پر آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "علم غیب کلی" کی بنیاد رکھی تھی، لیکن اس تقریر میں آپ نے اس دعوے کو خود ہی توڑ دیا اور اقرار کر لیا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کا بیان قرآن پاک میں نہیں ہے کل میں نے آپ کو ہر چند سمجھایا کہ آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے اور قرآن پاک کے "تفصیلا لکل شیء" اور "تبیانا لکل شیء" ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے اور اس کے لئے میں نے مفسرین کی تصریحات بھی پیش کیں لیکن آپ نہ مانتے اور بضد رہے مگر حق کا معجزہ دیکھئے کہ آج آپ خود اقرار کر رہے ہیں کہ قرآن پاک میں بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال بیان نہیں فرمائے گئے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ حق بات زبان پر جاری ہوئی خیر یہ بحث تو سبیل تذکرہ گزشتہ دلائل کے متعلق تھی، اب چند نئے دلائل اور سنئے!

سورۂ ہود کی آخری آیت ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ (یعنی زمین و آسمان کا پورا غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے اور سب کچھ اسی کی طرف لوٹنے والا ہے)

اور سورۂ نحل میں ارشاد ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی کے علم محیط میں ہیں اور قیامت کا معاملہ بس نگاہ جھپکنے کی طرح ہوگا)

اور سورۂ کہف میں ارشاد ہے لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ (یعنی زمین و آسمان کے تمام غیبوں کا علم صرف اسی اللہ کو ہے وہ کس قدر دیکھنے اور سننے والا ہے)

ان تینوں آیتوں میں زمین و آسمان کے کل غیوب کے علم کو یعنی علم کلی کو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص بتلایا گیا ہے جیسا کہ "للہ" اور "لہ" کو مقدم کرنے سے ظاہر ہے اور امام رازی وغیرہ مفسرین نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

غالباً ان آیات کے متعلق بھی آپ وہی فرسودہ بات کہیں گے کہ ان میں بھی صرف علم ذاتی کی تخصیص ہے۔ اس لئے میں پہلے ہی عرض کئے دیتا ہوں کہ علم ذاتی اگر مراد لیا جائے تو ان آیات میں "غیب" کا ذکر بیکار رہے گا۔ کیونکہ علم ذاتی تو دنیا کی کسی چیز کا بھی کسی ذی روح کو نہیں ہو سکتا اس میں "غیب" کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بہرحال ان تمام آیات کا مطلب یہی ہے کہ زمین و آسمان کے تمام غیوب کا اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے اس کے سوا کسی کو یہ علم کلی حاصل نہیں — ایک آیت اور سنئے۔ سورہ یٰسین شریف میں ارشاد ہے:۔

"وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ" (یعنی ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں دیا اور نہ وہ ان کے لیے مناسب ہے)

دیکھئے اس آیت میں کس صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم شعر کی نفی کی گئی ہے کہ وہ ہم نے ان کو نہیں دیا اور نہ وہ ان کے شایان شان ہے — پھر اس آیت کے لفظ "وما ینبغی لہ" نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بعض علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہیں ہیں اور وہ آپ کو عطا نہیں ہوئے — آپ نے اب تک کے مناظروں میں اس آیت کے دو جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ اس آیت میں ملکہ شعر کی نفی مقصود ہے اور مطلب صرف یہ ہے کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ عطا نہیں فرمایا — اور دوسرا جواب آپ نے سنبھل اور اوری کے مناظروں میں یہ دیا تھا کہ اس شعر سے شعر منطقی یعنی "قضایا تخیلیہ" (خیالی باتیں) مراد ہیں اور آیت کا منشا ان کی تعلیم کی نفی کرنا ہے لیکن مہمل ان باتوں کو آپ نہ دہرائیں آپ کو شاید یاد ہو میں اپنے پچھلے مناظروں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت پیش کر چکا ہوں جس میں مذکور ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشہور شعر پڑھ رہے تھے ؎

کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا ویاتیک بالاخبار من لم تزود

لیکن آپ نے اس کو اس طرح الٹ پلٹ کر پڑھا کہ اس کی شعریت ختم ہو گئی اور وزن شعری باقی نہیں رہا حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور! شعر اس طرح ہے..... آنحضرت نے پھر پڑھا اور اسی طرح وزن ٹوٹ گیا اور اس میں رد و بدل ہو گیا۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا: میں گواہ ہوں کہ آپ خدا کے رسول برحق ہیں، خدا تعالیٰ نے آپ کی شان میں

فرمایا ہے "ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں دیا"
اس روایت سے آپکی ان تاویلات کی قطعی بیخکنی ہو جاتی ہے۔
علاوہ ازیں پہلے مناظروں ہی میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر آپ کی ان تاویلات کو مان بھی لیا جائے جب بھی میرے استدلال پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ شعر سے علاوہ آپ کے شعر مراد لیں یا قضایا شعریہ بہر حال میرا مدعا ثابت ہے کیونکہ آپ تو علم کل کے منکر ہیں۔ جس میں یہ چیزیں بھی آجاتی ہیں۔ الغرض بہرصورت اس آیت سے میرا مدعا ثابت ہے۔
اب آخر میں ایک فیصلہ کن آیت اور سنئے! سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے:۔
یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب
اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جب بروز قیامت اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کریگا تو ان سے ارشاد فرمائیگا کہ تم کو کیا جواب ملا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں آپ ہی غیوب کی باتوں کے پورے جاننے والے ہیں"
اس آیت کی تفسیر و تشریح میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

وقال ابن عباس، معناه لا علم لنا	(انبیاء علیہم السلام کے اس کہنے کا کہ ہم کو علم نہیں،
کعلمك فیهم لانك تعلم ما	یہ مطلب ہے کہ اے اللہ! ان کے بارے میں ہم کو
اظهروا وما اضمروا ونحن لا	آپ کا سا علم نہیں، کیونکہ آپ تو انکی جانتے ہیں جو
نعلم الا ما اظهروا"	انہوں نے زبان سے ظاہر کیا اور اسکو بھی جو دل میں پوشیدہ رکھا
(تفسیر خازن صفحہ ۱۹۷)	اور ہم کو ان کے صرف ظاہری حال کا علم ہے"

سیدنا حضرت ابن عباس کی اس تفسیر و تشریح کی روشنی میں غور فرمائیے تو اس آیت سے معلوم ہوگا کہ بروز قیامت بارگاہ خداوندی میں تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ بیان یہ ہوگا کہ اپنے امتیوں کے ظاہر و باطن کا پورا علم ہم کو نہیں صرف اللہ آپ ہی کو تمام غیوب کا علم ہے ——— اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ جب کسی مسئلہ پر مجتہدین کا اجماع ہو جائے تو اس سے اختلاف کرنیکی گنجائش کسی کو نہیں ہے حتیٰ کہ یہاں تو آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام پیغمبران الٰہی کا اتفاق ہو رہا ہے کہ ہم کو اپنے امتیوں کے ظاہر و باطن اور ایمان و اخلاص کا پورا علم نہیں پھر ان کے اجماع و اتفاق سے اختلاف کی جرأت کسی باایمان کو کس طرح ہو سکتی ہے۔

حضرات گرامی: آج کی بحث میں پانچ آیتیں میں اس سے پہلی تقریر دلائل میں پیش کر چکا تھا اور پانچ اس تقریر میں پیش ہوئیں۔ ان کے علاوہ ضمنی طور پر بعض احادیث نبوی اور حضرات صحابہ کرام اور ائمہ سلف کے ارشادات بھی بحمد اللہ بقدر کافی پیش ہو چکے۔ آخر میں چند فیصلہ کن فقہی تصریحات بھی پیش کر دینا چاہتا ہوں۔

امام ابن ہمام جن کو فقہائے حنفیہ میں خاص امتیاز حاصل ہے اور جن کو محققین احناف میں شمار کیا گیا ہے، اپنی نفیس کتاب "مسایرہ" میں اس تصریح کے بعد کہ "انبیاء علیہم السلام کو بعض غیوب کا علم حاصل نہیں ہوتا" — فرماتے ہیں:-

وذكر الحنفية في فروعهم تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله۔

اور فقہائے حنفیہ نے کتب فتاویٰ میں اس عقیدہ رکھنے پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا صراحتاً کفر کا حکم لگایا ہے کیونکہ یہ عقیدہ آیت "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ" کے صریح معارض اور منافی ہے۔

اور علامہ ابن نجیم جن کو نعمان ثانی اور محرر مذہب ابی حنیفہ کہا جاتا ہے، "البحر الرائق" میں فتاویٰ قاضی خان اور خلاصۃ الفتاویٰ کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں:-

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب"

یعنی اگر کسی نے اللہ و رسول کو گواہ قرار دے کر نکاح کیا تو نکاح درست نہ ہوگا اور وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے اعتقاد کی وجہ سے کافر ہو جائے گا

اور درمختار میں ہے:-

تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر والله اعلم"

یعنی اگر اللہ و رسول کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو درست نہ ہوگا بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا واللہ اعلم

فقہ حنفی کی دوسری کتابوں میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح لکھا ہوا ہے مگر میں فی الحال صرف انہی تین حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں اور اپنے لائق مخاطب مولوی حشمت علی صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ لیجئے آپ کو فتوائے کفر سننے کا بہت شوق تھا اب حضرات فقہائے کرام کی زبان سے آپ نے دیکھ

سن لیا، خدا توفیق دے تو اب تو اس گمراہی سے توبہ کر لیجئے!

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! سنبھلی صاحب نے یہ بالکل جھوٹ کہا ہے کہ اللہ و رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنے والے کے کفر کا مسئلہ فقہ حنفی کی تمام کتابوں کا مسئلہ ہے بعض کتابوں میں بعض لوگوں کا یہ قول نقل ضرور کیا گیا ہے لیکن یہ بالکل ضعیف قول ہے۔ دیکھئے سنبھلی صاحب نے ابھی درمختار کی جو عبارت پیش کی ہے اس میں بھی "قیل یکفر" کا لفظ ہے اہل علم جانتے ہیں کہ ایسے موقع پر "قیل" کا لفظ قول کا ضعف ظاہر کرنے کے لیے ہی لایا جاتا ہے، آپ نے یہ کتنی بڑی خیانت کی ہے کہ آپ درمختار کی اس عبارت سے سند پکڑ رہے ہیں، حالانکہ اس سے تو آپ کا رد ہوتا ہے اس کے لفظ "قیل" کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف اور غیر معتبر ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی نے "ردالمحتار" حاشیہ درمختار میں اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے اس میں یہ کفر والا قول نقل کرنے کے بعد علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:۔

"قال فی التاتارخانیہ وفی الحجة ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول، قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات"

یعنی فتاویٰ تاتارخانیہ اور حجہ میں ہے کہ کتاب ملتقط میں مذکور ہے کہ خدا و رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنے والا عقیدۂ علم غیب کی وجہ سے کافر نہ ہوگا کیونکہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر پیش کی جاتی ہیں اور بیشک خدا کے رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام بعض غیوب جانتے ہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "عالم الغیب ہے اللہ تعالیٰ، نہیں ظاہر کرتا کسی شخص پر اپنے غیب کو بجز اپنے برگزیدہ رسول کے" ——— انبیاء علیہم السلام کے علم غیب کا قرآن پاک سے یہ ثبوت دینے کے بعد علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں عقائد کی کتابوں میں تو مصنفین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی کراماتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو بعض مغیبات کی اطلاع ہو جاتی ہے ——— دیکھا سنبھلی صاحب آپ نے! فقہائے حنفیہ کا

عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ حضرات اولیاء کرام کو بھی علم غیب ہوتا ہے آپ ان پر یہ تہمت رکھتے ہیں کہ وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں اور میں آپ کو بتلا چکا کہ نکاح والے مسئلے سے متعلق جو قول آپ نے درمختار وغیرہ سے نقل کیا ہے وہ ضعیف اور مرجوح ہے اور خود صاحب درمختار نے "قیل" کہہ کر نقل کیا تھا اس کو ذکر کر کے اس کا ضعیف اور غیر محقق ہونا ظاہر کر دیا ہے پس آپ کا اسکو اپنی سند میں پیش کرنا یا تو دیانۃً خیانت ہے یا بصورت جہالت —— دوسری بات یہ ہے کہ کتب فقہ کی ان عبارتوں میں جو کفر کا حکم لگایا ہے وہ صرف اس صورت کے متعلق ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بالذات سمجھ کر نکاح کا گواہ ٹھہرائے اور ایسے شخص کو ہم بھی کافر کہتے ہیں۔ الغرض کتب فقہ کی ان عبارات سے آپ کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں لیجئے آپ کی تمام فقہی عبارات کا جواب ہو گیا۔

اس کے علاوہ جو تین آیتیں آپ نے اس تقریر میں جلدی جلدی تلاوت کر کے گنتی بڑھانے کی کوشش کی ہے وہ بھی بحث سے بالکل غیر متعلق ہیں۔ جو پہلی تین آیتیں آپ نے پیش کی ہیں، جن میں غیب السموات والارض کا صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا بیان کیا گیا ہے ان میں اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر ہی نہیں پھر حضور کے علم غیب کی بحث میں انکا کیا ذکر، دوسرے یہ کہ ان میں بھی صرف علم غیب ذاتی کا حصر ذات حق تعالیٰ میں کیا گیا ہے کیونکہ علم عطائی تو اس کے لیے ثابت ہی نہیں کیا جا سکتا۔ پس ان آیات سے علم عطائی کی نفی پر استدلال محض جہالت یا دیوانگی ہے۔

ایک آیت جو آپ نے یٰسین شریف کی "وما علمناه الشعر" پیش کی ہے اس سے استدلال کرنا بھی محض آپ کی جہالت کا کرشمہ ہے اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا فن نہیں دیا یعنی آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں عطا فرمایا گیا اور ہمارا دعویٰ علم کل کا ہے ملکہ کا نہیں ہے اور نہ اس میں بحث ہے —— آخری آیت آپ نے سورۂ مائدہ شریف کی "یوم یجمع اللہ الرسل" پیش کی تھی۔ اس کا جواب بھی میں آپ کو پچھلے مناظروں میں بار بار دے چکا ہوں۔ اب پھر سن لیجئے۔ تفسیر ابن جریر میں حضرت مجاہد، حضرت حسن بصری

حضرت سدی جبیر ابن تینوں تابعین کرام سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ حشر میں جب حضرات انبیاء علیہم السلام سے یہ سوال ہوگا کہ "ماذا اجبتم" تو اس وقت ان پر ہیبت اور گھبراہٹ طاری ہو گی اور دنیا میں جو کچھ ماجرا اپنی قوموں کے ساتھ گزرا تھا جس کا ان کو علم تھا وہ اس وقت انہیں یاد نہیں رہے گا وہ ذہول ہو جائے گا اور اسی ذہول کی وجہ سے اس گھبراہٹ کے عالم میں ان کی زبان سے یہ نکل جائے گا کہ ہمیں خبر نہیں —— پھر اس کے بعد جب گھبراہٹ دور ہو گی تو وہ خود اپنی اپنی قوموں کے بارے میں بارگاہ الٰہی میں گواہی دیں گے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ساری امتوں سے متعلق گواہی دیں گے جیسا کہ خود قرآن پاک ہی میں دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا ۔ یعنی ہم ہر امت پر اس کے پیغمبر کو گواہی دلوائیں گے اور اے محبوب مطلع علی الغیوب تم ان سب پہ گواہ ہو گے۔

مولوی سنبھلی صاحب دیکھا آپ نے قرآن پاک تو کہتا ہے کہ ہر پیغمبر اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گواہی دیں گے اور آپ کہتے ہیں کہ نبیوں کو اپنی قوموں کے ایمان و کفر کا علم ہی نہیں —— کیوں جناب! کہیں دنیا میں ایسی بھی گواہی آپ نے سنی ہے کہ گواہ کو علم تو ہو نہیں اور وہ یونہی بلا علم کے عدالت میں گواہی دینے کے لیے پہنچ جائے، مولوی صاحب ایسا گواہ عدالت سے نکال دیا جاتا ہے —— خدا کے پیغمبر اور خاص طور پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو گواہی دیں گے تو یہ علم ہی سے ہو گی لیجیے یہ بھی ثبوت علم غیب کی ایک اور دلیل ہو گئی اور ساتھ ہی آپ کی دلیل کا جواب بھی ہو گیا۔ فللہ الحمد

میں نے اپنی پہلی تقریر میں کتاب الابریز شریف سے دو عبارتیں پیش کی تھیں آپ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ صوفیاء کرام کے کلام سے دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔ بہت خوب! اور کیوں صاحب! آپ نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عبارات کل کیوں پیش کی تھیں کیا وہ صوفیاء کرام میں سے نہیں ہیں جناب؟ آپ نے دیکھ لیا اب تو مولوی سنبھلی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی وہابیت بالکل کھل گئی کہ یہ لوگ بزرگوں کو بالکل نہیں مانتے، اسے ہی تو کہتے ہیں وہابیت وہ اب تو پردہ بالکل کھل گیا۔ کیا اب بھی آپ لوگ انہیں سنی مسلمان سمجھیں گے۔ اچھا لیجیے! اب آخر میں، میں وہ چیز پیش کرتا ہوں جس کا سنبھلی صاحب بلکہ سارے دنیا

کے وہابی قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے ۔ وکون بعض علومہ علم اللوح والقلم۔

حضرات گرامی! آپ نے سنا ہوگا قصیدہ بردہ ایک مشہور و متبرک قصیدہ ہے اس کا ایک شعر ہے۔

فان من جودک الدنیا وضرتہا ۔۔۔۔ ومن علومک علم اللوح والقلم

یعنی اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور عقبیٰ آپ کے دریائے کرم کی ایک موج ہے اور آپ کے علوم میں سے لوح و قلم کا علم ہے۔

دیکھئے اس میں صاف موجود ہے کہ لوح و قلم میں جو کچھ ہے وہ سب حضور کے علوم کا ایک حصہ ہے یعنی حضور کا کل علم بھی نہیں ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ لوح محفوظ میں سب ہی کچھ لکھا ہوا ہے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح بردہ میں اسی شعر کی شرح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: "وکون علومہما من علومہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمہما یکون نھرا من علمہ وحرفا من سطور علمہ۔"

"یعنی علوم لوح و قلم کے آپ کے علم میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے علوم کلیات جزئیات اور ایسے حقائق و معارف کی طرف منقسم ہوتے ہیں جن کا تعلق ذات و صفات الٰہیہ سے ہے اور لوح و قلم کے سب علوم آپ کے علم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علم وسیع کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں"

دیکھئے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی صاف تصریح فرمائی کہ لوح محفوظ اور قلم اعلیٰ کے تمام علوم حضور اقدس کے سمندر علم کی ایک نہر اور آپ کے دفتر علوم کا ایک حرف ہیں۔ اب بتلائیے کہ اس کے بعد اب کیا رہ گیا۔ کیا علامہ قاری بھی آپ کے نزدیک مشرک ہیں ؟ یا وہ بھی ان صوفیوں میں ہیں جن کے کلام سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ؟ مگر یاد رہے کہ آپ خود بھی ان کے کلام سے استدلال کرچکے ہیں کہئے اب تو خود آپ کے مسلم اور مستند ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی علم غیب کا فیصلہ کردیا اب بھی آپ ایمان لائیں گے یا نہیں ؟ اچھا لیجئے اب میں خود آپ کے امام الطائفہ اسمٰعیل صاحب دہلوی کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں سنئے وہ "صراط مستقیم" میں لکھتے ہیں :-

"برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند ــــــ یعنی ارواح و ملائکہ کے کشف اور ان کے مقامات کے دریافت

کرنے کے لیے اور زمین و آسمان جنت و دوزخ اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے واسطے شغل دورہ کریں یعنی شغل دورہ سے یہ سب باتیں حاصل ہو جائیں گی ۔ لیجئے مولوی اسمٰعیل صاحب آپ کو تو خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی سے انکار ہے اور آپ کے امام الطائفہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے اس کو ثابت کر رہے ہیں ، دیکھئے یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہ دشمنوں سے اقرار کرا لیا ـــــ اچھا ایسا ہی ایک اور ثبوت لیجئے اور آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے بڑا معجزہ دیکھئے ــــــ سارے وہابیوں دیوبندیوں کے سرگروہ تھانوی صاحب اپنے ملفوظات "مجالس الحکمۃ" میں فرماتے ہیں کہ "اب ہم میں اور ان میں (یعنی وہابیوں ، دیوبندیوں ، اور سنیوں میں) خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ علم الی مایدخل اہل الجنۃ الجنۃ واہل النار النار" حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہٖ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے ۔" ـــــ دیکھئے تھانوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع دنیا سے آخرت تک کا علم تفصیلی محیط حاصل ہونا اس طرح کہ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ دنیا کا کوئی ذرہ ، سمندروں کا کوئی قطرہ ، اور دنیا بھر کے درختوں کا کوئی پتہ ، غرض دنیا کی کوئی چھوٹی بڑی چیز بھی آپ کے علم اقدس سے خارج نہ ہو ، ایسا علم تفصیلی محیط جس کے ہم اہل سنت قائل ہیں تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا حاصل ہونا ممکن ہے ۔

اس کے بعد دیکھئے اپنے نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس میں وہ اس کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں ۔

"جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے" ـــــ اب غور کیجئے تھانوی صاحب کی عبارت سے ثابت ہوا تھا کہ علم غیب کل محیط تفصیلی کا حصول حضور کیلئے ممکن ہے ــــ اور نانوتوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو علم بشر کے لیے ممکن تھا وہ سب حضور پر ختم ہو گیا یعنی آپ کو عطا ہو گیا ۔ نتیجہ صاف یہ نکلا کہ حضور کو علم غیب کلی عطا ہو گیا ۔ فللّٰہ الحمد

مسلمان بھائیو ! دیکھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قاہرہ اپنے علم غیب کلی

کا کیسا اقرار اپنے دشمنوں سے کرا لیا، یہ نانوتوی اور تھانوی صاحبان دونوں سنبھلی صاحب کے پیشوا اور سارے وہابیوں دیوبندیوں، علم غیب رسول کے منکروں کے سرگروہ ہیں مگر اللہ کی شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت دیکھو کہ علم غیب کا اقرار کیسے کھلے لفظوں میں کر رہے ہیں۔ کیوں مجاہدو! کیا اس کے بعد بھی کوئی اور دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہے ہم سنبھلی صاحب اگر آپ قرآن کو نہیں مانتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کو نہیں مانتے، صحابہ کرامؓ کے ارشادات اور بزرگان دین کے اقوال کو نہیں مانتے تو اپنے دیوبندی دھرم کے ان پیشواؤں، نانوتوی اور تھانوی صاحبان کی تو مانئے یا آج آپ قسم ہی کھا کے بیٹھے ہیں کہ کسی کی مانیں گے ہی نہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

دیوبندی مدظلہ، مولوی حشمت علی صاحب کا لب ولہجہ اور ان کی غیر مہذب گفتار کی شکایت تو بالکل فضول ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ عادت پڑ چکی ہے اور اب اس بدگفتاری کی قباحت کا احساس بھی غالباً ان کو نہیں رہا ہے۔ میری یہ آخری تقریر ہے۔ میں چلتے چلتے اکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اس بارے میں سنا دینا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی چند علامتیں ایک حدیث میں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اذا خاصم فجر۔ یعنی منافق کی نشانی ہے کہ وہ نزاعی باتوں میں بدزبانی کرنے لگتا ہے۔" اللہ تعالیٰ اپنے ہر مسلمان بندے کو اس منافقانہ عادت سے بچائے۔

مولوی صاحب نے اس مرتبہ بہت ناز سے حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی دو عبارتیں پیش کی ہیں اور ایک صریح مغالطہ دے کر دونوں کو ملا کے "علم غیب کلی" ثابت کرنا چاہا ہے۔

بانی جناب! تحذیر الناس کی عبارت میں جس "علم لکن البشر" کا ذکر ہے اس سے مراد وہ علم اعلیٰ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب خاتمیت ملی ہے اسی کا تحذیر الناس صفحہ ۴ پر ذکر ہے اور بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اگر آپ جان بوجھ کر دھوکہ نہیں دے رہے ہیں تو ذرا تحذیر الناس کی اس عبارت کو سیاق و سباق کے ساتھ دیکھئے اس کو

خود ہی اپنے مغالطہ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔
دوسری بات یہ سمجھئے کہ حضرت مولانا تھانوی صاحب مدظلہٗ نے صرف "داخلہ جنت و نار" کے علم کو ممکن غیر ثابت الوقوع کہا ہے اور وہ محدود اور متناہی علم ہے اور اس وقت آپ کا دعویٰ "علم کلی" کا ہے جو غیر متناہی ہے اور مقدار و کیفیت کے لحاظ سے علم الٰہی کے برابر ہے۔ اور اس کا حصول ہرگز کسی مخلوق کے لیے ممکن نہیں حضرت مولانا تھانوی مدظلہٗ تو بھلا اس کو کیوں کر ممکن کہہ سکتے ہیں۔ خود آپ کے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے رسالہ الدولۃ المکیہ میں فرماتے ہیں :-
"انا لا ندعی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق" —— (یعنی) ہم ہرگز اس کے مدعی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معلومات الٰہیہ کا علم محیط حاصل تھا کیونکہ وہ تو مخلوق کے لیے قطعاً محال ہے"
اب میں بھی آپ کی زبان میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر قرآن و حدیث پر آپ کا ایمان نہیں ہے تو اپنے اعلیٰ حضرت ہی کی مان لیجئے وہ "علم کلی" کو محال فرماتے ہیں۔
علیٰ ہذا "صراط مستقیم" .... کی عبارت میں بھی آپ نے خوب مغالطہ آفرینی کی ہے۔ فی الحقیقت اس فن میں آپ کو پورا پورا کمال حاصل ہے۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ شغل دورہ کرنے والے کو "جمیع ما فی اللوح" کا علم تفصیلی حاصل ہو جاتا ہے اس کے الفاظ (دا اطلاع بر لوح محفوظ) کا مقتضا تو صرف "مندرجات لوح" پر فی الجملہ اطلاع ہے اور اگر بالفرض "جمیع ما فی اللوح" پر اطلاع مراد ہوتی تب بھی اس سے آپ کا "علم کلی" کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ لوح محفوظ بھی کل علوم غیر متناہیہ" پر حاوی نہیں ہے اس کی تصریح بھی خود آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنی اسی کتاب الدولۃ المکیہ میں کی ہے (دیکھئے الدولۃ المکیہ صفحہ ۲۳ کی آخری سطور)
آپ نے اسی تقریر میں قصیدہ بردہ کا ایک شعر اور اسکی شرح میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے —— اس کا بھی ایک مختصر جواب تو یہی ہے کہ آپ کا دعویٰ اس وقت "علم کلی" کا ہے جو غیر متناہی ہے اور کیفیت کے لحاظ سے علم خداوندی کے برابر

ہے اور لوح وقلم کے تمام علوم اس کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی نہیں پس اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ اس شعر سے حضور کے لیے "جمیع مافی اللوح والقلم" کا علم تفصیلی محیط ثابت ہوتا ہے۔ جب بھی اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، کیونکہ لوح وقلم میں جو بھی کچھ ہے، وہ متناہی ہے، اور "کل علم غیب" سے اس کو کوئی نسبت نہیں، جیسا کہ خود آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے "الدولۃ المکیۃ" میں لکھا ہے۔

یہ جواب تو اس تقدیر پر ہے کہ اس شعر میں "علم اللوح والقلم" سے "جمیع مندرجات لوح" کا علم تفصیلی محیط مراد ہو لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ یہاں "لوح وقلم" کے کل علوم مراد نہیں بلکہ ان کا معتدبہ مقدار مراد ہے اور یہ مراد لینا اس لئے ضروری ہے کہ اس شعر کا مضمون نصوص شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔ ——— چنانچہ علامہ علی قاری کی شرح کی عبارت میں بھی "علم لوح وقلم" سے یہی "علم معتدبہ" مراد ہے نہ کہ ان کے کل علوم کا احاطہ اور اس کی دلیل خود علامہ موصوف کی وہ عبارات ہیں جو میں پہلے پیش کر چکا ہوں جس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب کلی" حاصل نہ تھا اور نہ "جمیع ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ" کا علم محیط تفصیلی جس پر لوح محفوظ مشتمل ہے۔

یہ تو آپ کی پیش کردہ چیزوں کا مختصر جواب ہوا ——— میرے دلائل کے جواب میں آپ نے جو کچھ کہا ہے اگرچہ اس کے جواب کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ میں نے پیش بندی کے طور پر پہلے ہی آپ کی ان تاویلوں کا جواب دے دیا تھا لیکن پھر بھی مختصراً عرض کئے دیتا ہوں بغور سنئے:۔

میں نے تین آیتیں وہ پیش کی تھیں جن میں زمین و آسمان کے غیوب کے علم کو حق تعالیٰ کا خاص بیان کیا گیا ہے، اس کے جواب میں آپ نے وہی ذاتی اور عطائی کی لغو اور فرسودہ بات کہی۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ علم ذاتی تو عالم شہادات کے بھی کسی ذرہ کا غیر اللہ کو نہیں پھر غیب اور وہ بھی "غیب السموات والارض" ہی کی کیا خصوصیت ہے؟ ——— بہرحال ان تینوں آیتوں کا مفاد یہی ہے کہ زمین و آسمان کے تمام غیوب کا علم صرف حق تعالیٰ کو ہے۔ الغرض ان آیات میں ذاتی اور عطائی کی تقسیم مدنظر ہی نہیں ہے۔ اگرچہ فی الواقع حق تعالیٰ کے سارے علوم ذاتی ہی ہیں اور عطائی کا اس کی جناب میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ایک آیت میں نے یٰسین شریف کی "وما علمناہ الشعر" پیش کی تھی اس کے جواب میں بھی آپ نے

یہی فرسودہ بات کہی ہے کہ "اس کا مقصد ملکہ شعر کی نفی کرنا ہے" ——— میں پہلے ہی جواب دے چکا ہوں کہ اس کا میرے استدلال پر کوئی اثر نہیں کیونکہ جب یہ مان لیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکۂ شعر یعنی بقول آپ کے شعر گوئی کا فن عطا نہیں ہوا تھا تو یہ ثابت ہو گیا کہ حضور کو "علم کلی" عطا نہیں ہوا کیونکہ آپ کے کل دعوے میں تو فن شعر بھی داخل ہے۔ بہرحال اس آیت سے میرا مدعی نہایت روشن طور پر ثابت ہے۔

آخری آیت میں نے سورۂ مائدہ کی پیش کی تھی جس میں مذکور ہے کہ روز قیامت اسی کے متعلق جب انبیاء علیہم السلام سے سوال ہوگا وہ جواب دیں گے "لا علم لنا" یعنی ہم کو علم نہیں ——— اس کے جواب میں آپ نے بعض ائمہ تفسیر کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ روز قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے اس دن انبیاء علیہم السلام کو سخت گھبراہٹ ہوگی اور اسی گھبراہٹ میں ان کو دنیا کی بہت سی باتیں ذہول ہو جائے گا اور اسی ذہول و نسیان کی وجہ سے وہ جواب میں "لا علم لنا" کہیں گے" ——— مجھے اس سے انکار نہیں کہ یہ بھی بعض اکابر سے منقول ہے لیکن محققین مفسرین نے اس پر سخت اعتراضات کیے ہیں اور اس کو ضعیف ثابت کیا ہے۔ دیکھئے میرے ہاتھ میں یہ تفسیر کبیر ہے اس میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی قول کو نقل کر کے اس پر اس طرح تنقید کرتے ہیں:-

"هذا الجواب وان ذهب اليه جمع عظيم" من الاكابر فهو عندي ضعيف لانه تعالى قال في صفة اهل الثواب لا يحزنهم الفزع الاكبر. وقال ايضا وجوه يومئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة بل انه تعالى قال ان الذين امنوا والذين هادوا والنصارى والصابئين من امن بالله واليوم الاخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون ٥ فكيف يكون حال الانبياء والرسل اقل من ذلك. ومعلوم انهم لو خافوا لكانوا اقل منزلة من هؤلاء الذين اخبر الله تعالى عنهم انهم لا يخافون البتة" (تفسیر کبیر ص ۴۹۸ ج ۳)

امام رازی کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ خیال کہ قیامت کے دن حضرات انبیاء

علیہم السلام کو اس قدر گھبراہٹ ہوگی کہ ان کو دنیا میں اپنے ساتھ گزرے ہوئے واقعات بھی یاد نہیں رہیں گے اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں وہ سوال خداوندی کے جواب میں "لا علم لنا" کہہ دیں گے۔ اکثر بہت سے اکابر نے ظاہر کیا ہے اور وہ حضرات اس آیت کی توجیہ میں اس طرف گئے ہیں لیکن یہ بہت کمزور خیال ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تو بہت بڑی ہے قرآن پاک تو عام اہل ثواب کے حق میں کہتا ہے کہ "وہ فزع اکبر" سے کچھ بھی پریشان نہیں ہوں گے ——

اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ مومنین صالحین کے چہرے کسی طرح چمکتے ہوں گے ہشاش بشاش ہوں گے —— اور ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے تمام مومنین صالحین کو وہاں نہ کچھ خوف ہوگا نہ حزن و ملال پس جب کہ حسب بیان قرآن عظیم تمام مومنین صالحین بے خوف ہوں گے اور ہشاش بشاش ہوں گے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہاں اس قدر سراسیمہ اور پریشان ہوں کہ دنیا میں اپنے اوپر گزرے ہوئے واقعات کا بھی ذہول ہو جائے اور وہ بھی انہیں یاد نہ رہیں۔

علامہ خازن نے بھی اس بارہ میں یہی خیال ظاہر کیا ہے وہ اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

وهذا فيه ضعف و نظر لان الله تعالى قال في حق الانبياء لا يحزنهم الفزع الاكبر (تفسیر خازن ص۳) یعنی یہ خیال بہت کمزور ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کو فزع اکبر (بڑی گھبراہٹ) کا کوئی غم نہ ہوگا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ ان کو وہاں کچھ خوف و ہراس ہوگا، تو خاتم النبیین شفیع المذنبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کہیں بھی ثابت نہیں کہ قیامت کے دن آپ پر بھی ایسا خوف و ہراس اور ایسی گھبراہٹ طاری ہو کہ اپنے واقعات اور معلومات کا ذہول ہو جائے۔ ذرا سوچئے تو کہ آپ اپنے خانہ ساز عقیدہ کی حمایت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی عظیم الشان اخص فضیلت کو قربان کر رہے ہیں جو احادیث صحیحہ سے آپ کے لیے ثابت ہے کہ قیامت میں جبکہ ساری مخلوق پریشان اور سراسیمہ ہوگی تو آپ کو اس وقت بھی پوری استقامت اور دلجمعی حاصل ہوگی۔

آپ نے سورۂ مائدہ کی اس آیت کا جواب دیتے ہوئے ضمناً ایک یہ آیت بھی پیش کی ہے

"اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدًا" اور اللہ اعلم سب انبیاء کے متعلق حضورؐ کی شہادت سے یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے کہ حضور اقدسؐ کو علم کلی تھا ——

کاش آپ نے کچھ غور کیا ہوتا۔ قرآن پاک میں تو یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی اگلی امتوں کے متعلق شہادت دے گی چنانچہ ارشاد ہے "وکذالک جعلناکم امۃ وسطًا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدًا"

پس اگر اس شہادت سے "علم کلی" ثابت ہوتا ہے تو پھر ہر امتی کے لیے بھی علم کلی مانئے ! اور سب کو عالم الغیب بنا دیجئے !

بندۂ خدا اس شہادت کی تفصیل تو خود حدیث پاک میں بھی وارد ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ کی بعض اگلی امتوں کا معاملہ جب بارگاہ خداوندی میں پیش ہوگا اور ان کے پیغمبر یہ شہادت دیں گے کہ "ہم نے ان کو آپکا پیغام پہنچا دیا تھا مگر انہوں نے تکذیب کی اور انکار کیا" تو وہ لوگ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ "ما جاءنا من نذیر" یعنی ہمارے پاس کوئی نبی نہیں پہنچا۔ اس پر ان پیغمبروں سے فرمایا جائے گا کہ کیا آپ کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں ؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں آپ کے محبوب ترین پیغمبر حضرت محمدؐ اور انکی امت ہمارے گواہ ہیں چنانچہ پہلے حضورؐ کی امت گواہ کی حیثیت سے پیش ہوگی اور گواہی دیگی۔ اس پر ان منکر قوموں کی طرف سے یہ اعتراض ہوگا کہ یہ تو ہزاروں برس بعد دنیا میں پیدا ہوئے تھے انہیں ہمارے معاملہ کی کیا خبر اور انکی گواہی کا کیا اعتبار اس پر ۔ یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے صادق ومصدق پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی اور ان کی خبر میں غلطی کا احتمال نہیں اس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلب ہونگے اور آپ اپنی امت کے بیان کی تصدیق فرمائیں گے کہ ہاں بیشک میں نے انکو خبر دی تھی اور مجھے یہ چیز وحی الٰہی سے معلوم ہوئی تھی۔

بہرحال یہ ہے حقیقت اس شہادت کی جس سے آپ علم کلی ثابت فرما رہے ہیں —— معلوم نہیں کہ آپ نے یہاں کے حاضرین کو اتنا بیوقوف کیوں سمجھ لیا ہے جو آپ ایسے صریح مغالطے دینے کی جرأت کرتے ہیں۔

میں نے حضرات فقہاء کرام کی جو بعض عبارات عقیدۂ "علم غیب کلی" کے کفر ہونے کے متعلق پیش کی تھیں ان کے جواب میں آپ نے عجیب و غریب مضحکہ خیز خبط کا ثبوت دیا ہے پہلے تو آپ نے

یہ کہا کہ یہ قول "ضعیف" اور "غیر مفتی بہ" ہے اور پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان عبارات میں "علم غیب ذاتی" کے عقیدہ کو کفر کہا گیا ہے تو گویا آپ کے نزدیک "علم ذاتی" کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہنا بھی ضعیف اور غیر مفتی بہ قول ہے ــــ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

بندۂ خدا کچھ تو سوچ سمجھ کے بات کہا کیجئے یا محض بولے جانے کا نام آپ نے مناظرہ سمجھا ہے ـــــ شامی کی عبارت پیش کر کے بھی آپ نے اپنی خوش فہمی کا ثبوت دیا ہے اس سے تو خود میرا دعوے اور ثابت ہوتا ہے ـــــ دیکھئے غور کیجئے اس میں "ملتقط" وغیرہ کے حوالے سے جو نقل کیا گیا ہے اسکا حاصل یہی ہے کہ نکاح کے مذکورہ بالا مسئلہ میں تکفیر نہ کی جائے کیونکہ "بعض غیوب کا علم" تو انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہے۔ شامی کے لفظ اس موقعہ پر یہ ہیں "ان الانبیاء یعلمون بعض الغیب" ــــ الغرض اس عبارت کا مفاد خود یہی ہے کہ جب کوئی شخص "بعض علم غیب" کا عقیدہ رکھتے ہوئے حضور کو گواہ قرار دے کر نکاح کرے تو وہ کافر نہ ہوگا ــــ اس سے تو میرے اس دعوے کی اور تائید ہو گئی کہ "علم غیب کلی" کا عقیدہ رکھنے کی صورت میں وہ کفر سے نہیں بچ سکے گا۔ بہرحال صاحب "ملتقط" وغیرہ حضرات کی عدم تکفیر کی جو بات ہے وہ "بعض غیب" کا عقیدہ رکھنے والے کے حق میں ہے نہ کہ علم غیب کلی کا عقیدہ رکھنے والے کے حق میں۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ فقہاء حنفیہ میں کسی ایک ایسے بزرگ کا نام نہیں بتا سکتے جنہوں نے "علم غیب کلی" کے عقیدہ کے کفر ہونے سے اختلاف کیا ہو اور کیونکر کوئی اس سے اختلاف کر سکتا ہے جب کہ وہ تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے آپ حضرت علامہ علی قاری کی تصریح سن چکے "ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لایخفی"۔ یعنی جو ایسا اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم برابر ہے یعنی اللہ کی طرح حضور کو بھی علم کلی حاصل ہے۔ وہ بالاجماع کافر ہے۔"

لیجئے! آپ کی تمام قابل جواب چیزوں کا جواب میں دے چکا فضولیات اور لغویات کا جواب مجھے دینا نہیں ان کو حاضرین کے ایمان و انصاف پہ چھوڑتا ہوں اور چونکہ یہ میری آخری تقریر ہے اس لئے میں اب کوئی نئی دلیل پیش کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ حاضرین کرام سے اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایمان کی روشنی میں فیصلہ کریں ــــ

اگر کچھ نہیں تو کل سے آج تک یہ اندازہ انہوں نے ضرور کیا ہوگا کہ مولوی حشمت علی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں جتنی بھی آیتیں اور حدیثیں یا اکابر امت کے ارشادات پیش کئے الحمدللہ اس ناچیز نے ان سب کے تحقیقی اور تشفی بخش جوابات دئیے اور ادھر سے جو چیزیں پیش کی گئیں ان میں سے کسی ایک کا بھی صحیح جواب ادھر سے نہیں ہوسکا اور یاں سے کرمیں نے بعونہ تعالیٰ صرف وہی دلائل پیش کئے جو بالکل اٹل تھے اور جن میں کوئی تاویل و توجیہ چل ہی نہیں سکتی تھی ——— مجھے اس سے انکار نہیں کہ میرے فریق مقابل مولوی حشمت علی صاحب نے بھی اس کی کوشش کی کہ میرے دلائل و براہین کا جواب دیں اور میری دلیل کے متعلق انہوں نے کچھ نہ کچھ ضرور کہا لیکن بحمداللہ میں نے ہر چیز کا جواب الجواب دیا اور ان کے ہر مغالطہ اور ہر تاویل و تحریف کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔ یہاں تک کہ الحمدللہ ثم الحمدللہ حق واضح سے واضح تر ہو گیا اور اس مناظرہ میں یہ مسئلہ "علم غیب" اس قدر صاف ہوگیا کہ اب جو اسے جو حق العین یہاں موجود ہیں اور انہوں نے کل اور آج کی ساری بحث سنی ہے اب ان کے لیے بجز توبہ کے کوئی چارہ نہیں اور اگر وہ اب خدا کے یہاں یہ عذر کریں گے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کلی" کا یہ عقیدہ کسی غلط فہمی سے یا اپنے مولویوں کے کہنے سے قائم کرلیا تھا تو ان کا یہ عذر ہرگز مسموع نہ ہوگا اس حق افروز مناظرہ نے ان پر خدا کی حجت تمام کردی اور آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوگیا کہ "علم غیب کلی" کا عقیدہ بالکل بے اصل اور محض بے دلیل ہے بہت سی قرآنی آیات اور بکثرت احادیث نبوی کے صریح خلاف ہے ایسا عقیدہ رکھنا اللہ کی کتاب عزیز قرآن پاک سے کھلی بغاوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صریح مخالفت ہے اور اسی واسطے فقہاء حنفیہ کی تصریح کے مطابق کفر ہے بلکہ بقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایسے عقیدے رکھنے والوں کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے ۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔

لہٰذا جن لوگوں کا اب تک ناواقفی کی وجہ سے یہ عقیدہ تھا میں ان سے پورے اخلاص اور دلسوزی کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ضد اور نفس پرستی کو چھوڑ کر حق کو قبول کریں یہاں عزت ذلت اور ہار جیت کا سوال نہیں ہے بلکہ اپنی عاقبت کا سوال ہے عزت اسی کی ہے جو خدا سے ڈر کر حق کو قبول کرے اور اس سے زیادہ ذلت اور بدبختی کسی کے لیے نہیں جو اپنی جھوٹی عزت کا بھرم قائم رکھنے کیلئے حق واضح ہوجانے پر

بھی باطل پر جاتا ہے الا ان عذاب اللہ شدید"

میرے شاہد

اب میں آخر میں اپنے دلائل بلکہ اپنے گواہوں کی اجمالی فہرست پیش کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں سنئے! میرے "شاہد" جن کے مدشاوات و بیانات سے میرا دعویٰ ثابت ہو چکا ہے یہ ہیں :-

حق تعالیٰ جل جلالہٗ

(۱) جس کی کتاب عزیز سے آج اور کل کے مناظرہ میں میں نے بیسیوں آیات اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیں

حضرات انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم

(۲) حضرت سید الرسل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (جن کی بہت سی احادیث کریمہ پیش ہوئیں)

(۳) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام (۴) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام (۵) حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (شب معراج کے متعلق حضرت ابن مسعود والی جو حدیث مسند احمد وغیرہ کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے اس میں ان تینوں حضرات کا اس امر پر اتفاق مذکور ہے کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں)

ملٰئکۃ اللہ سلامہ علیہم

(۶) سیدنا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام (حدیث جبرئیل میں آپ کی شہادت مذکور ہوئی)

(۷) حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت (ان کی شہادت خلیفہ منصور کے خواب والی اس روایت سے معلوم ہوئی جو تفسیر مدارک کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (جن کی شہادت آیت ونہ اعطیناہ الشعر کی تشریح کے سلسلہ میں مذکور ہوئی)

(۹) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (جن کی روایت سے حدیث جبرئیل مروی ہے)

(۱۰) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (آپ کا ارشاد بعث اللہ نبیًّا حبشیًّا وھو ممن لم یقص علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم" مذکور ہو چکا ہے)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعود (جن کی روایت سے شب معراج کا انبیاء علیہم السلام کا مذاکرہ درباره علم قیامت مذکور ہوا)

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ (آپکی روایت بزبارہ عدم علم قیامت صحیح مسلم کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے)
(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (آپ کے متعدد فیصلہ کن ارشادات پیش ہو چکے ہیں)
(۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (آپکی روایت بزبارہ عدم علم قیامت مسند احمد کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے)
(۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ (آپ کی روایت علوم خمس کے متعلق مذکور ہو چکی ہے)
(۶) رجل من بنی عامر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (آپکی حدیث بھی علوم خمس ہی کی بحث میں مذکور ہو چکی ہے)
(۷) حضرت بریدہؓ (آپ کی روایت بھی علوم خمس ہی کے متعلق مذکور ہو چکی ہے)

حضرات ائمہ مفسرین و محدثین و فقہاء امت

(۸) حضرت قتادہ تابعیؒ (۹) حضرت سدی کبیر تابعیؒ (۱۰) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی (۱۱) حضرت امام احمدؒ
(۱۲) امام بخاریؒ (۱۳) امام مسلم (وغیرہ حضرات جنہوں نے وہ احادیث روایت کیں جو اوپر پیش ہوئیں)
مفسرین عظام میں (۱۴) امام ابن جریر (۱۵) امام ابن کثیر (۱۶) امام بغوی (۱۷) امام رازی (۱۸) علامہ خازن (۱۹) علامہ نسفی (۲۰) علامہ ابو السعود (۲۱) قاضی بیضاوی (۲۲) خطیب شربینی (۲۳) علامہ سلیمان بن جمل (۲۴) علامہ جلال الدین سیوطی (۲۵) جلال الدین محلی (۲۶) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ
(ان تمام حضرات کی عبارات مختلف آیات کی تفسیر میں پیش ہو چکی ہیں)
محدثین اور شارحین حدیث میں (۲۷) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۲۸) علامہ بدر الدین عینی (۲۹) علامہ قسطلانیؒ (۳۰) شیخ الاسلام زکریا صاحب تحفۃ الباری شرح بخاری (۳۱) علامہ علی قاریؒ (۳۲) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (ان تمام حضرات کی تصریحات پیش کی جا چکی ہیں)
فقہائے کرام میں سے علاوہ سید الفقہاء امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کے ان حضرات کی عبارات پیش ہو چکی ہیں (۳۳) امام ابن ہمامؒ (۳۴) علامہ ابن نجیم صاحب بحر (۳۵، ۳۶) قاضی خانؒ صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (جن کے حوالہ سے بحر میں نکاح کا مسئلہ نقل ہوا) (۳۷) صاحب در مختار (۳۸) علامہ شامیؒ۔
(۳۹) ائمہ طریقت اور طبقہ عارفین میں سب سے زبردست اور فیصلہ کن شہادت قطب ربانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ہے جو پوری تفصیل سے پیش ہو چکی ہے۔
میرے یہ انتالیس شاہد تو وہ ہیں جو ہمارے اور آپ کے درمیان یکساں مسلم ہیں — چالیسویں شہادت پیر مہر علی شاہ صاحب کی بھی لیجئے اور میرا اکتالیسواں گواہ اپنے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو بھی لیجئے

جن کی متعدد صاف صریح شہادتیں "علم کلی" کے خلاف میں پیش کر چکا ہوں "

لیجئے ان معززا اور مسلم الثبوت گواہوں کی یہ فہرست پیش کرنے کے بعد میں اپنے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے اعوان و انصار کو بیانگ دہل چیلنج کرتا ہوں !

اولئك اشهادی فجئنا بمثلهم اذا جمعتنا یا "حریف" المجامع

یہ آخری تقریر ختم کرتے ہوئے میں پھر ایک دفعہ اپنے مخالفین کو محض للہی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سخن پروری اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر محض اللہ کے لیے حق و ناحق کو پہچاننے کی کوشش کریں اور جس عقیدہ کا باطل اور خلاف کتاب وسنت وخلاف امت ہونا آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو چکا اور جس کے کفر ہونے پر وہ فقہا کی تصریحات بلکہ علامہ علی قاری کی زبان سے اجماع امت کا حوالہ بھی سن چکے ہیں اس سے تائب ہو کر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں کہ اسی پر انسان کی نجات کا مدار ہے ۔ ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ، کافر و گبر و یہودی ہر چہ ہستی باز آ ،
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله وسلم على خير خلقه ونور عرشه محمد وآله وصحبه اجمعين ۔

<u>از مرتب غفرلہ</u> حضرت مولانا نعمانی صاحب ظلہم کی اس آخری تقریر کا موافقین و مخالفین سب پر گہرا اثر پڑا ، معاند مخالفین نے اپنی فاحش شکست محسوس کی اور موافقین یعنی گروہ اہل سنت وجماعت کا انشراح صدر ہو گیا اور انہوں نے فرط جوش مسرت میں اللہ اکبر حق کا بول بالا ، اور اسلام زندہ باد ، مولانا محمد منظور نعمانی زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے جس سے میدان مناظرہ گونج اٹھا ۔ مخالفین کو اول تو مولانا نعمانی کی اس آخری تقریر ہی نے بہت زیادہ سراسیمہ اور شکستہ دل کر دیا تھا پھر اہل سنت کے اس فاتحانہ مظاہرے نے اور بھی ان کی کمر توڑ دی ۔ اس وقت مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے رفقاء کی صورتیں قابل دید تھیں اہلسنت فرط مسرت سے اس قدر از خود رفتہ ہو رہے تھے کہ صدر اہل سنت جناب

مولانا عبدالحنان صاحب اور مولانا نعمانی کے کوشش کرنے کے باوجود نعروں کا
مظاہرہ کئی منٹ تک جاری رہا اور بڑی جدوجہد کے بعد جلسہ میں سکون پیدا کیا
جاسکا۔ مولوی حشمت علی صاحب اس منظر سے اس قدر جھنجھلا گئے تھے کہ
گویا انہیں کچھ خبر ہی نہیں رہی تھی کہ اب مجھے کیا کہنا چاہئے اسی جھنجھلاہٹ کے
عالم میں آپ نے اس طرح تقریر شروع فرمائی۔

مولوی حشمت علی صاحب

بھائیو! آپ نے سنبھلی صاحب کی شرارت اور چالاکی دیکھی اپنی شرمناک شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے
خود ہی تو اپنے ساتھ والوں سے نعرے لگوائے اور پھر خود ہی دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے
کہتے ہیں کہ بھائیو! چپ رہو، خاموش ہو جاؤ! ارے سنبھلی صاحب! میں آپ کی ان چالوں
کو خوب سمجھتا ہوں —— آپ کو شرم نہیں آتی آپ ہم کو توبہ کا وعظ کہتے ہیں آپ کو اور آپکے
بڑوں کو تو حرمین شریفین تک کے علماء نے کافر کہا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
میں آپ کے بڑوں نے جو بدگوئیاں کی ہیں کیا وہ آپ کو یاد نہیں رہیں اور کیا آپ یہ سمجھتے ہیں
کہ دنیا ان کو بھول گئی، اب تک تو صرف حضور کے علم غیب شریف کی بحث ہوئی۔ اب
لیجئے میں آپ کے ناپاک عقیدوں کا پول کھولتا ہوں۔ بھائیو! سنبھلی صاحب کے مقتدا
بتلا رہا ہوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی کتاب
براہین قاطعہ میں شیطان کے لیے تو علم کی وسعت کو تسلیم کیا ہے اور حضور کی وسعت علم سے
انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیطان کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے اور حضور کے علم کی
وسعت کی کوئی دلیل نہیں ذرا سنئے! اس کی اصل عبارت یہ ہے :-

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم
کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

دیکھئے! اس عبارت میں شیطان اور ملک الموت کی وسعت علمی پر تو ایمان لایا جا
رہا ہے اور حضور کی وسعت علمی سے قطعی انکار کیا جارہا ہے بلکہ اس کو شرک بتلایا جارہا ہے
بھائیو! کیا کوئی مسلمان ایسی ناپاک بات منہ سے نکال سکتا ہے، اور سنئے! سنبھلی صاحب

بلکہ سارے وہابیوں کے ایک دوسرے بزرگ پیشوا اور تمام دیوبندیوں کے معتمد اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا ہے کہ جیسا علم غیب حضور اقدس علیہ السلام کو ہے ایسا ہر زید و عمرو اور ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ جانوروں حتیٰ کہ کتوں بلیوں کو بھی ہے۔ یہ دیکھئے میں ان کی اصل عبارت پڑھتا ہوں ......

از مرتب غفرلہٗ مولوی حشمت علی صاحب کی یہ بے جوڑ اور جذباتی تقریر یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ مولانا نعمانی مدظلہٗ کھڑے ہو گئے اور آپ نے مولوی حشمت علی صاحب کی تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے پُر زور طریقہ پر کہا جناب! یہ مناظرہ مسئلہ "علم غیب نبوی" پر ہو رہا ہے اور یہ آپ کی آخری تقریر ہے جس کے بعد میری کوئی تقریر نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں تو آپ اصولاً مسئلہ علم غیب کے متعلق بھی کوئی نئی چیز پیش نہیں کر سکتے چہ جائیکہ آپ اپنی کھلی شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات کی بحث شروع کر رہے ہیں جس کا یہاں کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت یہ آپ کی انتہائی عاجزی اور چالاکی دلیل ہے کہ جب میرے براہین قاہرہ کا کوئی جواب آپ کے پاس نہیں ہے اور جب آپ کی آخری تقریر ہے اور آپ کو اطمینان ہے کہ اس کے بعد محمد منظور کو جواب دہی کا بھی موقع نہیں ملے گا تو آپ ایک بالکل نئی بحث شروع کر رہے ہیں۔ —— آپ اس آخری تقریر میں ہرگز اس قسم کی کوئی نئی بات کہنے کے مجاز نہیں ہیں —— علاوہ ازیں عبارات براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی اس بحث کے تو ذکر سے بھی آپ کو شرم آنی چاہیئے کیونکہ ان کے متعلق یہ آپ کا تحریری مناظرہ جاری ہے اور ان کتابوں کی عبارات پر آپ حضرات کے جو بیہ اعتراضات ہیں میں ان کا مفصل اور کافی شافی رد لکھ کر اب سے تین سال پہلے "معرکۃ القلم" کے عنوان سے شائع بھی کر چکا ہوں اور آپ کی جماعت کے تمام ذمہ دار حضرات کو اور خاص طور پر آپ کو مخاطب کر کے اس کے جواب لکھنے کی بارہا دعوت دے چکا ہوں مگر آج تک آپ کی ساری

جماعت اس کے جواب سے عاجز ہے ——— خود آپ نے سب سے مطالبہ اور کھلے چیلنج ہی سے مجبور ہو کر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ میں اس کا جواب لکھنے کا اعلان کیا تھا اور جواب ہی کے وعدے پر مجھ سے اس کا ایک نسخہ منگوایا تھا جو اسی وقت بذریعہ رجسٹری سے بھیج دیا تھا اور اس کی رسید بھی آپ نے مجھ کو لکھ دی تھی جو یہاں بھی میرے پاس موجود ہے لیکن بس واقعہ کو ڈیڑھ برس گزر گیا مگر ابھی تک آپ اس کا جواب نہیں دے سکے ہیں جب تک کہ آپ "معرکۃ القلم" کے جواب سے سبکدوش نہ ہو جائیں اس وقت تک تو آپ کو اس بحث کے تذکرہ سے بھی شرمانا چاہیئے — بشرطیکہ آپ کے نزدیک حیا و شرم کوئی چیز ہو ——— بہر حال اس آخری تقریر میں آپ کو براہین قاطعہ و حفظ الایمان وغیرہ کی کسی نئی بحث کا کوئی حق نہیں، ہاں اگر فی الحقیقت آپ ان مباحث پر بھی گفتگو کرنا چاہتے ہیں، تو ایک صورت یہ ہے کہ "علم غیب" کی بحث تو اب ختم ہو گئی اب ان دوسری بحثوں کے لئے ابھی وقت طے کر لیجئے میں حاضر ہوں اور ابھی دن کا کافی حصہ باقی ہے۔ انشاء اللہ حاضرین کو ان مباحث کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی اور پتہ چل جائے گا کہ کس کے عقیدے گندے ہیں؟ کون اصل مجرم ہے؟ اور کون مفتری و کذاب ہے؟ لیکن غلط مبحث کے طور پر اس تقریر میں آپ ہرگز کوئی نئی بحث شروع نہیں کر سکتے اس میں تو اگر آپ کو کچھ کہنا ہو تو صرف علم غیب ہی کے متعلق کہہ سکتے ہیں اور اسی کے متعلق سنا جا سکتا ہے"

حضرت مولانا نعمانی جس وقت یہ تقریر فرما رہے تھے اور جس وقت آپ "معرکۃ القلم" کے جواب کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے ایک نیا رسالہ نکالا، اور ایک عجیب اور قابل دید انداز میں اس کا ایک گوشہ پکڑ کر لٹکاتے ہلاتے رہے اور جب مولانا نعمانی اپنی مندرجہ بالا تقریر ختم فرما چکے تو آپ نے کہا لیجئے! آپ کے معرکۃ القلم کا جواب یہ موجود ہے ——— مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے اور تمام حاضرین

کو بھی یہی خیال ہوا کہ مولوی حشمت علی صاحب جو رسالہ پیش کر رہے ہیں ، وہ واقعی "معرکۃ القلم" کا جواب ہوگا۔ چنانچہ مولانا نے فرمایا کہ آپ کو یہ جواب چھپنے کے بعد سب سے پہلے میرے پاس بھیجنا چاہیے تھا اگر میرے پاس پہنچ چکا ہوتا تو بعونہٖ اللہ اب تک اس کا جواب الجواب بھی تیار ہو چکا ہوتا خیر! اب یہ مجھے دے دیجئے اور جی چاہے تو ہاتھ کے ہاتھ تقریر جواب زبانی سن لیجئے ، اور اگر تحریری جواب مطلوب ہو تو ان شاء اللہ جلد سے جلد "الفرقان" میں ملاحظہ فرما لیجئے گا ——— مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا ——— "میں ابھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں" ——— مولوی حشمت علی صاحب کے وقت کا زیادہ حصہ اسی گفتگو میں گزر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے مولانا نعمانی مدظلہ کے فرمانے کے مطابق براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات کی بحث چھوڑ کر علم غیب کے متعلق اپنے پہلے پیش کیے ہوئے دلائل کی فہرست پیش کرنی شروع کی اور ان آیات و احادیث اور اقوال و عبارات کو گنانا شروع کیا جو وہ دونوں دن کے مناظرہ میں پیش کر چکے تھے لیکن ابھی یہ فہرست پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ طے شدہ وقت ختم ہو گیا۔

موصوف وقت ختم ہو جانے کے باوجود تقریر کو ابھی جاری رکھنا چاہتے تھے۔ مگر متعلق ذمہ داران امن نے (جنہوں نے جلسہ مناظرہ کا انتہائی وقت فریقین کے کہنے کے مطابق نوٹ کر لیا تھا) آپ کو روک دیا اور اس طرح آپ اپنے دلائل کی پوری فہرست بھی پیش نہ کر سکے ——— ہم ناظرین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ اس پوری روئداد کو ملاحظہ فرما کر ان کے تمام دلائل پر پھر ایک اجمالی نظر ڈال لیں تاکہ وہ پوری حقیقت ان کے سامنے آجائے

مولوی حشمت علی صاحب کی اس آخری تقریر کے اختتام پر جب مجلس مناظرہ برخاست ہونے لگی تو مولانا نعمانی مدظلہ نے پھر ان سے فرمایا کہ جناب وہ معرکۃ القلم کا جواب ابھی تک میرے پاس نہیں بھیجا ——— انہوں نے جواب دیا کہ "میں ابھی بھیجتا ہوں" ——— چند منٹ کے بعد جب وہاں سے قیام گاہ کی طرف واپسی ہونے لگی تو پھر ان سے کہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو ابھی دے دیا وہ آپ کو دے دیں گے

چنانچہ قیام گاہ پر پہنچنے کے بعد جب وہ رسالہ مولانا کے پاس پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس رسالہ کا کوئی تعلق معرکہ ملتان سے نہیں تھا اور نہ وہ مولوی حشمت علی صاحب کا تصنیف کردہ ہی تھا ـــــ بلکہ مولوی سردار احمد گورداسپوری مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلوی کا نام بحیثیت مصنف لکھا ہوا تھا ـــــ سب لوگ مولوی حشمت علی صاحب کی اس دیدہ دلیری اور دن دہاڑے اس دھوکہ بازی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

گورداسپوری صاحب کے اس رسالہ کا نام تھا "موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام" حضرت مولانا مدظلہ نے یہ رسالہ اسی وقت جواب کے لیے ناچیز راقم الحروف کے حوالہ فرما دیا اور اس عاجز نے بعون اللہ انہی ایام میں اس کا جواب "تجلیات کی بشارت" لکھ دیا جو پہلے مجلہ الفرقان میں اور اس کے بعد کتابی شکل میں بھی شائع ہو گیا۔ فللہ الحمد

یہ ہیں "مناظرہ سلانوالی" کے کوائف

جو لوگ اس مناظرہ میں شریک تھے انہوں نے تو حق و باطل کے اس معرکہ کو بچشم خود دیکھ لیا اور امید ہے کہ دوسرے لوگ اس روئداد کے مطالعہ سے بھی قریب قریب وہی لطف اٹھا سکیں گے اور وہی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ کیونکہ ہم نے ہر فریق کے دلائل اور ہر مناظر کی تقریر کو کامل دیانت داری سے پیش کرنے کی پوری پوری سعی کی ہے۔ اس پر بھی جو کوتاہی رہ گئی ہو اس کے لیے بھی ہم اپنے پروردگار سے عفو خواہ ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ... رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ط

وانا العبد المذنب

احقر عباد اللہ محمد عطف راقم کان اللہ لہ

مجید پرنٹنگ پریس ملتان فون نمبر ۷۲۹۲۱